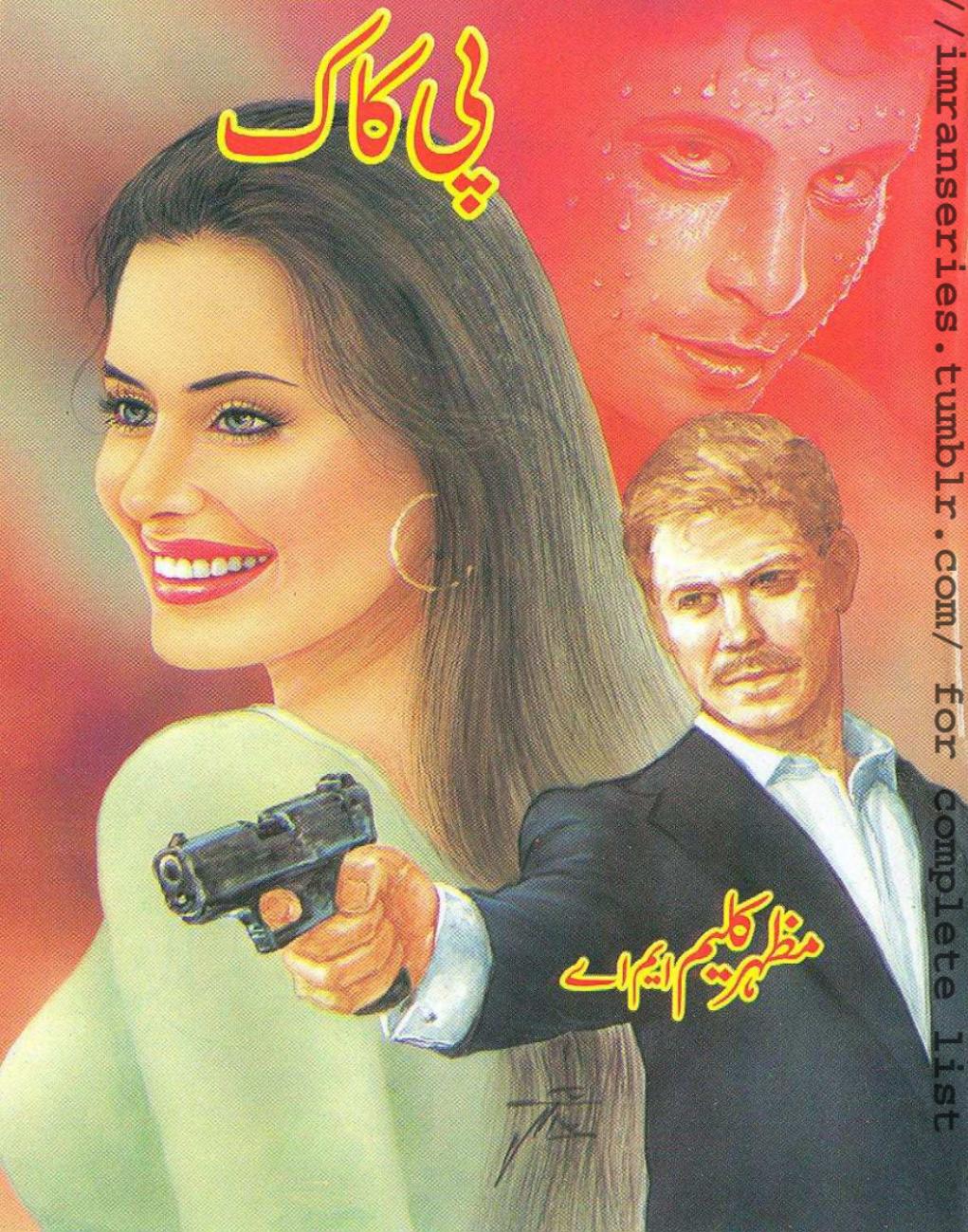


سکھن

پاک



منظروں کا کام الہام

<http://imranseries.tumblr.com/> for complete list

خان برادرز گردن ٹاؤن ملتان

پہلے

منظور

مکمل تاول

بڑی

چند پاٹیں

محترم فارمین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول ”پی کاک“ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس بار ایک یہودی تنظیم نے پاکیشیا میں ایسی واردات کی کہ پاکیشیا کو اپنی عزت بچانا مشکل ہو گئی۔ ایک ایسے فلسطینی لیڈر کو آسانی سے انغو کر لیا گیا جس کی حفاظت ملٹری ائمیں جنس کے ساتھ ساتھ سیکرٹ سروس کر رہی تھی لیکن یہودی تنظیم پی کاک کی سپر ایجنت ہاسکی نے انتہائی آسانی سے سب کی آنکھوں میں دھوکہ جھوک کر العباس کو انغو کر لیا لیکن اس بار اس لیڈر کی بازیابی کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی صرف دو رکنی ٹیم بھیجی گئی اور یہ دو رکن تھے تنویر اور جولیا، اور مزید دلچسپ بات یہ کہ لیڈر تنویر تھا۔ کیا جولیا تنویر کی لیڈر شپ قبول کر سکی۔ کیا تنویر اپنے مخصوص ڈائریکٹ ایکشن کو جولیا کی موجودگی میں استعمال بھی کر سکا یا نہیں اور پھر وہ لمحہ جب جولیا نے بطور ڈپٹی چیف تنویر کو سیکرٹ سروس سے برطرف کرنے کی دھمکی دے دی۔

یہ سب کچھ اس قدر دلچسپ اور منفرد ہے کہ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول بھی آپ کو ہر لحاظ سے پسند آئے گا۔ اپنی آراء سے مجھے بذریعہ خط یا ای میل ضرور آگاہ کریں۔ مجھے آپ کی آراء کی انتظار رہے گا۔ البتہ حسب روایت ناول کے مطالعہ سے پہلے اپنے پند

اس ناول کے تمام نام، مقام، گردار، واقعات اور پیش کردہ چیزوں پر قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت شخص اتنا قیہ ہو گی جس کے لئے پبلشرز، مصنف، پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشر ————— مظہر حسین ایم اے
اہتمام ————— محمد اسلام فہیش
ترتیب ————— محمد علی قریشی
طبع ————— سلامت اقبال پرنٹنگ پیس ملتان

Price Rs

175/-



کتب میگا وائے کاپٹے

MoB

0333-6106573

0336-3644440

0336-3644441

Ph 061-4018666

ارسلاں پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ ملتان

E-Mail Address

arsalan.publications@gmail.com

خطوط اور ای میلز ضرور ملاحظہ کر لیں کیونکہ دلچسپی کے لحاظ سے یہ بھی کسی طرح کم نہیں ہیں۔

راولپنڈی سے احمد عزیز لکھتے ہیں کہ "آپ کے ناول مجھے بے حد پسند ہیں۔ آپ کا طرز تحریر ایسا ہے کہ ایک بار ناول شروع کرنے کے بعد جب تک وہ ختم نہ ہو جائے اسے درمیان میں چھوڑا ہی نہیں جا سکتا۔ آپ کے ناولوں میں دلچسپی کا تاثر پہلے صفحے سے آخری صفحے تک مسلسل رہتا ہے۔ آپ کا طرز تحریر ایسا ہے کہ واقعات فطری طور پر آگے بڑھتے محسوس ہوتے ہیں۔ البتہ آپ سے ایک شکایت بھی ہے کہ آپ نے پاکیشی سینکرٹ سرداں کو واقعی دوھسوں میں تقسیم کر دیا ہے اور صرف ایک حصے کے اراکین ہی بہ مشن میں عمران کے ساتھ نظر آتے ہیں جبکہ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔

دوسرا حصہ کے ارکان کو بھی یہیں الاقوامی مشعر میں کام کرنے کا موقع ملنا چاہئے۔ امید ہے آپ ان پر ضرور غور کریں گے"۔

محترم احمد عزیز صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے جس انداز میں ناولوں کی تعریف کی ہے اس کے لئے میں آپ کا مشکور ہوں۔ جہاں تک آپ کی شکایت کا تعلق ہے تو نہ صرف آپ بلکہ بے شمار قارئین نے بھی ایسی شکایات پہنچی ہیں بلکہ بعض نے تو یہاں تک دھمکی دی ہے کہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو وہ ناول پڑھنا چھوڑ دیں گے۔ آپ کی شکایت سرداں کھسوں پر لیکن اصل مسئلہ عمران کا ہے۔ عمران مشن کو سامنے رکھ

کر ٹیکم کا انتخاب کرتا ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ عمران کا انتخاب زیادہ تر یک طرفہ ہی ثابت ہوتا ہے۔ بہر حال میں کوشش کروں گا کہ عمران تک آپ کی شکایت پہنچا کر اسے بھی باور کر اسکوں کہ ٹیکم کے انتخاب میں مشن کے ساتھ ساتھ قارئین کے نقطہ نظر کا بھی خیال رکھا کرے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھنے رہیں گے۔ ذیرہ اسماعیل خان سے لطف اللہ خان اپنی ای میل میں لکھتے ہیں کہ "آپ کا طویل عرصے سے قاری ہوں۔ آپ زیادہ تر سماںتھی موضوعات پر ناول لکھتے ہیں۔ فارمولوں کی چوری یا لیہاری ٹری کی تباہی آپ کے پسندیدہ موضوعات ہیں۔ یہ درست ہے کہ آپ نے تقریباً ہر موضوع پر ناول لکھا ہے اور بعض موضوعات تو ایسے ہیں جن پر شاید کوئی دوسرا قلم اٹھانے کی جرأت ہی نہ کر سکے لیکن آپ نے ان پر بھی کامیاب ناول لکھتے ہیں۔ اس کے باوجود سماںتھی فارمولے اور لیہاری ٹریاں آپ کا پسندیدہ موضوع ہیں۔ کیا آپ اس کی وجہ بتا سکتے ہیں؟"۔

"محترم لطف اللہ خان صاحب۔ ای میل بھیجئے اور ناول پسند کرنے کا شکریہ۔ جہاں تک آپ کے سوال کا تعلق ہے تو اس بارے میں تفصیل لکھنے کی بجائے میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ موجودہ دور سماںتھی پیش رفت کا دور ہے اور جہاں تک سماںتھی طور پر آگے بڑھنے کے لئے سماںتھی ریسروچ پر اپنے وسائل خرچ کرتے ہیں وہاں ایسے فارمولوں کو ایجنٹوں کے ذریعے چرا لینے کا کام بھی

اپنے عروج پر جاتا دکھائی دیتا ہے۔ ایک ترقی پذیر ملک اپنے محمد وہ وسائل کے باوجود اپنے ملک کی ترقی کے لئے نئے سے نئے فارمولوں پر کام کرتا ہے جبکہ دوسرا ملک اس فارمولے کو کسی اچھی نظریے چاہتا ہے تو دراصل یہ صرف فارمولوں نہیں ہوتا بلکہ اس ملک اور اس کے عوام کا مستقبل بھی ہوتا ہے۔ پاکیشیا کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوتا ہے اس لئے عمران کو اپنے ملک کے مقادات کے تحفظ کے لئے حرکت میں آنا پڑتا ہے اور چونکہ موجودہ تیز رفتار سائنسی پیش رفت کے دور میں ایسے واقعات پڑھتے جا رہے ہیں اس لئے ایسے مشن زیادہ سامنے آ جاتے ہیں جن میں عمران فارمولوں کی چوری اور سائنسی لیبارڈیوں کے بارے میں کام کرتا دکھائی دیتا ہے۔ امید ہے اب وضاحت ہو گئی اور آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

حالانکہ صالحہ کسی طرح بھی کسی دوسرے رکن سے کم نہیں ہے۔ اس میں ایسی صلاحتیں ہیں کہ اسے ہر مشن میں شامل کیا جائے۔ امید ہے آپ اس بات کا خیال رکھیں گے۔

محترم سليمان احمد صاحب۔ ای میل بھیجئے اور ناول پسند کرنے کا شکریہ۔ آپ کی شکایت سر آنکھوں پر۔ صالحہ واقعی صلاحتیوں کے لحاظ سے کسی سے بھی کم نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ظاہر ہے اسے پاکیشیا سینکڑ سروس میں شامل نہ کیا جاتا لیکن ٹیم کا انتخاب عمران کرتا ہے اور عمران مشن کے لحاظ سے ٹیم کا انتخاب کرتا ہے۔ آپ کی شکایت عمران تک پہنچا دی جائے گی۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اپنے قاری کی شکایت کا خیال رکھے گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

”اکوڑہ خٹک سے دلفراز خان نے اپنی ای میل میں لکھا ہے کہ آپ کے ناول مجھے اور میرے دوستوں میں بے حد مقبول ہیں۔ ہم نہ صرف آپ کے ناول پڑھتے ہیں بلکہ آپس میں اس کے مختلف پہلوؤں پر دسکس بھی کرتے ہیں۔ اکثر ایک بات پر سب سے زیادہ دسکشن ہوتی ہے کہ آپ کو اس قدر جدید ترین معلومات سے ہمیں اس قدر نئی سے نئی معلومات ملتی ہیں کہ شاید کسی اور کتاب میں نہ مل سکتی ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ بہترین اور معیاری مزاج، کردار کی پاکیزگی اور ہمت و حوصلے کا جو سبق آپ کے ناولوں سے ملتا ہے وہ کسی اور ناول سے نہیں مل سکتا۔ الجھٹ آپ سے ایک اخبارات میں اس بارے میں پڑھتے ہیں تو ہمیں اس پر یقین نہیں آتا شکایت بھی ہے کہ آپ صالح کو بہت کم مشتری میں سامنے لاتے ہیں

کہ یہ سب کچھ فرضی نہیں بلکہ حقیقت تھا جسے ہم نے اپنی علمی کی وجہ سے فرضی سمجھا تھا لیکن آپ کا مأخذ کیا ہے یہ بات آج تک کچھ نہیں آئی۔ کیا آپ ہمیں اس بارے میں بتائیں گے؟۔

محترم دلفراز خان صاحب۔ ای میل سمجھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک آپ کی ابھن کا تعلق ہے تو یہ کوئی ابھن نہیں ہے اس لئے کہ جسے جدید ترین سائنسی ایجادات کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا شوق ہو تو ایسے بے شمار ذرائع ہیں جن کے ذریعے یہ معلومات ان تک پہنچ سکتی ہیں۔ ان میں اخترنیٹ کے ساتھ ساتھ میں الاؤای سطح پر شائع ہونے والے سائنسی رسائل، بڑے بڑے اخبارات کے سائنسی میگزین اور کتب سے معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔ دنیا میں سائنس پر بے پناہ کام ہو رہا ہے اور ایسی ایجادات سامنے آ رہی ہیں کہ شاید ہم ان پر سرے سے یقین کرنے سے ہی انکار کر دیں لیکن یہ حقائق ہیں اور حقائق بہر حال اپنے آپ کو منوالیتے ہیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔
اب اجازت دیجئے۔

والسلام مظہر کلیم ایم اے

E.Mail.Address

mazharkaleem.ma@gmail.com

بعور پڑھا کرتا تھا۔ ابھی عمران نے اخبار کو کھولا ہی تھا کہ سلیمان ٹرالی دھکیلتا ہوا کمرے میں داخل ہوا اور اس نے ناشتے کے خالی برتن ٹرالی میں رکھنا شروع کر دیئے۔

”آپ جلدی سے اخبارات سے فارغ ہو جائیں تاکہ آپ کے سامنے حساب پیش کیا جائے۔“..... سلیمان نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

”حساب کتاب۔ ارے۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ طویل عرصے سے کڑکی کا دور چل رہا ہے اور تمہیں حساب کتاب کی سو جھوڑی ہے۔“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اسی لئے تو حساب کتاب پیش کر رہا ہوں تاکہ کل کو آپ یہ نہ کہیں کہ کڑکی اور مندی کے دور میں خریداری کیوں اور کیسے کر لی۔“..... سلیمان نے کہا تو عمران نے اس طرح اطمینان کا طویل سانس لیا جیسے اس کے کانڈھوں سے ٹھوں بوجھ اتر گیا ہو۔

”اچھا تو خریداری کا حساب کتاب۔ میں سمجھا تھا کہ تم اپنی تنوہوں اور الاؤنسز کے حساب کتاب کا کہہ رہے ہو۔“..... عمران نے اس بار بڑے خوشگوار انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ تو اب حساب کتاب سے بالا ہو چکا ہے۔ میں نے کچھ کے چند ضروری آئیٹم خریدے تھے ان کے حساب کتاب کی بات کر رہا ہوں۔“..... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”ارے واه۔ آج کا دن تو شاید میری زندگی کا سب سے خوش

قامت دن ہے کہ تم خود کہہ رہے کہ وہ معاملہ حساب کتاب سے بالا ہو چکا ہے۔ ویری گذ۔ اس بوجھ سے تو جان خلاصی ہوئی۔“۔

عمران نے اور زیادہ خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”میں نے حساب کتاب سے بالا کہا ہے۔ حساب کتاب ختم نہیں کہا۔“..... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”بالا کا مطلب بھی تو یہی ہوتا ہے کہ کوئی حساب کتاب ہو ہی نہیں سکتا۔ یعنی ختم۔ وہ کیا کہتے ہیں ہماری مقامی زبان میں کہ مٹی ڈالو۔“..... عمران نے تیز تیز لمحے میں کہا۔

”تجانے آپ کس درس سے میں پڑھتے رہے ہیں۔ بالا کا مطلب ہے بہت بلند اس لئے حساب کتاب سے بالا کا مطلب ہوا کہ اب حساب کتاب کرنے کی ضرورت نہیں۔ بس جو حساب کتاب سمجھ میں آئے کہہ دو۔ یعنی جس طرح لاکھوں، کروڑوں، اربوں، کھربوں کے بعد حساب کتاب سے معاملات بالا ہو جاتے ہیں۔“۔ سلیمان نے باقاعدہ عالمانہ انداز میں اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا تو عمران کا خوشی سے پھولा ہوا چہرہ یکخت لٹک گیا۔

”اچھا تو پھر کہا حساب کتاب۔“..... عمران نے ڈھیلے لمحے میں کہا۔

” بتایا تو ہے کہ کچھ آئیٹم خریدی ہیں۔“..... سلیمان نے کہا۔

”خرید لی ہیں تو بہت اچھا کیا۔ مجھے تم پر مکمل اعتماد ہے کہ تم نے خوب چھان پکک کر خریدی ہوں گی۔“..... عمران نے اخبار کی

طرف متوجہ ہوتے ہوئے بڑے بے نیاز انداز میں کہا۔
”ظاہر ہے مفلس اور فلاش آدمی کا باور پچی ساری عمر جہان
پھٹک میں ہی گزار دیتا ہے۔ بہر حال وہ لاکھ روپے خرچ ہوئے
ہیں۔“ سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہوئے ہوں گے تعلیم ہے مجھے“..... عمران نے جان چھڑانے
کے انداز میں کہا۔

”میں آپ سے پیسے نہیں مانگ رہا۔ صرف حساب کتاب بتا رہا
ہوں۔“..... سلیمان بھی آخر عمران کا ہی باور پچی تھا اس لئے وہ عمران
کے جان چھڑانے کے انداز سے ہی سمجھ گیا تھا کہ عمران اس
معاملے کو یہیں ختم کرنا چاہتا تھا تاکہ سلیمان پیسے نہ مانگے۔

”ارے واه۔ یہ تو اور بھی اچھا ہے۔ تم جیسا باور پچی اللہ تعالیٰ
ہر ایک کو نصیب کرے جو پیسے مانگے بغیر حساب کتاب بتاتا
رہے۔“..... عمران نے اس بار خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”تو اب آپ اپنی شی خریدی ہوئی وارڈ روپ کے خفیہ خانے
کے اندر بٹے ہوئے مزید خفیہ خانے میں موجود پچاس لاکھ روپے کا
حساب آجھے گئے۔ اوکے۔“..... سلیمان نے بڑے اطمینان پھرے لجھے
میں کہا اور ٹرالی و ٹکلیٹا ہوا والپس دروازے کی طرف جانے لگا۔

”ارے۔ ارے۔ رک جاؤ۔ رک جاؤ۔“ یہ تم نے سارے خفیہ
خانے کیسے تباش کر لئے۔ دکانداروں کا دعویٰ تھا کہ ان خفیہ خانوں
کو صرف انکم یکس انسلکٹر ہی تباش کر سکتا ہے اور میں نے یہ الماری

اس لئے خرید لی تھی کہ یہاں جب انکم ہی نہیں ہے تو انکم یکس انسلکٹر
کا یہاں کیا کام۔ لیکن لگتا ہے تم خود تو کیا تمہارے آباد اچد اس
انکم یکس میں رہے ہیں۔ ارے۔ وہ تو میں نے بڑے وقت کے
لئے چھپا کر رکھے تھے۔“..... عمران نے رو دینے والے لجھے میں
کہا۔

”جب کچھ بند ہو جاتا تو اس سے برا وقت اور کیا ہو سکتا
ہے۔“..... سلیمان نے منہ بٹاتے ہوئے کہا۔

”اچھا چلو دس لاکھ کے تم نے کچھ آئیٹھر خرید لئے باقی چالیس
لاکھ خاصی بڑی رقم ہوتی ہے۔“..... عمران نے تیز لجھے میں کہا۔

”ہا۔ آپ جیسے مفلس و فلاش کے لئے واقعی بڑی رقم ہوتی
ہے لیکن موجودہ دور میں اتنی معمولی رقم سے تو سبزی، دالیں، گوشت
بھی پورا نہیں خریدا جا سکتا۔ میں نے یہ سوچ کر رکھ لئے تھے کہ چلو
پیاز، ٹماٹر وغیرہ چند آئیٹھر خرید کر رکھ لوں گا اور اس میں بھی آپ کا
فائدة ہے۔ سبزی جس رفتار سے مہنگی ہوتی جا رہی ہے لگتا ہے کہ
اگلے ماہ چالیس لاکھ کی بجائے دو چار کروڑ لے کر مارکیٹ جانا
پڑے گا۔“..... سلیمان نے جواب دیا اور ٹرالی و ٹکلیٹا ہوا کمرے سے
باہر چلا گیا تو عمران نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا اور
ایسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ سر سے ہٹا کر ایک
لباس انس لیا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”چالیس لاکھ روپے کے ٹماٹر، پیاز خریدنے والے باور پچی کا

مفلس و فلاش آقا علی عمران ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں،..... عمران نے رو دینے والے لبھے میں کہا۔
”یہ کیا پکواں ہے،..... دوسری طرف سے سرسلطان کی قدرے غصیلی آواز سنائی دی۔

”یہ پکواں نہیں حقیقت ہے جناب۔ چالیس لاکھ کے ٹماڑ اور پیاز اور وہ بھی صرف ایک ماہ کے لئے اور مہنگائی جس ایکپر لیں رفتار سے بڑھ رہی ہے آئندہ ماہ تو شاید کروڑوں میں بھی اتنے ٹماڑ پیاز نہ ملیں،..... عمران نے پہلے سے بھی زیادہ رو دینے والے لبھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وکس نے کہا ہے تمہیں۔ کیا تم پاگل ہو۔ خود جا کر چیک نہیں کر سکتے۔ مجھے تسلیم ہے کہ مہنگائی بڑھ گئی ہے لیکن اتنی بھی نہیں ہے جتنی تم بتا رہے ہو۔ خواہ مخواہ کی فضول باتیں لے کر بیٹھ جاتے ہو۔ میں نے تم سے انتہائی اہم بات کرنی تھی اور تم یہ فضول بات لے کر بیٹھ گئے،..... اس بار سرسلطان نے باقاعدہ غصیلے لبھے میں کہا۔

”یہ حساب کتاب آغا سلیمان پاشا کا ہے اور اسے میں تو کیا دیشا کا کوئی شخص آپ سمیت پیش نہیں کر سکتا اور جناب۔ اس سے زیادہ اہم بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ صرف میرا بلکہ پورے ملک کے لوگوں کے کچن بند ہوتے جا رہے ہیں اور آپ کی حکومت کے میلی ویژن چینز روزانہ جو کھانے بنانا کر لوگوں کو دکھار رہے ہیں وہ نجاں کوں لوگ بنانے کے لئے شاید

ڈیڈی کو اپنی پوری جا گیر فروخت کرنا پڑے،..... عمران کی زبان روای ہو گئی۔ وہ بھلا آسانی سے کہاں قابو میں آنے والا تھا۔

”اگر سلیمان نے کہا ہے تو صحیح کہا ہے۔ تم جو ہر وقت بڑے ہوئے ہوٹلوں میں جا کر کھاتے رہتے ہو۔ وہ ان کھانوں کی رقم سے بھی زیادہ رقم تمہارے نام سے فلاجی اداروں میں جمع کروا آتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے سامنے تمہارا حساب کتاب برادر رہے اور ظاہر ہے وہ اس رقم کو کچن بجٹ میں ہی شمار کرتا ہو گا،..... سرسلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ کہیں آپ نے اس کے پاس فلاجی اداروں کی رسیدیں تو نہیں دیکھ لیں،..... عمران نے چونک کر کہا۔

”ہاں۔ ایک بار بیگم نے اس سے کچن کے کسی معاملے میں مشورہ لینے کے لئے اس کو بلایا تھا کیونکہ بیگم کا کہنا ہے کہ اس معاملے میں سلیمان سے زیادہ سمجھ دار اور کوئی نہیں ہے۔ وہ مجھ سے ملنے بھی آپا تھا۔ اس کے ہاتھ میں رسیدیں تھیں۔ میرے پوچھنے پر اس نے رسیدیں دکھائیں جو سب تمہارے نام کی تھیں،..... سرسلطان نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”وہ بہت بڑا فنکار ہے جناب۔ آل ولڈ بادر پری ایسوی ایشن کا اعزازی صدر ہے۔ یہ فلاجی ادارے اس نے خود بنانے ہوئے ہیں۔ ایسے ادارے جن کا منجز بھی وہ خود ہے اور مہتمم بھی وہ خود ہے۔ یقیناً اس نے آئٹی کا پس بھی خالی کرا لیا ہو گا،..... عمران

نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سرسلطان بے اختیار نہیں پڑے۔
 ”وہ جتنا بڑا فناکار ہے اس کا مجھے علم ہے۔ تم جیسے آدمی سے
 مستقل گزارہ کوئی عام آدمی نہیں کر سکتا۔ بہر حال میں نے جواہم
 بات کرنی ہے وہ یہ کہ پاکیشیا نے مسلم ممالک کے اہم لیڈرز کی
 ایک میٹنگ بلائی ہوئی تھی جسے پوری دنیا سے ٹاپ سینکرٹ روکھا گیا
 تھا۔ اس میٹنگ میں فلسطین کا موجودہ اہم ترین لیڈر العباس بھی
 شامل تھا اور یہ بھی یقیناً تمہیں معلوم ہو گا کہ اس وقت پوری دنیا
 کے یہودی العباس کو کسی نہ کسی انداز میں پکڑنے کے لئے کوشش
 ہیں کیونکہ یہودیوں کے خلاف اس کی خفیہ تنظیم متاع بے حد
 کامیاب جا رہی ہے اور اس تنظیم کے ذریعے اہم یہودی لیڈرز جو
 مسلمانوں کے خلاف کھل کر کام کر رہے تھے اور خصوصاً فلسطین کے
 خلاف کام کرتے ہیں وہ پچھے ہٹنے پر مجبور ہو چکے ہیں۔ اس خفیہ
 تنظیم کا جال تقریباً تمام یہودی نواز ملکوں میں پھیلا ہوا ہے اور
 یہودیوں کو متاع نے درپردازے ہے اور اس لئے درقصان پہنچایا ہے اس لئے
 العباس کی ہلاکت یہودیوں کا نہر ایک مشن بن چکا ہے۔ العباس
 تاریکی میں پناہ لئے ہوئے ہے اور اس کی حفاظت کے وہاں تاریکی
 حکومت نے خصوصی انتظامات کر رکھے ہیں۔ اس خفیہ میٹنگ میں
 العباس نے بھی شرکت پر رضامندی اس شرط پر دی ہے کہ پاکیشیا
 میں اس کی حفاظت پاکیشیا سینکرٹ سروس اپنے ذمے لے لے ۔۔۔“
 سرسلطان نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”کہاں ہونی ہے یہ میٹنگ۔ کتنے روز رہے گی اور اس کا مزید
 شیدول کیا ہے۔“..... عمران نے سمجھدہ ہوتے ہوئے کہا۔
 ”یہ باتیں قون پر نہیں بتائی جاسکتیں۔ تم میرے آفس آ جاؤ۔“
 سرسلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے رسیور رکھ دیا اور
 عمران ان کے اس انداز میں رسیور رکھنے پر بے اختیار مسکرا دیا
 کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سرسلطان نے دانتہ ایسا کیا ہے ورنہ عمران
 مزید سوالات کرتا رہتا۔

”سلیمان۔ آغا سلیمان پاشا صاحب۔“..... عمران نے رسیور رکھ
 کر اٹھتے ہوئے کہا۔

”جی صاحب۔“..... سلیمان نے کسی جن کی طرح فوراً نمودار
 ہوتے ہوئے کہا۔ وہ عمران کے لبھے کو اچھی طرح پہچانتا تھا۔

”میں سرسلطان کے آفس جا رہا ہوں۔ وہاں سے شاید کہیں اور
 جانا پڑے اس لئے خیال رکھنا۔“..... عمران نے کہا اور انھوں کر
 ڈرینگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

سیاہ رنگ کی کار چار منزلہ عمارت کے کپاونڈ گیٹ میں مردی اور پھر سائینڈ پر بنی پارکنگ میں داخل ہو کر رک گئی۔ یہ ایکریمیا کی ریاست پورٹ لینڈ کے دارالحکومت سائیگو کا معروف تحری سار کلب تھا۔ کار پارکنگ میں رکتے ہی ایک نوجوان لڑکی جس نے جیز کی پینٹ اور شرت پر جیز کی ہی جیکٹ پہنی ہوئی تھی کار سے باہر آئی۔ اس کے جز نہری بال اس کے کاندھوں پر پڑے ہوئے تھے۔ خدوخال کے لحاظ سے وہ یونانی نژاد دکھائی دیتی تھی۔ وہ کار لاک کر رہی تھی کہ پارکنگ میں نے آ کر اسے کارڈ دیا۔

”تھیکس۔ راجراپتے آفس میں ہو گا“..... لڑکی نے پارکنگ میں سے کہا۔

”لیں مس۔ ان کی کار موجود ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ آفس میں موجود ہیں“..... پارکنگ میں نے موعدبانہ لجھے میں کہا

اور نئی آنے والی کار کی طرف بڑھ گیا تو لڑکی نے کارڈ اور چاپیاں جیکٹ کی جیب میں ڈالیں اور کاندھے سے بیگ لٹکائے تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی کلب کے میں گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس کی شخصیت کا مجموعی تاثر بے حد کشش انگیز تھا اور پھر اس پر اس کی خوبصورت اور پرکشش چال نے لوگوں کو اسے بار بار دیکھنے پر مجبور کر دیا تھا لیکن وہ مردوں کی نظرؤں سے بے نیاز آگے بڑھتی چلی گئی۔ پھر میں گیٹ میں داخل ہو کر وہ سیدھی کاؤنٹر پر پہنچ گئی جہاں چھ لڑکیاں مختلف نویعت کے کاموں میں مصروف تھیں جبکہ ایک لڑکی سامنے سرخ رنگ کا فون رکھے بیٹھی ہوئی تھی۔

”راجر کو فون کر کے بتاؤ کہ ہاسکی اس سے ملنے آئی ہے۔“ لڑکی نے فون والی لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کیا آپ کی ملاقات طے ہے مس؟“..... لڑکی نے موعدبانہ لجھے میں کہا۔

”ہاں۔ ایسے ہی سمجھو“..... ہاسکی نے جواب دیا تو لڑکی نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”کاؤنٹر سے بول رہی ہوں بس۔ ایک خاتون یہاں موجود ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ وہ آپ سے ملاقات کے لئے آئی ہیں۔ ان کا نام ہاسکی ہے“..... لڑکی نے رابطہ ہونے پر بات کرتے ہوئے کہا۔

”لیں مس“..... دوسری طرف سے بات سن کر کاؤنٹر گرل نے

کہا اور رسپور رکھ دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک سائیڈ پر موجود نوجوان کو اشارہ کیا۔

”لیں مس“..... اس نوجوان نے جس کے سینے پر پروانگر کا مجع موجود تھا اور اس نے باقاعدہ پونیفارم پہنی ہوئی گھنی کاؤنٹر کے قریب آ کر کہا۔

”مس صاحبہ کو منیر صاحب کے آفس تک پہنچاؤ“..... لڑکی نے کہا۔

”لیں مس۔ آئیے مس صاحبہ“..... پروانگر نے پہلے کاؤنٹر گرل کو جواب دیا اور پھر ہاکسی سے مخاطب ہو کر کہا اور اس کے ساتھ ہی مڑ گیا۔ راجر کا آفس دوسری منزل پر تھا۔ اسی منزل کے آخر میں بند دروازہ تھا جس کے باہر راجر کی نیم پلیٹ بھی موجود تھی۔

”تشریف لے جائیں مس صاحبہ۔ دروازہ نکلا جوتا ہے۔“ پروانگر نے کہا۔

”تھیک یو“..... ہاکسی نے سکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے دروازے کو دبایا تو وہ کھلتا چلا گیا۔ وہ اندر داخل ہوئی تو یہ ایک خاصا بڑا اور انتہائی شاندار انداز میں سجا ہوا آفس تھا۔ میز کے عقب میں اوپری پشت کی روپالونگ چیز پر ایک چھوٹے قد لیکن گینڈے جیسے جسم کا ماںک آدمی خاصی چوڑی کری کے باوجود اس میں دھنسا ہوا بیٹھا نظر آ رہا تھا۔ اس کا چہرہ اس کے قد کی مناسبت

سے بڑا تھا۔ سر پر بال چھوٹے تھے لیکن سب کے سب سرکنڈوں کی طرح اوپر کی طرف کھڑے تھے۔

”میرا نام ہاگکی ہے۔“..... لڑکی نے سکراتے ہوئے کہا اور میز کی دوسری طرف موجود کری پر بیٹھ گئی۔

”میں راجر ہوں۔ اس کلب کا منیر بھی اور مالک بھی“..... راجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بھجھے کر شائن نے بھیجا ہے۔“..... ہاگکی نے کہا۔

”بھجھے معلوم ہے۔ اس کا فون آیا تھا اور اسی وجہ سے تو میں نے ملاقات کی اجازت دے دی ہے۔ فرمائیے۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں آپ کی؟“..... راجر نے کہا۔

”میرا تعلق واسٹ پی کاک سے ہے۔“..... ہاگکی نے کہا۔

”کیا۔ کیا۔ اوہ۔ اوہ۔“..... اس بار راجر اس بری طرح اچھلا تھا کہ کرسی کی کڑکڑاہٹ کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔ اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ ہلکے سے خوف کا تاثر بھی ابھر آیا تھا جیسے وہ اس نام سے ہی خوفزدہ ہو گیا ہو۔

”مم۔ مم۔ مجھے حکم دیں۔ حکم کی تقلیل ہو گی۔“..... راجر نے پیشائی پر آ جانے والا پیٹہ ہاتھ سے صاف کرتے ہوئے کہا۔

”تمہارے ذریعے پیش لئک رکھا گیا ہے۔“..... ہاگکی نے پہلے کی طرحطمیان بھرے لیجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا۔ میں معلوم کرتا ہوں۔“..... راجر نے کہا اور رسپور اٹھا

کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا کیونکہ دوسری طرف سے گھنٹی بخنے کی آواز سنائی دینے لگ گئی تھی۔ پھر رسیور اٹھانے کی آواز سنائی دی۔

”لیں۔ نیشنل زوائیٹریٹر جان ہاپک بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

”تھری شارکلب سے راجر بول رہا ہوں۔ فرست انک واکٹ پی کاک ہے۔ دوسرا ہتاو“..... راجر نے کہا۔

”ہولڈ کرو“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔ ہاسکی خاموش لیکن اطمینان بھرے انداز میں اس طرح بیٹھی تھی جیسے اس سارے معاملے سے اس کا کوئی تعلق نہ ہو۔

”ہیلو مسٹر راجر“..... چند لمحوں بعد جان ہاپک کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

”لیں“..... راجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سینکڑ انک کلر برائٹ گولڈن ہے اور یہی ریٹ ہے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو راجر نے رسیور رکھ کر میز کی دراز کھوی اور ایک شوخ سنہری رنگ کا کارڈ نکال کر اس پر دھخنٹ کئے اور کارڈ ہاسکی کی طرف بڑھا دیا۔

”چینک یو“..... ہاسکی نے کارڈ لے کر اسے جیکٹ کی جیب میں ڈالنے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر آفس سے باہر

آگئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس اپنی کار میں بیٹھ چکی تھی۔ پارکنگ میں نے اس سے کارڈ واپس لے لیا۔ کار شارٹ کرنے سے پہلے ہاسکی نے جیب سے وہ تیز گولڈن رنگ کا کارڈ نکالا اور اسے غور سے دیکھنے لگی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے سل فون نکالا اور کارڈ دیکھ کر نمبر پریس کر دیا اور پھر رابطہ کا نمبر پریس کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بخنے کی آواز سنائی دیتی رہی اور پھر رابطہ قائم ہو گیا۔

”لیں۔ سیکنڈری فٹ بال ایسوی ایشن“..... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”ان دونوں سرکاری طور پر جو فٹ بال استعمال کیا جاتا ہے اس پر سیاہ رنگ کے سکتے دائرے ہوتے ہیں“..... ہاسکی نے اپنا نام بتائے بغیر انہائی سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”چالیس“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ہاسکی نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس نے پہلے والے نمبر پریس کرنے کے بعد آخر میں چالیس نمبر پریس کر دیا۔ ایک بار پھر دوسری طرف سے گھنٹی بخنے کی آواز سنائی دینے لگی اور پھر رابطہ قائم ہو گیا۔

”لیں۔ انٹرسٹی ٹرانسپورٹ سروس“..... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”مسٹر فورٹی سے بات کرائیں۔ میں ہاسکی بول رہی ہوں“۔

ہاسکی نے کہا۔

”ہو لڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ فورٹی بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”ہاسکی بول رہی ہوں۔ صح سے خراب ہوتی پھر رہی ہوں۔ میں چیف سے زبردست احتجاج کروں گی کہ یہ کیا سلسلہ بنا دیا گیا ہے۔ میرتے تو سر میں درد شروع ہو گیا ہے“..... ہاسکی نے بڑے ناراض سے لبھے میں کہا۔

”یہ سارا کھیل شاپن نے تکمیل دیا ہے اور تم جانتی ہو کہ چیف شاپن کی صلاحیتوں پر کس قدر اعتماد کرتا ہے“..... فورٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ شاپن کو ہم پر اعتماد نہیں ہے جو یہ سانپ اور بیٹھی کا کھیل تیار کیا گیا ہے۔ بہر حال بولو۔ اب کہاں جاتا ہے“..... ہاسکی نے اسی طرح ناراض لبھے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”براؤوے چلی جاؤ۔ باقی تم جانتی ہی ہو“..... فورٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوے۔ تھینک یو“..... ہاسکی نے کہا اور فون آف کر کے اس چیک کی جیب میں ڈالا اور پھر ایک طویل سانس لے کر اس نے کار پارکنگ سے نکالی اور پھر کپاونڈ گیٹ سے باہر نکال کر اس

نے کار کا رخ اس طرف موڑ دیا جدھر سے وہ جلد از جلد براؤے اپریا تک پہنچ سکے۔ ہاسکی ایک کٹر یہودیوں تھی اور یہودیوں کی ایک انتہائی خفیہ تنظیم مارشل کی رکن تھی۔ اس تنظیم کا نام اس لئے بھی مارشل رکھا گیا تھا کہ اس تنظیم سے متعلق افراد سے دنیا بھر میں ایسے لوگوں کو قتل کرنے کا کام لیا جاتا تھا جو یہودیوں کے نزدیک ان کے خلاف ایسے کام کر رہے ہوں جن سے یہودیوں اور ان کے مقادات کو انتہائی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوا اس لئے اس تنظیم کے خفیہ سپیشنس تقریباً دنیا کے ہر بڑے ملک میں موجود تھے۔

مارشل نے اب تک ایسے ایسے کارنامے سرانجام دیے تھے اور ایسے ایسے افراد کو ہلاک کر دیا تھا جن کے بارے میں کوئی سوچ بھی نہ سکتا تھا۔ بھی وجہ تھی کہ مارشل کے پیچھے پوری دنیا کی ایجنسیاں کام کرتی رہتی تھیں۔ میں الاقوامی سٹھ پر بھی مارشل کو دنیا کی انتہائی خطرناک خفیہ تنظیم قرار دیا جاتا تھا اور میں الاقوامی سٹھ پر بھی اس کے خلاف مسلسل کارروائیاں ہوتی رہتی تھیں لیکن اب تک مارشل کے خلاف کوئی بھی ایجنسی کوئی کارروائی نہ کر سکی تھی۔ اس میں اس کے خصوصی انتظام کا بھی تعلق تھا جیسے اب ہاسکی شکایت کر رہی تھی۔ ہاسکی، مارشل کی ایک اہم عہدیدار تھی اور چیف نے اسے کال کیا تھا اور اب شجانے کتنے وقت سے ہاسکی چیف سے ملنے کے لئے ایسے انتظامات سے گزر رہی تھی کہ وہ خود بھی شگ آچکی تھی لیکن ظاہر ہے تنظیم کے خلاف بات نہ کی جاسکتی تھی اور

تنظيم کے خلاف کوئی ایسا اقدام بھی نہ اٹھایا جا سکتا تھا جس سے تنظیم کو کوئی نقصان پہنچ سکتا ہواں لئے باوجود بات کرنے کے ہاسکی کو بہر حال ایسے ان تمام انتظامات سے گزرتا پڑ رہا تھا۔

براؤ وے ایک وسیع و عریض ایریا تھا جہاں رہائشی علاقے بھی موجود تھے، برس اور کرشل علاقے بھی۔ اسے صرف اتنا کہا گیا تھا کہ براؤ وے چلی جاؤ اور باقی اس پر چھوڑ دیا گیا تھا کہ وہ اس بارے میں جانتی ہے جبکہ ہاسکی صرف اتنا جانتی تھی کہ براؤ وے میں ایک ہرنس پلازہ موجود ہے جس میں ایک آفس براؤ وے اپیورٹ ایکسپورٹ کے نام سے قائم ہے جس کا تعلق مارشل سے ہے اس لئے اب وہ اس پلازہ کی طرف جا رہی تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس آفس میں داخل ہو رہی تھی۔ کاؤنٹر پر موجود خوبصورت مقامی لڑکی نے اس کا مسکراتے ہوئے استقبال کیا۔

”میرا نام ہاسکی ہے اور میرا نمبر فورٹی ہے“..... ہاسکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا“..... لڑکی نے چونک کر جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پلیس کرنے شروع کر دیے۔

”کاؤنٹر سے ایکس بول رہی ہوں۔ مس ہاسکی نمبر فورٹی کاؤنٹر پر موجود ہیں“..... لڑکی نے موڈبانہ لجھے میں کہا اور پھر خاموشی سے دوسرا طرف سے ہونے والی بات سنتی رہی۔

”اوکے سڑ“..... دوسری طرف سے کچھ دیر سخنے کے بعد لڑکی نے موڈبانہ لجھے میں جواب دیا اور پھر رسیور رکھ کر اس نے میز کی دراز سے ایک کارڈ نکالا اور اس پر کچھ لکھ کر اس نے کارڈ ہاسکی کی طرف بڑھا دیا۔

”تھیک یو“..... ہاسکی نے کہا اور کارڈ کو جیب میں ڈال کر آفس سے باہر آ گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بار پھر کار میں پیشی ہوئی تھی۔ اس نے جیب سے وہی سفید رنگ کا کارڈ نکالا اور اسے غور سے پڑھنا شروع کر دیا۔

”کنگ کالونی۔ ڈبل زیرو تھری“..... کارڈ پر اندر اج تھا۔ ہاسکی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کارڈ کو واپس جیب میں ڈالا اور کار شارٹ کر دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک قدیم کالونی جہاں واقعی محل نما عمارتیں تھیں، میں داخل ہو رہی تھی اور پھر ایک محل جیسی وسیع و عریض کوٹھی کے بند گیٹ کے سامنے اس نے کار روک دی۔ کوٹھی کے ستون پر نمبر باقاعدہ سینفت میں کھدا ہوا تھا۔ ڈبل زیرو تھری کی صاف پڑھا جا رہا تھا۔ ہاسکی نے زور زور سے ہارن بھاجانا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک باور دی سلیخ آدمی باہر آ گیا۔ ہاسکی نے بغیر کوئی بات کئے وہی سفید کارڈ اس آدمی کی طرف بڑھا دیا۔

”میں چیک کرتا ہوں“..... اس آدمی نے مرتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر اس چھوٹے پھاٹک سے اندر جا کر اس نے پھاٹک کو

اندر سے بند کر دیا۔ تھوڑی دری بعد بڑا پھانک میکانگی انداز میں کھلنے لگا تو ہاسکی نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ اس کا مطلب تھا کہ چیف میکارٹو اس محل نما ہویلی میں موجود ہے اور پھر کار اندر مخصوص پورچ میں روک کر وہ پیچے اتری تو وہی ملازم جو اس سے کارڈ لے گیا تھا پھانک بند کر کے اس کی طرف آ رہا تھا۔

”آئیے میرے پیچھے“..... اس ملازم نے کہا اور پھر ہاسکی اس کی رہنمائی میں عمارت کی اندر وہی مختلف راہداریوں سے گزرتی ہوئی ایک کمرے کے دروازے کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔

”باس اندر موجود ہیں۔ تشریف لے جائیے“..... ملازم نے ایک طرف بیٹھے ہوئے کہا تو ہاسکی نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور ہاسکی اندر داخل ہوئی۔ یہ کمرہ آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ بڑی سی میز کے پیچھے ایک ادھیر عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا جس کا سر گنجانا تھا۔ ناک طوطے کی ناک کی طرح آگے کو جھکی ہوئی تھی۔ چہرے پیچتی کا تاثر تھا۔ آنکھیں تقریباً گول تھیں جو اس وقت ہاسکی پر جمی ہوئی تھیں۔

”بیٹھو ہاسکی“..... اس ادھیر عمر آدمی نے غراتے ہوئے لجھے میں کہا۔

”تھینک یو بس“..... ہاسکی نے کہا اور کری پر بیٹھ گئی۔

”راتستے میں تم نے چیکنگ دے سے گزرنے پر اعتراض کیا تھا۔ کیوں“..... ادھیر عمر آدمی نے اسی طرح غراتے ہوئے لجھے

میں کہا۔

”باس۔ وقت ضائع ہونے کا مسئلہ احساس ہوتا رہتا ہے۔“
ہاسکی نے جواب دیتے ہوئے کہا تو باس کے چہرے پر پہلی بار مسکراہٹ تیرنے لگی۔

”تمہاری یہی حاضر جوابی ہر بار تمہیں میرے عتاب سے بچا لیتی ہے۔ اوکے۔ تمہیں میں زیرو پر سٹلٹی قرار دے دیتا ہوں یعنی کہیں تمہاری چیکنگ کی ضرورت نہیں۔ میں بھی زیرو پر سٹلٹی ہوں۔ اب تم بھی ہو گئی ہو۔“..... باس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کی دراز کھول کر ایک سنہرے رنگ کا نقش نکلا اور ہاسکی کی طرف بڑھا دیا۔

”بے حد شکریہ باس“..... ہاسکی نے اٹھ کر بیچ لیتے ہوئے کہا اور پھر بیچ کو چوم کر اس نے اسے چیکنگ کی جیب میں ڈال لیا۔ اس کا چہرہ گلب کے پھول کی طرح کھل اٹھا تھا کیونکہ زیرو پر سٹلٹی کا مطلب تھا کہ اب وہ ہر قسم کی چیکنگ سے مبرأ ہو گئی ہے اور اب اس کا عہدہ سیکشن میں سب سے بڑا ہو گیا ہے۔

”اب سنو۔ ایک ایسا مشن پی کاک کو درپیش ہے کہ اس سے زیادہ اہم اور سخت مشن پہلے کبھی سامنے نہیں آیا اور میں نے اس مشن کے لئے تمہارا انتخاب کیا ہے۔“..... باس نے آگے کی طرف بچکتے ہوئے کہا۔

”یہ میرے لئے اعزاز ہے باس۔ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں تھا۔ کیوں“..... ادھیر عمر آدمی نے اسی طرح غراتے ہوئے لجھے

کہ فتح پی کاک کی ہو گی۔..... ہاسکی نے بڑے جذباتی لمحے میں کہا تو پاس نے میز کی دراز کھولی اور ایک فائل نکال کر اس نے ہاسکی کے سامنے پھینک دی۔

”اے پڑھو اور مجھے واپس کر دو۔..... باس نے کہا تو ہاسکی نے فائل اٹھا کر اسے کھولا۔ فائل میں صرف دو صفحات تھے جن پر پاریک الفاظ میں ثابت کیا گیا تھا۔ ہاسکی فائل پڑھتی رہی اور پھر اس نے ایک طویل سانس لیتی ہوئے فائل بند کی اور اسے اٹھا کر واپس باس کے سامنے رکھ دیا۔ باس نے فائل اٹھائی اور اسے واپس کھلی ہوئی دراز میں رکھ کر اس نے دراز بند کر دی۔

”باں۔ بے حد دلچسپی مشن ہے۔ بظاہر جتنا بھی مشکل ہو لیکن میرے سیکشن کے لئے مشکل نہیں ہے۔ میں نے ایسے بے شمار مشکل مکمل کئے ہوئے ہیں۔..... ہاسکی نے بڑے اعتقاد بھرے لمحے میں کہا۔

”تم اسے آسان سمجھ رہی ہو لیکن اس مشن نے پوری دنیا کے یہودی زمین کی نیندیں اڑا دی ہیں۔..... باس نے کہا تو ہاسکی بے اختیار اچھل پڑی۔

”باں۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ ایک یہاں آدمی کو انخواہ کر کے کسی خاص سپاٹ پر پہنچانا کوئی مشکل مشن نہیں ہے۔ ایسے ہزاروں مشن میں نے اب تک مکمل کئے ہیں اور یہ آدمی العباس تو سرکاری اہمیت نہیں رکھتا جبکہ ہم نے ناپ سرکاری شخصیات کو آسانی

سے انخواہ کیا ہوا ہے۔..... ہاسکی نے کہا۔

”ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ پی کاک کے تمام سیکشنوں میں تمہارا سیکشن ایسے معاملات میں بے حد کامیاب رہا ہے۔ اسی لئے تمہیں کال کیا گیا ہے لیکن اس کے باوجود میں نے یہ ضروری سمجھا ہے کہ اس بارے میں تمام ممکنہ خطروں سے تمہیں پیشگی آگاہ کر دیا جائے۔..... باس نے اشتہائی سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”لیں پاس۔..... باس کو اس قدر سنجیدہ دیکھ کر ہاسکی نے بھی اشتہائی سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”تم نے فائل میں پڑھ لیا ہو گا کہ العباس ہمارے لئے کس قدر اہمیت رکھتا ہے اس کی خفیہ تنظیم متاع کے سرفروش پوری دنیا میں پھیلی ہوئے ہیں اور ان لوگوں نے یہودیوں کو جس قدر نقصان پہنچایا ہے اس قدر شاید ہی کسی نے پہنچایا ہو۔ العباس تارکی میں مستقل پناہ حاصل کئے ہوئے ہے اور باوجود ہماری سرتوڑ کوششوں کے ہم نہ اس کا فون کیج کر سکے ہیں اور نہ ہی اس کے بارے میں کوئی معلومات مل سکی ہیں حتیٰ کہ تارکی کے اعلیٰ حکام اور اعلیٰ فوجی حکام بھی اس سے لاعلم ہیں اور وہ تارکی میں بیٹھا متاع کو کنٹرول کرتا رہتا ہے۔ تارکی کے اعلیٰ حکام سے مصدقہ رپورٹ ملی ہے کہ العباس پاکیشیا میں آئندہ چند روز میں ہونے والی اسلامی لیڈروں کی کانفرنس میں بطور مبصر شریک ہو رہا ہے۔ گو وہ گزشتہ دو ماہ سے بیمار ہے۔ اس کی یادداشت خاصی حد تک خراب ہو چکی ہے اور اس

ہنس پڑا۔

”عمران ایسا ہی ایجنت ہے۔ بظاہر احمد اور مسخرہ سا آدمی ہے جس کی پاتوں پر لوگ ہنس پڑیں لیکن وہ حقیقت انتہائی حد تک ذہین اور انتہائی خطرناک ایجنت ہے۔ دوسرے لفظوں میں بھیڑ کے بچے کے روپ میں وہ خوفناک بھیڑیا ہے۔ اسرائیل کو جس قدر نقصان اس اکیلے عمران اور اس کے ساتھیوں نے پہنچایا ہے اتنا اور کسی نے نہیں پہنچایا۔ اسرائیل کے صدر اس بات کے سخت خلاف تھے کہ العباس کو پاکیشیا سے اغوا کیا جائے لیکن ہم مجبور تھے کہ شاید یہ پہلا اور آخری موقع ہے اور ہم اس موقع کو ضائع نہیں کرنا چاہتے۔“
باں نے کہا۔

”ٹھیک ہے باں۔ آپ میں اس کی شخصیت کو بہتر انداز میں سمجھ گئی ہوں لیکن باں۔ آپ نے کہا ہے کہ العباس یہاں ہے اور اس کی یادداشت کو نقصان پہنچا ہے تو اس صورت میں اس سے کیا حاصل ہو سکے گا۔ کیوں نہ اسے گولی مار دی جائے۔“..... ہاںکی نے کہا۔

”ایک بار زندہ ہمارے ہاتھ لگ جائے اس کے بعد ہمارے ہاتھ ڈاکٹر خود ہی اس کا علاج کر لیں گے۔ چاہے اس میں ایک ماہ لگ جائے یا دو ماہ۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔“..... باں نے کہا۔

”باں۔ اس کے اغوا ہوتے ہی متاع کا پورا ہی سیٹ اپ اگر

لنے متاع کی سربراہی سے از خود علیحدہ ہونے کی پیشکش کی لیکن متاع کے سربراہوں نے اس کی زندگی تک اسے بطور سربراہ قائم رکھنے کا اعلان کر دیا۔ ابتدہ وہ فلکشنل کاموں سے علیحدہ ہو گیا ہے اور اس کے نائب اسحاق رازی نے اس کی جگہ سنچال لی ہے لیکن بظاہر سربراہ العباس ہی ہے اور ہم نے اس کانفرنس کے دوران العباس کو انغو اکرنا ہے اور ایسی جگہ پہنچانا ہے جس کے بارے میں کسی کو علم نہ ہو سکے اور یہ کام تمہارے سیکیشن کے ذمے لگایا گیا ہے۔..... باں نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”تو باں جس خطرے کی بات آپ نے کی تھی وہ خطرہ کیا ہے۔ کیا متاع سے خطرہ ہے۔“..... ہاںکی نے کہا۔

”متاع سے تو خطرہ ہو گا ہی لیکن اصل خطرہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر اس کے لئے کام کرنے والے احمد ایجنت عمران سے ہے۔“..... باں نے کہا۔

”احمق ایجنت۔ کیا مطلب باں۔“..... ہاںکی نے حیرت بھرے لبھے میں کہا۔

”تم نے پاکیشیا کی ایجنت عمران کے بارے میں کبھی سمجھنہ نہیں سنًا۔“..... باں نے حیرت بھرے لبھے میں کہا۔

”صرف اتنا سنا ہے کہ وہ انتہائی خطرناک ایجنت سمجھا جاتا ہے اور ہیں۔ لیکن آپ تو اسے احمد کہہ رہے ہیں اور کوئی احمد کیسے خطرناک ایجنت ہو سکتا ہے۔“..... ہاںکی نے کہا تو باں بے اختیار

بدل گیا تو پھر،..... ہاسکی نے کہا۔
 ”تمہارے ہی ذہانت سے پر سوالات مجھے پہنچ دیں۔ تم نے درست سوچا ہے۔ لیکن جس انداز میں متاع کام کرتی ہے اس میں کوئی بڑی انتظامی تبدیلی نہیں لائی جا سکتی اور دوسری بات یہ کہ انہیں معلوم ہو گا کہ العباس کی یادداشت کام نہیں کرتی اس لئے وہ ہمیں متاع کے بارے میں کچھ نہ بتا سکے گا جیکہ ہمارے ماہرین اس کی یادداشت اوپن کر لینے میں کامیاب ہو جائیں گے اور پھر متاع کا پوری دنیا میں مکمل طور پر خاتمه کر دیا جائے گا۔..... باس نے کہا۔

”اوکے باس۔ اب آپ یہ بتا دیں کہ العباس کو کہاں پہنچایا جانا ہے۔..... ہاسکی نے کہا۔
 ”تم نے اسے انداز کر کے بندراگاہ پر موجود ایک سپیڈ بوٹ گلیکسی تک پہنچانا ہے۔ اس سپیڈ بوٹ کا کیپشن ریمنڈ نام کا ہے۔ تم پہلے اس سے مل کر تمام انتظامات کرو گی اور پھر تم نے العباس کو ریمنڈ کے حوالے کر کے خود واپس چلے جانا ہے۔ اس کے بعد تمہارا اس سے کوئی تعلق باقی نہیں رہے گا۔ یہ ریمنڈ اسے کسی اور کے حوالے کرے گا اور پھر کسی ہاتھوں سے گزرنے کے بعد وہ وہاں پہنچ جائے گا جہاں اسے پہنچایا جانا مقصود ہے۔ یہ سب اس لئے کیا جا رہا ہے کہ متاع اور پاکیشی سیکرٹ سروس اس کا سراغ نہ لگا سکے۔..... باس نے کہا۔

”لیں باس۔ اب مجھے اجازت دیں۔..... ہاسکی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ تم جا سکتی ہو۔ پاکیشیا روانگی سے پہلے اپنے پروگرام اور پلان سے مجھے تفصیل سے آگاہ کر دینا اور ہاں۔ وہاں ایک فعال پارٹی تمہاری مدد کے لئے موجود ہے۔ اس پارٹی کے سربراہ کا نام کراں بی ہے اور کراں بی پاکیشیا دار الحکومت کے ایک کلب جس کا نام کراس کلب ہے، کا مالک اور جزل مtextr हے۔ تم اسے فون کر کے صرف اپنا نام ہی بتاؤ گی تو وہ تمہارے تحت ہر وہ کام کرے گا جس کا تم اسے حکم دو گی۔..... باس نے کہا۔

”کیا اسے ہمارے پلان کا علم ہے۔..... ہاسکی نے پوچھا۔

”ہاں۔ فیلڈ کے تمام انتظامات وہی کرے گا۔ وہ ہمارے لئے انتہائی با اعتماد آدمی ہے۔..... باس نے کہا۔

”لیں باس۔ گذ پائی۔ تھینک پوفارمشن۔..... ہاسکی نے کہا اور کمرے کے پیروںی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

نو جوان نے موبدانہ لمحے میں کہا۔

”اوکے۔ آ جاؤ“..... دوسری طرف سے بھاری سی آواز سنائی دی تو آندی نے فون آف کر کے اسے واپس جیب میں ڈالا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ یہ بظاہر ایک رہائشی عمارت تھی اور یہاں ڈاکٹر خلیل زاد کی رہائش گاہ تھی۔ ڈاکٹر خلیل زاد ریٹائرڈ پروفیسر تھا اور اپنے ملازموں کے ساتھ اس کوٹھی میں رہائش پذیر تھا کیونکہ اس نے ساری عمر شادی ہی نہ کی تھی۔ یہ کوٹھی دراصل تاریکی کی سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر تھا اور ڈاکٹر خلیل زاد تاریکی سیکرٹ سروس کا سربراہ تھا اور آندی سیکرٹ سروس کا سب سے فعال ایجنت تھا۔ یہ کوٹھی تاریکی کے دار الحکومت آکرہ کی ایک رہائش کالونی میں واقع تھی۔ آندی کو چیف نے کال کیا تھا اس لئے آندی یہاں پہنچا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کمرے میں داخل ہوا جسے آفس کے انداز میں سجا یا گیا تھا۔ مہاگتی کی بڑی سی میز کے پیچھے ایک دبلا چلا بوڑھا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سر کے بال برف سے بھی زیادہ سفید تھے۔ چھوٹی سفید رنگ کی مونچیں اور سفید رنگ کی چھوٹی سی دارجی بھی تھی۔ آنکھوں پر نظر کی عنکس سے وہ سیکرٹ سروس کے چیف کی بجائے واقعی کسی یوتیورٹی کا ریٹائرڈ پروفیسر ہی نظر آ رہا تھا۔

”بیٹھو آندی“..... چیف نے کہا تو آندی موبدانہ انداز میں میز کی دوسری طرف موجود کریں پر بیٹھ گیا۔

ہلکے نیلے رنگ کی جدید ماڈل کی کار ایک کوٹھی کے گٹ کے سامنے رک گئی اور ڈرائیور نے تین بار مخصوص انداز میں ہارن دیا تو کوٹھی کا چھوٹا پھانک کھلا اور ایک باور دی تو جوان باہر آ گیا۔

”پھانک کھولو“..... کار کی ڈرائیور نگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے نوجوان نے سر باہر نکال کر آنے والے سے کہا۔

”لیں سر“..... اس نوجوان نے کہا اور مڑ کر واپس پھانک میں داخل ہو گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھانک کھلا اور کار آگے بڑھ گئی۔ ایک طرف باقاعدہ پورچ بننا ہوا تھا جس میں دو کاریں پہلے سے موجود تھیں۔ نوجوان نے بھی کار پورچ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے کار لاک کی اور جیب میں سے ایک بیل فون نکال کر اس کے ہٹ پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”آندی یوں رہا ہوں پاس۔ ہیڈ کوارٹر کے پورچ سے۔“

”تمہیں معلوم ہے کہ پوری دنیا کے یہودی متاع کے چیف العباس کے پیچھے لگے ہوئے ہیں لیکن العباس آج تک ان کے پاتھ نہیں آ سکا۔ وہ تاریکی میں ہے لیکن سوائے چند خاص اتفاق لوگوں کے اور کسی کو بھی معلوم نہیں ہے کہ العباس کہاں ہے اور کہاں رہتا ہے۔ البتہ اس کا رابطہ اس کے ماتحتوں کے ساتھ مستقل رہتا ہے۔ یہودی تنظیم اسے ہلاک کرنے یااغوا کرنے کے لئے بے شمار بار کوششیں کر چکی ہیں لیکن آج تک انہیں اس بارے میں مکمل ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔“..... چیف نے آگے کی طرف بھکتے ہوئے اور مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”تو اب کیا ہو گیا ہے بارس۔ کوئی تازہ درجکی ملی ہے اسے۔“ آفندی نے پوچھا۔

”نہیں بلکہ پاکیشیا میں مسلم ممالک کے اہم لیڈروں کی خفیہ میٹنگ ہو رہی ہے جس میں فلسطینی اور مشکل پار دونوں تنازعوں کے ٹھوس حل کے لئے تھویں اور سمجھیدہ اقدامات نہ صرف تجویز کئے جائیں گے بلکہ مسلم ممالک ایک ماتھمل کر دلوں تنازعوں کو ہر صورت میں حل کرنے پر آئندہ کام بھی کرتے رہیں گے۔ اس میٹنگ کی اہمیت کے پیش نظر متاع کا فلسطینی لیڈر العباس بھی اس میٹنگ میں پاکیشیا کی دعوت پر شامل ہو رہا ہے۔ حکومت پاکیشیا نے گارتی دی ہے کہ اس کی معقول حفاظت کی جائے گی۔“..... چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر جناب۔ ہمارے لئے کیا مسئلہ باقی رہ گیا،“..... آفندی نے کچھ نہ سمجھنے والے بچھے میں کہا۔

”مجھے یقین ہے کہ یہودی تنظیم اور خاس طور پر ان کی حالت دونوں میں ابھر کر سامنے آنے والی خوفناک تنظیم پی کا ک العباس کو اغوا کرنے کی کوشش ضرور کرے گی۔“..... چیف نے کہا۔

”اغوا کرنے کی کوشش کرے گی چیف۔ یا ہلاک کرنے کی۔“ آفندی نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ اغوا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ ہلاکت ان کے قائدے میں نہیں جائے گی۔“..... چیف نے کہا۔

”وہ کیسے چیف؟“..... آفندی نے حیرت بھرے بچھے میں کہا۔

”العباس بیمار ہے۔ اس کی یادداشت کے بارے میں باہر انہ طبی رائے ہے کہ سوائے قریب کی یادداشت کے اس کی تمام یادداشت ختم ہو چکی ہے۔ یہ کوئی خاص بیماری ہے جس کا بڑا مشکل سا طبی نام ہے اور اسے اغوا کرنے والے اگر اس بیماری کا علاج کر سکیں تو پھر وہ العباس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور متاع کے فلسطینی سیٹ اپ کے بارے میں معلومات حاصل کر کے اس پوری تنظیم کا خاتمه کیا جا سکتا ہے لیکن اسے ہلاک کرنے کی صورت میں تو یہ چانس ہی ختم ہو جائے گا اس لئے مجھے یقین ہے کہ اسے اغوا کرنے کی کوشش کی جائے تاکہ اس کی یادداشت واپس لاٹی جا سکے اور اغوا کی یہ کوشش یقیناً پاکیشیا میں ہو گی۔“..... چیف نے کہا۔

”پاکیشیا نے حفاظت کی گارٹی دی ہے تو پھر وہ حفاظت بھی کریں گے۔“..... آندی نے کہا۔

”وہ تو کریں گے لیکن چونکہ متاع کا ہیڈ کوارٹر تارکی میں ہے اس لئے میں نہیں چاہتا اور نہ ہی تارکی کے حکام چاہتے ہیں کہ العباس انہوں ہو جائے۔ اس طرح تارکی کو بھی نقصان پہنچ سکتا ہے اس لئے اعلیٰ حکام نے قیصلہ کیا ہے کہ تارکی سیکرٹ سروس کے ارکان کو وہاں بھیجا جائے جو تارکی کے پرائم مفسر کی حفاظت کے ساتھ ساتھ العباس کی بھی حفاظت کریں۔ اس کے لئے میں نے تمہارا انتخاب کیا ہے۔ کیا تم اس کے لئے تیار ہو؟“..... چیف نے کہا۔

”لیں چیف۔ بالکل تیار ہوں اور یہ ہماری ڈیولی بھی ہے۔“ آندی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”گُڑ۔ العباس کے پاکیشیا جانے میں چند روز رہ گئے ہیں۔“
”بھیں اطلاع مل جائے گی۔“..... چیف نے کہا۔

”لیکن چیف۔ العباس وہاں کہاں رہے گا اور پاکیشیا اس کی حفاظت کیسے کرے گا۔ ان کا پورا پلان ہمیں ملتا چاہئے اور دوسری بات یہ کہ پاکیشیا کے سیکورٹی والوں کو ہمارے ساتھ مل کر کام کرنا ہوگا۔“..... آندی بنے کہا۔

”یہ سب ہو جائے گا۔ اس کی فکر مت کرو۔“..... چیف نے کہا۔
”اوکے چیف۔ میں آپ کی کال کا منتظر ہوں گا۔“..... آندی

نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر چیف کے اثبات میں سر ہلانے پر اس نے سلام کیا اور اٹھ کر آفس سے باہر آ گیا۔ اس کے چہرے پر خاصے اطمینان کے تاثرات موجود تھے کیونکہ یہ مشن اس کے لئے مشکل نہ تھا۔ سیکورٹی کے مشنر میں وہ اور اس کا سیکیشن خصوصی مہارت رکھتا تھا اس لئے وہ ہر طرح سے مطمئن تھا کہ العباس کو انہوں ہونے یا ہلاک ہونے سے آسانی سے محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔

”یہ ابوسلام ہیں۔ فلسطینی ہیں اور خفیہ تنظیم کے لیڈر ہیں اور ابوسلام، یہ علی عمران ہے جس کا پہلے میں نے آپ سے ذکر کیا تھا۔“..... سلطان نے ان دونوں کا تعارف کرتے ہوئے کہا تو ابوسلام اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور انہوں نے بڑے پر جوش انداز میں عمران سے مصافحت کیا۔

”عمران صاحب کا نام تو ہر فلسطینی کے دل میں دھراتا ہے جناب۔ فلسطینی تو ان کے قصیدے کہتے نہیں تھکتے کیونکہ جو کارناۓ انہوں نے فلسطین کے لئے انجام دیئے ہیں وہ واقعی حیرت انگیز ہیں۔“..... ابوسلام نے بڑے جذباتی لمحے میں کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ جناب۔ من آنکہ ممکن داعم۔ میرا مطلب ہے کہ میں جو کچھ ہوں، میں خود زیادہ بیتھ جانتا ہوں۔ اگر آپ نے تعریف ہی کرنی ہے تو اللہ تعالیٰ کی کریم جس نے بکری بنائی۔ مم۔ مم۔ میرا مطلب ہے کہ یہ ساری کائنات بنائی۔“..... عمران نے بڑے بوکھلانے ہوئے لمحے میں کہا تو ابوسلام بے اختیار نفس پڑے جبکہ سلطان نے غصے سے آنکھیں نکالنا شروع کر دیں۔

”میں نے آپ کے بارے میں بہت کچھ سنا نہ ہوتا تو شاید میں آپ کی باتوں سے پریشان ہو جاتا لیکن مجھے معلوم ہے کہ آپ ایسی ہی خوبصورت اور دلکش باتوں کی وجہ سے ہی پہچانے جاتے ہیں۔“..... ابوسلام نے بڑے عقیدت پھرے لمحے میں کہا۔

”ابوسلام صاحب۔ اس کی زیادہ تعریف نہ کریں ورنہ اس کا

”کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟“..... عمران نے سلطان کے آفس کے دروازے پر رک کر سر جھکاتے ہوئے بڑے مسوار بانہ لمحے میں کہا۔

”آؤ۔ آؤ۔ میں کب سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں اور تم کھڑے اجازت مانگ رہے ہو؟“..... سلطان نے قدرے غصیدے لمحے میں کہا جبکہ ان کے ساتھ ایک اوپری عمر آدمی بینھا ہوا تھا جس کے خدوخال بتا رہے تھے کہ وہ فلسطینی ہے۔

”آپ نے خود ہی تو لکھ رکھا ہے کہ بغیر اجازت اندر آنا منع ہے اور ہر جگہ ہمیشہ یہی الفاظ لکھے ہوتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ اندر آنے کے لئے تو اجازت کی ضرورت ہوتی ہے لیکن باہر جانے کے لئے کسی اجازت کی ضرورت نہیں۔“..... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

دماغ ساتویں آسمان پر بیٹھ جائے گا۔۔۔ سرسلطان نے ابوسلام سے کہا تو ابوسلام بے اختیار ہنس پڑے۔
”اور جہاں میری ملاقات سرسلطان سے ہو سکتی ہے۔ چلو فی الحال زمین پر ہی سمجھی۔ فرمائیے۔ کیا حکم ہے۔۔۔ عمران نے کرو پر بیٹھنے ہوئے کہا۔

”یہ ابوسلام صاحب فلسطینی ہیں اور فلسطینیوں کی ایک انتہائی اہم لیکن انتہائی خفیہ تنظیم متاع کے سرکردہ لیڈر ہیں۔ متاع کا شیش درک پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے اور پوری دنیا میں جہاں جہاں یہودی موجود ہیں ان کی طرف سے کی جانے والی ہر غلط حرکت کو نہ صرف چیک کرتی ہے بلکہ اس کا انتقام بھی لیا جاتا ہے۔ جب سے متاع وجود میں آئی ہے اور اس نے کارروائیاں شروع کی ہیں اسرائیلیوں کے لئے فلسطین کے خلاف لڑنا روز بروز مشکل سے مشکل ترین ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اسرائیلی ایجمنٹوں اور یہودی افراد نے متاع کوڑیں کرنے اور اس کا خاتمه کرنے کی ہمیشہ اور مسلسل گوشش کی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے کرم و فضل کے ساتھ ساتھ یہ متاع کے سربراہ اور لیڈر العباس کی بے پناہ ذہانت کا بھی دخل ہے کہ ان کی کوششوں سے یہودی ناکام رہے ہیں۔ ان دونوں العباس کافی بیمار ہیں اور یہ بیماری ایسی ہیں ہے کہ وہ چل پھر نہ سکتے ہوں یا بات چیت نہ کر سکتے ہوں بلکہ ان کی بیماری وہی ہے۔ ان کی یادداشت غائب ہو گئی ہے البتہ قریب کی یادداشت قائم رہی ہے۔

زیادہ سے زیادہ چار دنوں تک کے واقعات نہ صرف انہیں یاد رہتے ہیں بلکہ ان دو چار دنوں میں ملنے والے افراد کو بھی وہ پہچانتے ہیں لیکن جیسے ہی زیادہ دن گزرتے جائیں اس کی یادداشت غائب ہو جاتی ہے۔ العباس کا بہت نامور ڈاکٹروں نے علاج کیا لیکن وہ پوری طرح تھیک نہیں ہو سکے۔ البتہ اما فرق پڑ گیا کہ دو چار دنوں کی یادداشت اب ایک ماہ تک پھیل گئی ہے۔۔۔ سرسلطان نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”آپ کو اس بارے میں اتنی تفصیل کا کیسے علم ہوا ہے۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے واقعی حیرت ہو رہی تھی کہ سرسلطان کو غیر ملکی تنظیم کے بارے میں اس قدر گہری اور باریک یاتوں کا کیسے علم ہوا۔

”میری العباس سے فون پر بات ہوئی ہے اور باقی ماندہ بریفنگ ابوسلام صاحب نے دی ہے۔۔۔ سرسلطان نے مکراتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن اب مسئلہ کیا ہے۔۔۔ عمران نے کہا۔ ”مسئلہ یہ ہے کہ پاکیشیانے تمام مسلم ممالک کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنے اور مل کر مسلم دنیا کو درپیش چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک کافرنس بلائی ہے اور اس کافرنس میں العباس کو بھی بطور مبصر مدعو کیا گیا ہے کیونکہ ان کی تنظیم متاع اس وقت مسلم دنیا کے حق میں بے حد فعل ہو رہی ہے۔ پہلے تو العباس صاحب نے یادداشت غائب ہو گئی ہے البتہ قریب کی یادداشت قائم رہی ہے۔

بوجہ پیاری انکار کر دیا لیکن ہمارے اصرار پر انہوں نے شرکت کی حاصلی اس شرط پر بھر لی کہ پاکیشیا حکومت ان کی حفاظت کی گارنٹی دے۔ چنانچہ ہم نے گارنٹی دے دی اور ملٹری ائیلی جنس کو یہ کام سونپ دیا لیکن العباس صاحب کا فون آیا کہ وہ ملٹری ائیلی جنس سے مطمئن نہیں ہیں اس لئے اس کی حفاظت کے لئے پاکیشیا سینکڑ سروں سے گزارش کی جائے اور یہی پیغام لے کر ابوسلام صاحب بھی یہاں تشریف لائے ہیں اس لئے میں نے تمہیں کال کیا ہے کہ تم چیف سے درخواست کرو تاکہ العباس صاحب اطمینان سے اس میٹنگ یا کانفرنس میں شرکت کر سکیں،..... سرسلطان نے ایک بار پھر تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”آپ کو تو علم ہے سرسلطان کہ پاکیشیا سینکڑ سروں اپنے آپ کو ظاہر نہیں کیا کرتی۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ چیف اس بات پر رضامند ہو جائے کہ ہم درپرداہ اس کی حفاظت کریں۔ باظاہر سامنے ملٹری ائیلی جنس ہو اور ملٹری ائیلی جنس کو بھی نہ بتایا جائے کہ پاکیشیا سینکڑ سروں بھی درپرداہ غیرانی کر رہی ہے تاکہ وہ ست نہ پڑ جائیں،..... عمران نے کہا۔

”میں یہ بھی منظور ہے عمران صاحب۔ ہم ہر قیمت پر العباس صاحب کی حفاظت چاہتے ہیں کیونکہ یہودی ان کی جان کے دشمن ہیں،..... ابوسلام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”العباس صاحب اس وقت کہاں ہیں،..... عمران نے پوچھا۔

”تارکی میں،..... ابوسلام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”کیا وہاں ان پر حملہ کیا گیا ہے یا نہیں،..... عمران نے پوچھا۔
”وہاں سوائے چند خاص افراد کے اور کسی کو معلوم نہیں ہے کہ العباس صاحب کہاں ہیں اور وہ خود بھی بہت تیزی سے اپنے ٹھکانے اور میک اپ پولتے رہتے ہیں،..... ابوسلام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سرسلطان۔ آپ نے یہاں آنے والے مہمانوں اور خصوصاً العباس کی رہائش اور آنے جانے کے سلسلے میں کوئی پلان بنایا ہے،..... عمران نے کہا۔

”ابھی تو ان کی آمد میں دو ہفتے پڑے ہیں۔ اس دوران یہ سب کچھ تیار ہو جائے گا۔ ہم نے تمام آنے والے مہمانوں اور بالخصوص العباس صاحب کی حفاظت کر لی ہے کیونکہ ہمیں ان کی اہمیت کا بخوبی اور پورا پورا احساس ہے،..... سرسلطان نے کہا۔

”کیا میں مطمئن رہوں سرسلطان کہ پاکیشیا سینکڑ سروں درپرداہ ہی سہی العباس صاحب کی حفاظت کرے گی،..... ابوسلام نے کہا۔

”اس کا جواب عمران دے سکتا ہے کیونکہ یہی وہ واحد شخصیت ہے جو چیف سے اپنی بات منو سکتا ہے،..... سرسلطان نے کہا۔

”ایسی کوئی بات نہیں جناب۔ چیف صاحب سب سے زیادہ عزت و احترام سرسلطان کا ہی کرتے ہیں۔ بہرحال آپ جا کر

الجاسِ صاحبِ کو تسلی دیں۔ انشاء اللہ ان کی حفاظت کی جائے گی۔..... عمران نے کہا۔

”اوے شکریہ۔ اب میں پوری طرح مطمین ہوں“..... ابو سلام نے واقعی بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”اب مجھے اجازت دیں سرسلطان۔ میرا طیارہ ایز پورٹ پر روانگی کے لئے تیار کھڑا ہے“..... ابو سلام نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”اب میرے ساتھ کھانا کھا کر جائیں“..... سرسلطان نے بڑے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

”بے حد شکریہ۔ یہ میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہو گا“..... ابو سلام نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”میں بیٹھوں یا چلا جاؤں“..... عمران نے بڑے امید افزای انداز میں سرسلطان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”تم چیف سے بات کرو اور پھر مجھے بتاؤ تاکہ میں پوری طرح مطمین ہو سکوں“..... سرسلطان نے کہا۔ وہ تمہاری عمران کے فقرے کا اصل مفہوم نہ سمجھے تھے۔ عمران کے مطابق وہ یہ پوچھنا چاہ رہا تھا کہ اسے بھی کھانے کی دعوت ہے یا نہیں۔

”چلو میں کسی ہوٹل میں کھانا کھا لوں گا بشرطیکہ آپ اپنا دیبنگ کارڈ دے دیں“..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”میرا صرف نام لے دینا۔ اتنا ہی کافی ہے“..... سرسلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ جمہوری دور ہے۔ آپ کے سلطنتی اور نادر شاہی احکام اب سوائے پے چارے علی عمران کے اور کون مانے گا۔ اللہ حافظ۔“..... عمران نے کہا اور پھر مرکر تیزی سے چلتا ہوا آفس سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دریے بعد وہ داش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہو رہا تھا۔

”خوش آمدید۔ آج کا دن تو بہت مبارک ہے کہ آپ نے داش منزل کا چکر تو لگایا“..... بلیک زیر دے نے سلام و دعا کے بعد باقاعدہ گلے شکوے کے انداز میں کہا۔

”اب مجھے کیا پڑھتا کہ تم اکیلے ڈرتے ہو۔ میں تمہاری سیکورٹی کا بندویست کر دیتا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اپنے لئے مخصوص کریں پر بیٹھ گیا۔

”میں تو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی سے نہیں ڈرتا۔ لیکن اکیلے رہ رہ کر بھی سخت بور ہو چکا ہوں۔ اکیلے آپ ہیں جو یہاں آتے ہیں اور آپ بھی اپ ادھر کا رخ نہیں کرتے۔ نجاںے آج کیسے بھول کر ادھر آ گئے ہیں“..... بلیک زیر دے کا شکوہ مزید بڑھ گیا تھا۔

”ارے۔ ارے۔ تم تو واقعی سیریمیں ہو۔ چلو میں آغا سلیمان پاشا کو تمہارے پاس بھوادیا کروں گا۔ میرا قرضہ بھی اتر جائے گا اور تمہاری تھائی بھی دور ہو جائے گی“..... عمران نے کہا تو بلیک زیر دے اختیار نہیں پڑا۔

”سلیمان کے نیہاں آنے سے آپ کا قرضہ کیسے اتر جائے

گا۔۔۔ بلیک زیر دنے کہا۔

”ظاہر ہے تم نے اسے بھاری تھواہ اور الاڈنسر دینے میں گونکہ تم صرف میرے لئے بھوک ہو ورنہ تو تم اپنے مجبرڈ کو بھاری تھواہیں اور الاڈنسر دیتے ہو اس لئے لازماً آغا سلیمان پاشا کو بھی بھاری تھواہ اور الاڈنسر ملے گا اور چونکہ اسے میں نے یہاں بھجا ہو گا اس لئے اس کی آدمی تھواہ میرے قرضے میں برابر ہو جایا کرے گی۔۔۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو بلیک زیر و ایک بار پھر پڑا۔

”آج آپ ادھر کیسے بھول آئے۔ کیا کوئی یا کیس شروع ہو گیا ہے۔۔۔ بلیک زیر نے ہستے ہوئے کہا۔

”کیس تو نہیں البتہ ایک بیگار بھگتا پڑے گی۔۔۔ عمران نے کہا تو بلیک زیر و بے اختیار چونک پڑا۔

”بیگار۔ کیا مطلب۔۔۔ بلیک زیر نے حیرت بھرے لجھے میں کہا تو عمران نے سرسلطان کے فون آنے سے لے کر سرسلطان کے آفس میں ابوسلام سے ملاقات اور ہونے والی تمام گفتگو دوہرا دی۔

”تو یہ بیگار کیسے ہوئی عمران صاحب۔ ہم نے بھر حال اپنے مہماںوں کا تحفظ تو کرنا ہی ہے چاہے کسی بھی انداز میں کریں۔۔۔ بلیک زیر نے سمجھیدہ لجھے میں کہا۔

”میرا خیال ہے کہ اس قدر ہائی پرو فائل شخصیت کو بلا نے کا

کوئی فائدہ تو نہیں ہے۔ وہ کیا مدد کر سکتا ہے عالم اسلام کی۔۔۔

عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ جیسا کہ آپ نے خود بتایا ہے کہ اس کی تنظیم مناسع نے پوری دنیا کے یہودیوں کو سخت پریشان کر رکھا ہے اور اس کی اس تنظیم سے عالم اسلام زیادہ فائدہ اٹھا سکتا ہے۔۔۔ بلیک زیر دنے کہا۔

”میری سمجھے میں یہ بات نہیں آ رہی کہ العباس کی قریب کی یادداشت تو تھیک ہے لیکن دور کی یادداشت خراب ہے جو تھیک نہیں ہو سکتی حالانکہ اگر یادداشت تحریث پر سعف بھی تھیک ہو تو اسے سو نیصد ایک خصوصی آپریشن سے آسانی سے صحیح کیا جا سکتا ہے لیکن یہاں کہا جا رہا ہے کہ اپا ملکن نہیں ہے۔۔۔ تھہرو۔ میں پہلے اسے کفرم کر لوں۔ ایسا نہ ہو کہ مجھے ہی اس بارے میں غلط فہمی ہو۔۔۔

عمران نے کہا۔

”کس سے کفرم کریں گے۔۔۔ بلیک زیر دنے چونک کر پوچھا۔

”گریٹ لینڈ کے ڈاکٹر برودک اس مضمون میں اتحاری ہیں۔ ان کی تمام عمر اسی مضمون پر کام کرتے گزری ہے۔ ان کے والد میرے استاد تھے اور تب سے میرے ڈاکٹر برودک سے بڑے اچھے تعلقات ہیں۔ وہ مجھ سے تھوڑا سا عمر میں بڑے ہیں۔ وہ سرخ ڈاکٹر دینا۔۔۔ عمران نے کہا تو بلیک زیر دنے اثبات میں سر

ہلاتے ہوئے میز کی دراز کھول کر اس میں سے سرخ رنگ کے کور والی ایک چینی ڈائری نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے ڈائری کھولی اور اس کے صفحات پلٹنے شروع کر دیے۔ کچھ دیر بعد اس کی نظریں ایک صفحے پر جم گیس اور پھر اس نے ڈائری کو بند کر کے میز پر رکھا اور فون اپنی طرف کھسکا کر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیے۔ لاڈر کا بٹن چونکہ بیہاں مستقل طور پر پرستہ رہتا تھا اس لئے اسے بار بار پرتیں کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ دوسری طرف گھٹی بجھے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

”لیں۔ ڈاکٹر برودک ہاؤس“..... ایک نسوائی آواز سنائی دی۔ ”پاکیشی سے علی عمران بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر برودک سے بات کرائیں“..... عمران نے کہا۔

”ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔ ”ہیلو۔ ڈاکٹر برودک بول رہا ہوں“..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک صردا نہ آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (A.S.S) پاکیشی سے بول رہا ہوں“..... عمران نے اپے مخصوص لمحے میں کہا۔

”اوہ۔ اوہ اچھا۔ اوہ۔ یہ تم ہو۔ مجھے یقین نہیں آ رہا کہ اسے طویل عرصے بعد تمہاری یہ خونگوار آواز اور تمہاری یہ ڈگریاں بھی سننے کو مل جائیں گی“..... دوسری طرف سے اس بار خاصے چند باتیں

لپھے میں کہا گیا۔

”دیکھ لیں ڈاکٹر برودک۔ وہی کی وہی ڈگریاں ہیں۔ ایک بھی کم نہیں ہوئی“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ڈاکٹر برودک بے اختیار ٹھکھلا کر ہنس پڑے۔

”بہت خوب۔ تمہاری وجہ سے بڑے طویل عرصے بعد ہنسنے کا موقع ملا ہے۔ بہر حال ہتاو کوئی خاص بات۔ میں نے ایک اہم میٹنگ میں جانا ہے“..... ڈاکٹر برودک نے کہا۔

”ایک آدمی کی قریب کی یادداشت ٹھیک ہے اور دور کی خراب ہے۔ کیا اس کی دور کی یادداشت کو ٹھیک کیا جا سکتا ہے“..... عمران نے کہا۔

”کتنے قریب کی درست ہے اور کتنے دور کی خراب ہے۔“
ڈاکٹر نے پوچھا۔

”تقریباً ایک ماہ تک قریب کی اور اس کے بعد دور کی“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس شخص کی عمر کیا ہے۔ وہ کیا کرتا ہے۔ اس کی تعلیم کتنی ہے اور اس کی بھروسے کے بارے میں کیا تفصیل ہے“..... ڈاکٹر برودک نے مسلسل سوالات پوچھتے ہوئے کہا۔

”میں تو نظریاتی طور پر پوچھ رہا ہوں ورنہ مجھے مریض کی باقی تفصیلات کا تو علم نہیں ہے“..... عمران نے کہا۔

”پہلے تو قطعی ناممکن تھا لیکن اب ایسا ممکن ہے لیکن اس میں

خاصاً طویل وقت لگ سکتا ہے۔..... ڈاکٹر بروک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”کتنا وقت؟..... عمران نے پوچھا۔

”زیادہ سے زیادہ دو ماہ اور کم سے کم ایک ماہ اور ایسا بھی میرے ایک ایجاد کردہ فارمولے اور مشین کی بناء پر ہوا ہے ورنہ پہلے یادداشت کا جو حصہ ختم ہو جاتا تھا اسے کسی صورت واپس نہیں لایا جا سکتا تھا، لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ کوئی خاص بات؟۔ ڈاکٹر بروک نے کہا۔

”کوئی خاص بات نہیں۔ کل یہاں پاکیشیا میں اس سمجھیٹ پر کام کرنے والے ڈاکٹر احسن سے ملاقات ہوئی تو بالتوں بالتوں میں یہ بات بھی سامنے آگئی۔ ڈاکٹر احسن کا کہنا تھا کہ خراب یادداشت کو کسی صورت ٹھیک نہیں کیا جا سکتا تو میں نے ان کے سامنے آپ کا نام لیا اور انہیں بتایا کہ آپ کے والد میرے استاد رہے ہیں اور آپ میرے ہم عصر ہیں اور میں نے آپ کے منہ سے ایک بارستا تھا کہ آپ اس سمجھیٹ پر کام کر رہے ہیں اور یقیناً آپ تک کامیاب ہو چکے ہو گے تو اس نے میری منت کی کہ میں آپ سے معلوم کر کے انہیں بتاؤں اس لئے میں نے فون کیا تھا۔..... عمران نے اصل بات بتانے کی بجائے ایک کہانی بنا کر سناتے ہوئے کہا۔
”ہاں۔ انہیں بتا دو کہ اب ایسا ممکن ہو گیا ہے۔ اگر وہ چاہیں تو یہاں میرے پاس گریٹ لینڈ آ جائیں۔ میں انہیں اس سمجھیٹ پر

پچھے کام کراؤں گا۔ اس طرح وہ پاکیشیا میں ایسے مریضوں پر کام کر سکتے ہیں جن کی یادداشت قریب اور دور کے حصوں میں تقسیم ہو چکی ہو اور ایک حصہ درست ہو اور ایک حصہ خراب ہو۔..... ڈاکٹر بروک نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں آپ کی آفر انہیں دے دوں گا۔ بے حد شکریہ۔ گذ بائی۔..... عمران نے کہا اور رسپور رکھ دیا۔

”یہ ڈاکٹر بروک نے تو آپ کی بات کی تائید کر دی ہے۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ اس نے یہ تو کنفرم کر دیا ہے کہ علاج ہو سکتا ہے لیکن ساتھ ہی اس نے عرصہ بھی بتا دیا ہے جو زیادہ اہم ہے کہ علاج میں ایک ماہ سے دو ماہ لگ سکتے ہیں۔..... عمران نے کہا۔

”اس سے کیا ہو گا عمران صاحب۔۔۔ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

”میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ فرض کیا کہ العباس صاحب کو اخوا کر لیا جاتا ہے تو انہیں واپس لانے کے لئے ہمارے پاس ایک ماہ کی مهلت ہو گی۔..... عمران نے کہا۔

”یہ آپ نے کیسے اندازہ لگا لیا کہ مخالف ایجنت العباس صاحب کو اخوا کریں گے۔ وہ انہیں ہلاک بھی کر سکتے ہیں۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”ہلاک کرنے سے انہیں کوئی فائدہ نہیں ہو گا کیونکہ متاع تو

ویے ہی کام کرنی رہے گی۔ انہیں اصل میں العباس صاحب سے زیادہ متاع کا شیٹ ورک توڑتا پسند ہو گا اس لئے وہ لازماً العباس صاحب کا علاج کرائیں گے تاکہ ان کی مکمل یادداشت واپس لا کر ان سے متاع کے مکمل شیٹ ورک کے بارے میں معلومات حاصل کر کے متاع کا مکمل خاتمہ کیا جاسکے اس لئے مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ انہیں انگو کرنے کی کوشش کریں گے۔ عمران نے کہا۔

”آپ کی بات درست ہے۔ ایسا ممکن ہے۔ بہر حال اب ہمیں ان کی حفاظت کے لئے کیا کرنا ہو گا۔“ بلیک زیر دنے کہا۔
”ابھی میٹنگ میں کچھ عرصہ باقی ہے۔ پھر جو سیکورٹی پلان بنایا جائے گا اس کو سامنے رکھتے ہوئے ہم اپنے ساتھیوں کو کسی بھی روپ میں ان کے ساتھ لگا دیں گے۔“ عمران نے جواب زیر دیجے ہوئے کہا۔

”لیکن عمران صاحب۔ العباس صاحب کو کیوں اس شدود میں پلوایا جا رہا ہے جبکہ وہ کچھ بتا تو نہیں سکتے۔“ بلیک زیر دنے کہا۔
”ان کے ماہرانہ مشورے تو نئے جا سکتے ہیں۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا اس حالت میں وہ ماہرانہ مشورے دے سکیں گے۔“ بلیک زیر دنے کہا۔

”ہاں۔ ایک ماہ کی یادداشت کا مطلب ہے کہ صرف وہ باتیں انہیں یاد نہ ہوں گی جو انہوں نے ایک ماہ پہلے کی ہوں گی اور اس

میں ان کی تنظیم کا شیٹ ورک وغیرہ آ جائے گا۔ ذہانت تو ان کے اندر دیسے ہی موجود ہو گی۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو اس بار بلیک زیر دنے اثبات میں سر ہلا دیا۔

پاکیشیا کے دارالحکومت کی ایک رہائش کوٹھی کے ایک کمرے میں
ہائکی کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ سامنے میز پر ایک نقشہ موجود تھا جس پر
سرخ بال پوائنٹ سے نشانات لگائے گئے تھے۔ اس کے ساتھ ہی
ایک اور نقشہ بھی تھا جسے ہاتھ سے بنایا گیا تھا۔ ہائکی کی دونوں
سائیڈوں پر دونوں نوجوان خاموش بیٹھے ہوئے تھے لیکن ان کی نظریں
بھی نقشے پر جمی ہوئی تھیں۔ یہ دونوں نوجوان ہائکی کے سیکشن کے
افراد تھے۔ ان میں سے ایک کا نام ڈیوڈ اور دوسرا کا نام کروز
تھا۔

”میڈم۔ کچھ ہمیں بھی بتائیں۔ آپ تو بس نقشے کو دیکھے جا
رہی ہیں۔“..... ڈیوڈ نے کہا تو ہائکی نے چونک کر اس کی طرف
دیکھا۔

”پہلے میں خود تو کچھ لوں پھر ہی تمہیں سمجھا سکوں گی۔“..... ہائکی

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا بات آپ کو سمجھنہیں آرہی میڈم۔“..... کروز نے کہا۔

”یہ نقشہ پاکیشیا کے دارالحکومت کا ہے۔ یہ بڑا وارہ جس
علاقوں پر لگایا گیا ہے اسے برائٹ ہاؤس کہا جاتا ہے۔ اس برائٹ
ہاؤس کے بڑے ہال میں مینگ ہو گی جو تین دن جاری رہے گی۔
صحیح دس بجے سے شام چار بجے تک اور اس برائٹ ہاؤس کے اندر
اور باہر انہائی سخت سیکورٹی ہو گی حتیٰ کہ جنگی ہیلی کا پڑبھی قضا میں
پرواز کرتے رہیں گے۔ ملٹری اٹیلی جنس کی سیکورٹی ہو گی۔ اس کے
ساتھ سائنس ٹیکنالوژیکرٹ مردوں کے افراد بھی ہوں۔ مسلم ممالک کے
لیڈروں کی تعداد پندرہ ہے جبکہ ان کے وفد بھی ساتھ ہوں گے
لیکن ہمارا مارگٹ العباس ہے۔

العباس کے بارے میں جو معلومات مل سکی ہیں ان کے مطابق
العباس تارکی کے وفد کے ساتھ یہاں آئے گا اور تارکی کے وفد
کے ساتھ رہے گا جبکہ یہ گول نشان جس علاقوں کے گرد ہے یہاں
تارکی کے وفد کو ٹھہرایا جائے گا۔ یہ دو منزلہ ہوٹل ہے جسے کامل طور
پر وفد کے لئے خالی کرایا گیا ہے۔ یہاں بھی ملٹری اٹیلی جنس کی
سیکورٹی ہو گی اور پورے ایریا میں سیکورٹی کے افراد سچیلے ہوئے ہوں
گے۔ یہاں سے وفد کو برائٹ ہاؤس فائر پروف اور بم پروف
گاڑیوں میں لے جایا جائے گا اور پورے راستے پر سخت چینگ ہو
گی اور ہم نے العباس کو اغوا کر کے بندرگاہ پہنچانا ہے۔ اب تم بتاؤ

کہ کیا کرنا چاہئے۔۔۔ ہاسکی نے تفصیل سے سب کچھ بتاتے ہوئے کہا۔
”میدم۔ اس سارے پلان میں ایک کمزوری ہے اور وہ ہے کاروں کے ڈرائیوروں کی۔ ظاہر ہے ان ڈرائیوروں کا تعلق کسی سرکاری شعبے سے ہو گا جو ڈرائیور العباس کی کار چلا رہا ہو گا اگر اسے توڑ لیا جائے تو معاملات کو سنبھالا جا سکتا ہے۔۔۔ ڈیوڈ نے کہا۔

”کیسے۔ وہ ایکی کار تو وہاں نہیں ہو گی۔ تارکی کا پورا وفد کئی کاروں میں ہو گا اور یہ بھی ضروری نہیں کہ العباس علیحدہ کار میں بیٹھ کر جائے گا۔۔۔ ہاسکی نے کہا۔

”میدم۔ جس نے آپ کو یہ پلان مہیا کیا ہے وہ ان کاروں کا بھی پلان حاصل کر سکتا ہے۔ کاروں کے آنے جانے، ان کے ڈرائیوروں اور ان میں بیٹھنے والی شخصیات کے بارے میں بھی تفصیلی پلان تیار کیا گیا ہو گا۔۔۔ اس بار کروز نے کہا۔

”تم دونوں ٹھیک کہہ رہے ہو یہیں وہ ڈرائیور ہماری کیا مدد کر سکتا ہے۔ وہ اگر پلان سے ہٹے گا تو فوری طور پر سیکورٹی الرٹ ہو جائے گی۔ اب ظاہر ہے کاروں کو بغیر سیکورٹی کے تو نہیں لایا جا سکتا۔۔۔ ہاسکی نے کہا۔

”میدم۔ سیکورٹی کے روٹ کے دوران ایک سپاٹ منتسب کیا جائے۔ وہاں پر ہم اس قافلے پر اچانک حملہ کر دیں۔ ظاہر ہے اس

اچانک حملے سے سب تتر تتر ہو جائیں گے۔ اس وقت قریب ہی کسی موڑ پر ایک احاطے کا پھانک کھلا ہوا ہو اور العباس کی کار کا ڈرائیور گھبرائے ہوئے انداز میں کار کو اس احاطے میں داخل کر دے۔ وہاں عقینی طرف ہماری کار موجود ہو۔ العباس کو بے ہوشی کے عالم میں اس کار میں منتقل کر کے بندرگاہ پہنچا دیا جائے۔ اس طرح یہ کام ہو سکتا ہے۔۔۔ کروز نے کہا۔

”ہاں۔ یہ قابل عمل حل ہے۔ پھر تو ہمیں اس روٹ پر رکی کرنا پڑے گی تاکہ حملے کے لئے بھی سپاٹ تلاش کیا جا سکے اور وہ احاطہ بھی جہاں ڈرائیور کار لے جائے گا اور سب سے اہم بات یہ کہ ڈرائیور ہمارے ساتھ ملا ہوا ہو۔۔۔ ہاسکی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ڈرائیور کے لئے تو آپ کو کراسی سے بات کرنا ہو گی۔ البتہ میں اور ڈیوڈ جا کر سپاٹ دیکھ آتے ہیں۔۔۔ کروز نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم جا کر سپاٹ چیک کرو۔ میں کراسی سے بات کرتی ہوں۔۔۔ ہاسکی نے ایک طرف رکھے ہوئے فون کی طرف باتھ بڑھاتے ہوئے کہا تو کروز اور ڈیوڈ انہ کھڑے ہوئے اور پھر مذکور دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ہاسکی نے رسیور انھیا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔۔۔

”کراس کلب۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔۔۔

”کراسی سے بات کراؤ۔ میں ہاںکی بول رہی ہوں“..... ہاںکی نے قدرے سخت لبجے میں کہا۔

”یہ میڈم۔ ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائک پر خاموشی طاری ہو گئی۔

”ہیلو۔ کراسی بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک مرداتہ آواز سنائی دی۔

”ہاںکی بول رہی ہوں۔ پیش فون پر کال کرو“..... ہاںکی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے سائیڈ پر پڑے اپنے بیگ کو اٹھا کر کھولا اور اس میں موجود سرخ کور والا ایک بیل فون نکال کر اس کا ایک بیٹھن پر لیں کر دیا۔ چند لمحوں بعد گھٹتی بجھنے کی آواز سنائی دی تو ہاںکی نے رابطہ کا بیٹھن پر لیں کر دیا۔

”ہیلو۔ کراسی بول رہا ہوں“..... بیل فون سے کراسی کی آواز سنائی دی۔

”ہاںکی بول رہی ہوں“..... ہاںکی نے جواب دیا۔

”یہ میڈم۔ کوڈ دوھرائیئے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”پی کاک“..... ہاںکی نے جواب دیا۔

”یہ میڈم۔ حکم دیں“..... اس بار کراسی کا لبجے مواد بانہ ہو گیا۔

”ہم نے ایک پلانگ کی ہے۔ وہ تم سن لو اور پھر بتاؤ کہ کیسے یہ کام کیا جاسکتا ہے“..... ہاںکی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس

نے ڈیوڈ اور کروز کی تجویز ڈرائیور کو ساتھ ملانے اور پھر کاروں کے قفلے پر حملہ کرنے کے بارے میں بتا دیا۔

”میڈم۔ یہ تو معلوم نہیں ہو سکے گا کہ کون سا ڈرائیور کس کار کے ساتھ ہو گا اور کس کار میں کون بیٹھے گا۔ یہ تو شاید آخری لمحات میں فیصلہ کیا جانا ہے۔ البتہ ایک کام ہو سکتا ہے کہ العباس لازماً تارکی و قد کے ساتھ ہو گا اور یہ معلوم ہو جائے گا کہ تارکی کے وفد کے ساتھ کون کون ڈرائیور متعلق ہو گا۔ پھر اس بارے میں کوشش کی جاسکتی ہے لیکن آپ اگر تاراض نہ ہوں تو میں یہ عرض کروں کہ ہماری یہ سکیم قابل عمل نہیں ہے۔ ہمیں اس سلسلے میں انہا اقدام کرنا ہو گا۔“..... کراسی نے کہا۔

”انہا اقدام کیا مطلب“..... ہاںکی نے چونکل کر پوچھا۔

”میڈم۔ پانچ کاروں پر مشتمل ایک اسکوارٹ پر اگر کسی بھی جگہ اچھا لکھ ملے کر لوایا جائے تو افراتفری پھیل جائے گی اور ہم اس دوران العباس کو اٹھا کر لے جائیں۔ ایسا انہا اقدام تو قابل عمل ہو سکتا ہے ویسے نہیں۔ کوئی ڈرائیور اس معاملے میں رسک نہ لے سکے گا۔“..... کراسی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن یہ کاریں تو فائز پروف اور بم پروف ہیں۔ پھر ان پر حملہ کیسے کیا جائے گا۔“..... ہاںکی نے کہا۔

”میڈم۔ یہ کاریں اوپر سے فائز پروف اور بم پروف ہوتی ہیں یہ کام کیا جاسکتا ہے“..... ہاںکی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس

کر دیا جائے تو کاروں کو اٹھایا جا سکتا ہے اور پھر ان میں سے مخصوص آدمی کو انگوا کیا جا سکتا ہے۔ کراسی نے کہا۔
”ابھی چند دن باقی ہیں اس لئے اس بارے میں ہمیں مزید سوچ پھار کر کے کوئی فول پروف اور قابل عمل حل نکالنا چاہے۔ تم بھی سوچو اور ہم بھی سوچتے ہیں۔ گذبائی۔“..... ہاسکی نے کہا اور فون آف کر کے اس نے اسے واپس اپنے بیگ میں رکھا اور پھر سامنے موجود نقشوں پر ایک بار پھر جھک گئی۔ پھر تقریباً دو گھنٹے بعد ڈیوڈ اور کروز واپس آگئے لیکن ان کے چہروں پر اطمینان اور کامیابی کی چمک موجود نہیں تھی۔

”کیا ہوا۔ کوئی قابل عمل سمجھ میں آیا یا نہیں؟“..... ہاسکی نے پوچھا۔

”میڈم۔ ہم نے پورا راؤٹ لگایا ہے لیکن ہمیں کوئی ایسا سپاٹ سمجھ میں نہیں آیا۔“..... ڈیوڈ نے جواب دیا اور کروز نے اس کی تائید میں سر پلا دیا۔

”کراسی نے بھی اس حل سے اتفاق نہیں کیا۔“..... ہاسکی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی کراسی نے جو کچھ کہا تھا وہ تفصیل سے بتا دیا۔

”یہ بھی قابل عمل نہیں ہو گا میڈم۔ کیونکہ یہ قافلہ فل سیکورٹی کے ساتھ جائے گا اور ہو سکتا ہے کہ اوپر جنگی ہیلی کا پھر بھی موجود ہوں کیونکہ اس قافلے میں العباس شامل ہو گا جسے ہائی پروفائل قرار

دیا گیا ہے۔“..... ڈیوڈ نے کہا۔

”تو پھر کیا کیا جائے۔ کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی پڑے گا۔ پی کا کے لئے ناکامی تو موت ہے۔“..... ہاسکی نے کہا۔

”میڈم۔ العباس کو انگوا کرنے کی بجائے کیوں نہ ہلاک کر دیا جائے۔ یہ کام آسانی سے ہو جائے گا۔“..... کروز نے کہا۔

”نہیں۔ اس کا انگوا ہمارے مفاد میں ہے جبکہ ہلاکت سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ چیف کا بھی یہی حکم ہے کہ اسے ہر صورت میں انگوا ہی کیا جائے۔“..... ہاسکی نے قیصلہ کن لبجھ میں کہا۔

”ایک حل میری سمجھ میں آ رہا ہے۔“..... ڈیوڈ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”کون سا حل۔“..... ہاسکی نے چونک کر پوچھا۔

”میڈم۔ بڑا آسان سا حل سمجھ میں آیا ہے۔“..... ڈیوڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کون سا۔ کچھ بتاؤ گے بھی سہی یا نہیں۔“..... ہاسکی نے جھلانے ہوئے لبجھ میں کہا۔

”میڈم۔ ہم راستے کی بجائے ایرپورٹ سے نکلتے ہی اسے چھاپ لیں تو یہ کام آسانی سے ہو جائے گا۔“..... ڈیوڈ نے کہا۔

”وہ کیسے۔ کھل کر بات کرو۔ کیا وہاں سیکورٹی نہ ہو گی۔“..... ہاسکی نے کہا۔

”ایسے طیارے جن کے مسافروں کو خصوصی سیکورٹی فراہم کی جاتی ہے وہ میں پاکٹس پر نہیں رکتے بلکہ انہیں دور سیکورٹی پیڈ پر روکا جاتا ہے اور وہاں سے خصوصی سیکورٹی کے ذریعے عقیقی اور مخصوص راستے سے انہیں یاہر نکلا جاسکتا ہے۔ اگر ہمیں یہ معلومات مل جائیں کہ تارکی کے وفد کے طیارے کو کہاں روکا جانا ہے اور کہاں سے باہر نکلا جائے گا تو ہم وہاں ایئر پورٹ سے باہر چھپ جائیں اور پھر جیسے ہی طیارہ رکے اور مسافر باہر آئیں تو ہم ان پر ٹوٹ پڑیں۔ چونکہ یہاں کسی کو حملے کا خطرہ نہیں ہو گا اس لئے سب ایزی ہوں گے اور ہم آسانی سے العجائب کو بے ہوش کر کے کار میں ڈال کر نکل جائیں گے۔“.....ڈیوڈ نے کہا۔

”یا۔ کسی حد تک تمہاری بات درست ہے۔ انسانی نفیات ہے کہ وہ ایسے موقع پر مست ہو جاتا ہے لیکن اس کے لئے معلومات کا ملنا ضروری ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں کراسی سے ایک بار پھر بات کرتی ہوں۔“.....ہاںکی نے کہا۔

”میدم۔ آپ بات کریں۔ ہم اپنے طور پر وہاں کا چکر لگا کر پوزیشن چیک کرتے ہیں۔ ہم یہی ظاہر کریں گے کہ ہم کسی کی آمد پر استقبال کے لئے آئے ہیں۔“.....کروفر نے کہا۔

”ہاں ٹھیک ہے۔ لیکن خیال رکھنا۔ کسی کی نظرؤں میں نہ آ جانا۔“.....ہاںکی نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں میدم۔“.....ڈیوڈ نے کہا اور ایک بار پھر وہ

دوتوں اٹھ کر کمرے سے باہر چلے گئے جبکہ ہاںکی نے پہلے رسیور انٹھا کر فون پر کراسی سے بات کی اور اسے پیش فون پر بات کرنے کے لئے کہہ کر رسیور رکھ دیا اور پھر پیش فون پر کراسی کی کال آ گئی۔

”لیں میدم۔“.....کراسی نے کہا تو ہاںکی نے ڈیوڈ کی بتائی ہوئی پلاننگ دوہرا دی۔

”لیں میدم۔ اس پر عمل ہو سکتا ہے۔ میں اس سلسلے میں جلد ہی تمام معلومات حاصل کر لوں گا کیونکہ ایئر پورٹ پر ہمارے خاص آدمی موجود ہیں۔“.....کراسی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ لیکن معلومات حقیقی ہوئی چاہئیں ورنہ ہمیں آسانی سے مار دیا جائے گا۔“.....ہاںکی نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں میدم۔ مجھے اپنی قدمہ داری کا پورا احساس ہے۔“.....کراسی نے جواب دیا۔

”اوکے۔“.....ہاںکی نے کہا اور فون آف کر کے اس نے اسے واپس بیگ میں ڈالا اور پھر سامنے پڑے ہوئے نقشے کو تباہ کر کے اس نے بیز کی درازی میں رکھ دیا۔ اسی لمحے بیگ میں سے ریڈ سیل فون کی مخصوص گھنٹی بج اٹھی تو ہاںکی نے جلدی سے بیگ سے فون نکال کر اس کی سکرین دیکھی تو چیف کا نام ڈسپلے ہو رہا تھا۔ اس نے جلدی سے رابطے کا بٹن پر لیں کر دیا۔

”ہاںکی بول رہی ہوں چیف۔“.....ہاںکی نے ازخود انتہائی

مودبانہ لجھے میں کہا۔

”کوئی پلانگ تیار کی ہے یا نہیں“..... چیف نے پوچھا تو ہاسکی نے پہلی پلانگ اور پھر کراسی سے ہونے والی بات چیت اور آخر میں ایئر پورٹ پر کی جانے والی کارروائی کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

”ایئر پورٹ والی پلانگ زیادہ فول پروف ہے۔ جو نظر آئے اڑا دو اور العباس کو لے آؤ“..... چیف نے کہا۔

”لیں چیف۔ بشرطیکہ انہوں نے العباس کا میک اپ نہ کر دیا ہو۔ ایسی صورت میں اسے پہچانتا خاصا مشکل ہو جائے گا کیونکہ جو تصویر فائل میں موجود تھی وہ چھڑہ تو میرے ذہن میں موجود ہے“..... ہاسکی نے کہا۔

”اس قدر باریک باتیں کوئی نہیں سوچتا اور نہ ہی کسی کو یہ خیال آئے گا کہ العباس پر ایئر پورٹ پر بھی حملہ ہو سکتا ہے۔ سیکورٹی کا سارا زور انہوں نے رہائش گاہ، میٹنگ ہال اور راستوں پر لگایا ہوا ہو گا“..... چیف نے کہا۔

”لیں پاس۔ آپ اس پیڈ بوٹ کے کیپٹن ریمنڈ کو ہرث کر دیں“..... ہاسکی نے کہا۔

”وہ تم سے زیادہ الٹ ہے۔ الٹتہ میں اسے تمہارے پاس بھجوا دوں گا تاکہ تم دونوں ایک دوسرے کو دیکھ بھی لو اور معاملات بھی آپس میں طے کرلو“..... چیف نے کہا۔

”لیں چیف۔ یہ زیادہ بہتر رہے گا“..... ہاسکی نے کہا۔

”اوکے“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ہاسکی نے فون آف کر کے اسے واپس بیگ میں ڈال لیا۔

پاکیشیا دارالحکومت کی ایک کوئی کے کمرے میں آندی خاموش بیٹھا ہوا تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت تارکی نژاد لڑکی اندر داخل ہوئی۔

”آؤ سربیا۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا“..... آندی نے اسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”کوئی خاص بات بات“..... سربیا نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ وہ آندی کی ناب تھی لیکن دونوں کے تعلقات وستا نہ تھے۔

”ہاں۔ بات نے پاکیشیا ملٹری اٹیلی جنس کا بنایا ہوا پلان بھجوایا ہے کہ اس پلان کے تحت العباس کی سیکورٹی کی جائے گی۔ یہ تو واقعی فول پروف سیکورٹی پلان ہے۔ اس میں ہم کیا مداخلت کر سکتے“

”..... آندی نے جیب سے ایک تہہ شدہ کاغذ نکال کر اور اسے کھول کر میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ سربیا نے کاغذ اٹھا کر اسے غور سے دیکھنا اور پڑھنا شروع کر دیا۔ کچھ دیر بعد اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کاغذ والیس میز پر رکھ دیا۔

”آپ درست کہہ رہے ہیں بات۔ یہ واقعی فول پروف پلان ہے لیکن بات کام کرنے والے بہترین سے بہترین پلان میں سے بھی کمزور پوائنٹ نکال لیتے ہیں اور یہودی تنظیموں نے بھی یہ پلان حاصل کر لیا ہو گا اور انہوں نے بھی کام کرنا ہے۔ پھر“..... سربیا نے کہا۔

”میں نے اس پر بہت غور کیا ہے۔ لیکن مجھے تو بظاہر کوئی کمزور پوائنٹ نظر نہیں آیا۔ تارکی کے وفد جس میں العباس صاحب ہوں گے، کی سیکورٹی ڈبل رکھی گئی ہے۔ پیشل فائز پروف اور بم پروف گاڑیاں اور ان گاڑیوں میں موجود سیکورٹی کمانڈوز۔ مسلح پولیس کمانڈوز اور اپر جنگی ہیلی کاپروں کی مستقل پرواہیں۔ جس ہوٹل میں تارکی وفد کی رہائش رکھی گئی ہے اسے مکمل طور پر خالی کرالیا گیا ہے اور وہاں چھٹت سے لے کر نیچے پیسمت تک مسلح کمانڈوز کا پہرہ ہو گا اور وہاں سائنسی سیکورٹی آلات بھی نصب کئے گئے ہیں۔ وہاں کے ویژہ بھی مسلح کمانڈوز ہیں اور جہاں برائی ہاں میں میٹنگ ہونی ہے وہاں بھی ایسے ہی انتظامات ہیں۔ اب تم بتاؤ کہ ایسے انتظامات کے بعد ہماری کیا گنجائش رہ جاتی ہے“..... آندی نے کہا۔

”بھائش تو والقی نہیں رہ جاتی لیکن تم خود سوچو کہ اگر ہم تاری
کی بجائے یہودی تنظیم سے متعلق ہوتے اور یہ پلان ہمارے
سامنے ہوتا تو ہم نے بہر حال العباس کو اغوا تو کرنا تھا۔ پھر ہم کیا
کرتے“.....سریانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں نے اس پہلو پر بھی سوچا ہے لیکن مجھے تو کوئی کمزور پہلو
بمجھ نہیں آیا۔ ہاں البتہ ایک کمزور پہلو ہے“.....آندی نے بات
کرتے کرتے چونک کہا جیسے اسے اچانک اس کمزوری کا خیال آ
گیا ہو۔

”کیا“.....سریانے چونک کر پوچھا۔

”ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ واپس جاتے ہوئے ایز پورٹ پر کوئی
کارروائی کریں کیونکہ ظاہر ہے میٹنگ ختم ہو جائے گی اور اب
صرف واپسی ہوگی“.....آندی نے کہا۔

”ہونے کو تو بہت کچھ ہو سکتا ہے لیکن ہمیں کیا کرنا ہے یہ بات
سوچتی ہے“.....سریانے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ کرافورڈ سے بات کی جائے۔ وہ طویل عرصہ
سے یہاں رہ رہا ہے۔ اس کے تعلقات بھی ملڑی اشیلی جنس اور
سول و اعلیٰ حکام سے ہیں۔ چیف نے یہ ہدایت کی تھی کہ ضرورت
کے وقت کرافورڈ کی خدمات حاصل کی جاسکتی ہیں“.....آندی نے
کہا۔

”تو یہ پلان تمہیں کس نے بھیجا ہے۔ میں تو سمجھی تھی کہ کرافورڈ
کی بجائے یہودی تنظیم سے متعلق ہوتے اور یہ پلان ہمارے
سامنے ہوتا تو ہم نے بہر حال العباس کو اغوا تو کرنا تھا۔ پھر ہم کیا
کرتے“.....سریانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

نے ایسا کیا ہے لیکن تم تو اب کرافورڈ سے رابطہ کرنے کی بات کر
رہے ہو“.....سریانے کہا۔

”یہ پلان مجھے ملڑی اشیلی جنس کے ایک کیپٹن بشارت نے بھیجا
ہے۔ وہ تاریکی میں بڑا عرصہ رہا ہے اور میری اس سے بہترین دوستی
رہی ہے۔ ہم چونکہ العباس کے حق میں کام کرنے آئے ہیں اس
لئے اس نے اپنے طور پر اس پلان کی کاپی مجھے دے دی“.....آندی
نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے انکوارٹری
کے نمبر پر لیں کر دیے۔

”انکوارٹری پلینز“.....رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی
دی۔

”ریڈ پیٹھر ز کلب کا نمبر دیں“.....آندی نے کہا اور دوسری
طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد نمبر بتا دیا گیا۔ آندی نے
اوکے کہہ کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکوارٹری
آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیے۔

”لیں۔ ریڈ پیٹھر ز کلب“.....رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی
آواز سنائی دی۔

”کرافورڈ سے بات کرائیں۔ میں تاریکی سے آندی بول رہا
ہوں“.....آندی نے کہا۔

”ہولا کریں“.....دوسری طرف سے کہا گیا۔

”پہلو۔ کرافورڈ بول رہا ہوں“.....چند لمحوں بعد ایک مردانہ

آواز سنائی دی۔ لہجہ سپاٹ تھا۔
”تاریکی بیکرٹ سروں کا آفندی بول رہا ہوں۔ چیف نے آپ سے بات کی ہوگی“..... آفندی نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ ہاں۔ آپ کہاں سے بول رہے ہیں؟“..... اس بار دوسری طرف سے مودبائی لجھے میں کہا گیا۔

”میں پاکیشیا کے دارالحکومت میں ہوں۔ کیا آپ آفس میں پہنچتا کہ ملاقات ہو سکے؟“..... آفندی نے کہا۔

”تشریف لے آئیں۔ میں آفس میں ہی ہوں۔ آپ کاؤنٹر پر اپنا نام بتائیں گے تو آپ کو آفس تک پہنچا دیا جائے گا۔“
کرافورڈ نے کہا۔

”اوکے“..... آفندی نے کہا اور رسیور رکھ کر انٹھ کھڑا ہوا۔
”اوہ۔ کرافورڈ سے مل آئیں۔ شاید کوئی بہتر معاملہ سامنے آ جائے“..... آفندی نے کہا تو سربیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور انٹھ کھڑی ہوئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ کار میں سوار ریڈ پینٹ ٹھریز کلب کی طرف پڑھے چلے جا رہے تھے۔ کار ڈرائیور چلا رہا تھا اور وہ دونوں کار کی عقبی سیٹوں پر بیٹھتے ہوئے تھے۔ آفندی نے یہ کوئی تاریکی سفارت خانے کے ذریعے حاصل کی تھی اور کار اور ڈرائیور کے علاوہ ایک باورچی اور چوکیدار بھی سفارت خانے کی طرف سے مہیا کئے گئے تھے۔ ریڈ پینٹ ٹھریز کلب میں موجود افراد خانے سے پڑھے لگئے اور مقابل نظر آ رہے تھے۔ آفندی نے کاؤنٹر پر جب اپنا نام بتایا تو

75
انہیں فوراً ایک سپروائزر کی رہنمائی میں آفس تک پہنچا دیا گیا۔
کرافورڈ لمبے قد اور ورزشی جسم کا مالک ادھیڑ عمر آدمی تھا۔ وہ ایکریجنیشن ٹراؤن تھا۔

”میرا نام آفندی ہے اور یہ میری ساتھی ہے سربیا“..... آفندی نے اپنا اور سربیا کا تعارف کرتے ہوئے کہا۔

”میں کرافورڈ ہوں۔ اس کلب کا مالک اور جزل میجر“۔ کرافورڈ نے دونوں سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ تینوں میز کے گرد کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

”آپ کیا پینا پسند کریں گے؟“..... کرافورڈ نے پوچھا۔

”ہم دونوں ہی اپل جوس پینا پسند کریں گے“..... آفندی نے کہا تو کرافورڈ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے انٹر کام کا رسیور انٹھایا اور کسی کو دو گلاں اپل جوس لانے کا کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد ہی دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ٹرے انٹھائے کمرے میں داخل ہوا۔ ٹرے میں اپل جوس کے دو بڑے گلاں رکھے ہوئے تھے۔ کرافورڈ کے اشارے پر اس نوجوان نے ایک ایک گلاں آفندی اور سربیا کے سامنے رکھا اور پھر خالی ٹرے انٹھائے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

”بہت شکریہ“..... آفندی نے گلاں انٹھا کر اپل جوس کا ایک گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

”چیف نے مجھے فون کر کے حکم دیا تھا کہ میں آپ کے مشن

میں آپ کی بھرپور مدد کروں۔ مجھے بتائیں کہ میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں۔”..... کرافورڈ نے کہا۔

اطلاعات کے بعد پاکیشیا کی ملٹری ائیمی چس، پاکیشیا سکرٹ سروس اور دوسری ایجنسیاں العباس کی حفاظت پر مامور ہو چکی ہیں اور ان کی سیکورٹی کا پلان بھی قطعی فول پروف ہے۔..... آندی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیب سے وہ پلان نکال کر کرافورڈ کے سامنے رکھ دیا۔ کرافورڈ نے پلان انھا کر اسے بغور پڑھا اور پھر اسے واپس آندی کی طرف بڑھا دیا۔

”واقعی یہ تو ہر لحاظ سے بہترین اور فول پروف پلان ہے لیکن مجھے آپ حکم کریں کہ میں کیا کر سکتا ہوں۔”..... کرافورڈ نے کہا۔

”تمہارا نیٹ ورک یہاں ہر طرف پھیلا ہوا ہے۔ کوئی یہودی تنظیم یا اس کے ایجنت یہاں آ کر لازماً اس پلان کو حاصل کرنے اور پھر اس کے خلاف کام کرنے کی کوشش کریں گے۔ ہمیں ان کے بارے میں حقیقی معلومات چاہیں۔”..... آندی نے کہا۔

”آپ کسی آدمی یا عورت کو متعین کریں ورنہ ویسے تو یہاں بے شمار ایجنت آتے اور جاتے رہتے ہیں۔”..... کرافورڈ نے کہا۔

”کسی خاص آدمی کے نام کا تو علم نہیں ہو سکتا۔”..... آندی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر آپ بتائیں کہ میں آپ کی مدد کیسے کر سکتا ہوں۔“
کرافورڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہم بھی اندر ہیرے میں ہاتھ پیغام دار ہے ہیں۔ آپ بھی ہمارے۔ شاید کوئی ٹھوس بات سامنے آ جائے۔“..... آندی نے کہا۔

”مختصر طور پر پہلے میں پس منظر بتا دیتا ہوں۔ پاکیشیا میں آج تقریباً ایک ہفتے بعد مسلم ممالک کے زعماء اور لیڈروں کی خفیہ میٹنگ ہے جس میں مسلم ممالک مل کر دوسرے ممالک کی طرف سے مسلمانوں کو پیش آنے والے خطروں سے نہیں اور اپنی حفاظت کے لئے مل کر کام کرنے کے بارے میں کوئی لائے عمل تیار کریں گے۔ اس میٹنگ میں تقریباً تمام مسلم ممالک کے وفد شامل ہوں گے جن میں تارکی کا وفد بھی شامل ہے لیکن اصل مسئلہ یہ نہیں ہے بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ پوری دنیا میں اس وقت متاع کے نام سے ایک ایسی خفیہ تنظیم کام کر رہی ہے جس کا سربراہ العباس ہے اور یہودی اس تنظیم کے خاتمے کے لئے سرتوز کوششیں کر رہے ہیں لیکن متاع اس انداز میں کام کرتی ہے کہ آج تک کوئی یہودی تنظیم یا اسرائیلی ایجنسی اس متاع کے بارے میں کچھ معلوم نہیں کر سکی۔ العباس تارکی میں رہتا ہے اور متاع کا ہیڈکوارٹر بھی وہیں ہے لیکن تارکی میں سوائے چند خاص افراد کے کسی اور کو العباس اور متاع کے ہیڈکوارٹر کا علم نہیں ہے۔ حکومت پاکیشیا کی درخواست پر العباس صاحب بھی تارکی وفد کے ساتھ اس میٹنگ میں شریک ہونے آ رہے ہیں اور اطلاعات مل رہی ہیں کہ یہودی تنظیمیں العباس کو پاکیشیا میں ہلاک یا اغوا کرنے کے لئے کام کر رہی ہیں۔ ان

”سوری جناب۔ ایسا ممکن نہیں ہے۔ اس طرح تو ہمارے آدمی بھی ٹریس ہو سکتے ہیں اور ہمارا پورا یونس بھی تباہ ہو سکتا ہے۔ ہاں۔ آپ مجھے ٹارگٹ دیں پھر دیکھیں میں کیا کرتا ہوں۔“ کرافورڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا آپ کے فون پر فارن کال ہو سکتی ہے۔“ اچانک خاموش بیٹھی ہوئی سربیا نے کہا تو کرافورڈ اور آفندی دونوں چونک پڑے۔

”ہاں۔ کیوں نہیں۔ یہ لجھے فون۔ اسے ڈائریکٹ کرنے کے لئے فون سیٹ پر موجود سفید بٹن پر لیں کر دیں۔“ کرافورڈ نے فون سیٹ اٹھا کر سربیا کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

”کہاں فون کرنا چاہتی ہو۔“ آفندی نے حیرت بھرے لپجھے میں پوچھا۔

”ذہن میں ایک خیال آیا ہے اور میں اس کی تصدیق کرنا چاہتی ہوں۔“ سربیا نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ٹیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیے۔ آخر میں اس نے لاڈر کا بٹن بھی پر لیں کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجھنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

”لیں۔ تھری ٹارکلب۔“ ایک نسوائی آواز سنائی دی۔

”آپ پورٹ لینڈ کے دارالحکومت سائیگو سے بات کر رہی ہیں۔“ سربیا نے کہا۔

”لیں میڈم۔ آپ بتائیں کہ آپ نے کس سے ملتا ہے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”میری ایک بہترین فریڈ ہے ہاسکی۔ اس نے مجھے بھی نمبر دیا تھا کہ جب بھی مجھ سے بات کرنی ہو تو اس نمبر پر بات ہو سکتی ہے۔“ سربیا نے کہا۔

”آپ کون بول رہی ہیں اور کہاں سے بول رہی ہیں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”میں یورپی ملک کا سماں سے بول رہی ہوں اور میرا نام پالیں ہے۔“ سربیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ایک نمبر نوٹ کر لیں۔ اس پر فون کریں۔ پہلے اپنا نام اور مقام بتائیں پھر ہاسکی سے ملنے کی بات کریں۔ اگر ہاسکی سائیگو میں موجود ہو گی تو بات ہو جائے گی۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر ایک فون نمبر اور رابطہ نمبر بتا دیا گیا۔

”یہ کہاں کا نمبر ہے۔“ سربیا نے پوچھا۔

”سائیگو کا ہی ہے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سربیا نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیے اور آخر میں اس نے لاڈر کا بٹن بھی پر لیں کر دیا۔

”لیں۔“ رابطہ ہوتے ہی ایک نسوائی آواز سنائی دی۔

”میرا نام پالیں ہے اور میرا تعلق یورپی ملک کا سماں سے ہے اور سربیا نے کہا۔

”سوری جناب۔ ایسا ممکن نہیں ہے۔ اس طرح تو ہمارے آدمی بھی ٹریس ہو سکتے ہیں اور ہمارا پورا یونس بھی تباہ ہو سکتا ہے۔ ہاں۔ آپ مجھے ٹارگٹ دیں پھر دیکھیں میں کیا کرتا ہوں۔“ کرافورڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا آپ کے فون پر فارن کال ہو سکتی ہے۔“ اچانک خاموش بیٹھی ہوئی سربیا نے کہا تو کرافورڈ اور آفندی دونوں چونک پڑے۔

”ہاں۔ کیوں نہیں۔ یہ لجھے فون۔ اسے ڈائریکٹ کرنے کے لئے فون سیٹ پر موجود سفید بٹن پر لیں کر دیں۔“ کرافورڈ نے فون سیٹ اٹھا کر سربیا کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

”کہاں فون کرنا چاہتی ہو۔“ آفندی نے حیرت بھرے لپجھے میں پوچھا۔

”ذہن میں ایک خیال آیا ہے اور میں اس کی تصدیق کرنا چاہتی ہوں۔“ سربیا نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ٹیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیے۔ آخر میں اس نے لاڈر کا بٹن بھی پر لیں کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجھنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

”لیں۔ تھری ٹارکلب۔“ ایک نسوائی آواز سنائی دی۔

”آپ پورٹ لینڈ کے دارالحکومت سائیگو سے بات کر رہی ہیں۔“ سربیا نے کہا۔

کار چلاتے ہوئے دیکھا تھا۔ وہ اپنی اصل شکل میں تھی۔ بہر حال میں نے زیادہ پرواز نہ کی کیونکہ لوگ تو آتے جاتے رہتے ہیں لیکن آج جب مسٹر کرافورڈ نے کسی شخصیت کو متعین کرنے کے لئے کہا تو میرا خیال ہاںکی کی طرف چلا گیا تو میں نے فون کر کے اسے کنفرم کرنے کی کوشش کی کہ کیا واقعی میں نے ہاںکی کو ہی دیکھا تھا اور اب کال کے بعد میں کنفرم ہو گئی ہوں کہ وہ عورت واقعی ہاںکی ہی تھی اور چونکہ ہاںکی خود کثر یہودی ہے اور اس کا تعلق بھی یہودی تنظیم سے ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ یہ ہاںکی یہاں العباس کے انہوا یا ہلاکت پر کام کر رہی ہو۔..... سرپیا نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”اس ہا سکی کا کیا حلیہ ہے میڈم“..... کرافورڈ نے پوچھا تو سریبا
نے تفصیل سے حلیہ بتا دیا۔

”اگر اسے ٹریس کر لیا جائے تو اس کا کیا کیا جائے۔ اسے پکڑا جائے ماصرف اس کی نگرانی کی جائے ہے“..... کرافورڈ نے کہا۔

”صرف نگرانی کی جائے تاکہ پہلے کنفرم کیا جاسکے کہ یہ واقعی اس کام میں ملوٹ ہے یا نہیں۔ لیکن یہ بتا دوں کہ وہ انتہائی شاطر عورت ہے اس لئے نگرانی کا کام انتہائی احتیاط سے کیا جائے۔“ سربیانے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں۔ یہ ہمارا کام ہے۔۔۔۔۔ کراوفورڈ نے کہا اور رسیور انھا کر اس نے قیزی سے تمہری لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”سوری۔ ہاںکی اس وقت پورٹ لینڈ میں موجود نہیں ہے اور ہمیں کوئی اطلاع نہیں ہے کہ وہ کہاں ہے۔ اس لئے سوری۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سربراہ نے رسیور رکھ دیا اور قون سیٹ انٹھا کر کر افروز کے سامنے رکھ دیا۔

”یہ کون ہے اور تم نے اسے فون کیوں کیا ہے؟“ آندری نے
حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”ہاں کی ایک نوجوان لڑکی ہے۔ کثر یہودی ہے۔ پورٹ لینڈ کے دارالحکومت سائیکلو میں رہتی ہے۔ ایک بار ایک فلاںگ میں اکٹھے سفر کرنے کی وجہ سے وہ میری دوست بن گئی تھی۔ پھر ہماری اکثر کہیں نہ کہیں ملاقات ہو جاتی تھی۔ اس نے میرے بارے میں معلوم کر لیا کہ میرا تعلق سرکاری اپنخی سے ہے تو میں نے اسے بھی ٹوٹا۔ اس نے مجھے بتایا کہ اس کا تعلق بھی ایک سرکاری اپنخی سے ہے اور وہ اس کی ٹاپ اجنبی ہے۔ تنظیم کا نام تو اس نے نہیں بتایا البتہ اس نے یہ بتا دیا کہ یہ تنظیم یورپی دنیا میں کام کر رہی ہے۔ کل جب ہم ایئر پورٹ سے رہائشی کوٹھی کی طرف چاہئے تو ایک کار ہماری لیکسی کار کے ساتھ سے گزری تو میں نے ہائکی کو

آخر میں شاید اس نے لاوڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا اور دوسری طرف بجھے والی گھنٹی کی آواز کمرے میں سنائی دینے لگی۔

”لیں۔ نیشن بول رہا ہوں“..... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”کرافورڈ بول رہا ہوں“..... کرافورڈ نے تیز لمحے میں کہا۔

”لیں بارے حکم“..... دوسری طرف سے اس بار انہائی مودباداہ لمحے میں کہا گیا۔

”ایک عورت کا حلیر اور قد و قامت کی تفصیل نوٹ کرو“۔ کرافورڈ نے کہا۔

”لیں بارے فرمائیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرافورڈ نے سرپیا کا بتایا ہوا جیلیہ تفصیل سے بیان کر دیا اور ساتھ ہی قد و قامت کے بارے میں تفصیل بھی بتا دی۔

”اس عورت کا نام ہائیکی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس نے اپنا نام شدیل کر لیا ہو لیکن یہ ہے اپنے اصل علیئے میں۔ تم ایئر پورٹ کا ریکارڈ بھی چیک کرو۔ پھر اسے ملاش کر دیکن جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔ مجھے حصی اور تفصیلی رپورٹ چاہئے“..... کرافورڈ نے کہا۔

”لیں بارے بہت جلد رپورٹ آپ کے سامنے پیش کر دی جائے گی“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرافورڈ نے رسیور رکھ دیا۔

”اوکے۔ اب ہمیں اجازت دیں“..... آندی نے اٹھتے ہوئے کا تو سرپیا بھی اٹھ کر کھڑی ہو گی۔

”آپ اپنے طور پر اپنے آدمیوں سے کہیں کہ وہ اوھر ادھر نوہ لگائیں۔ شاید کوئی بات سامنے آ جائے“..... آندی نے کہا۔

”یہ سب میں کہہ دوں گا“..... کرافورڈ نے کہا اور وہ دلوں کرافورڈ سے مصافحہ کر کے اس کے آفس سے باہر آ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔

”ہمیں کسی شخصیت کے پچھے بھاگنے کی بجائے اس پلان میں کسی کمزور پہلو کو ٹریم کر کے اس کو روکنا ہے“..... آندی نے کری پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”میں نے اس لئے ہائیکی کے بارے میں بتایا ہے کہ ہائیکی اگر بذات خود نہ ہی لیکن اسے معلوم ضرور ہو گا کہ کون سی تنظیم اسی معاملے پر کام کر رہی ہے“..... سرپیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اصل مسئلہ حل ہونا چاہئے۔ میرا خیال ہے کہ اس پلان میں مدائلت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ جب وہ واپس ہوں تو اس جہاز کو ہائی جیک کر لیا جائے جس میں تارکی و فمد سوار ہو“..... آندی نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ اس وقت میں نگ بھی ختم ہو چکی ہو گی۔ تمام سیکورٹی بھی فارغ ہو چکی ہو گی اور جس طیارے پر انہوں نے سفر کرنا ہو گا اس کے پاکٹ اور عملے کی جگہ ایجنت لے سکتے ہیں۔ البتہ میرے ذہن میں تمہارا یہ خیال سن کر ایک اور خیال آیا ہے کہ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ جب تارکی وند یہاں پہنچے تو ایئر پورٹ پر ہی جملہ کر دیا

جائے”..... سربیا نے کہا۔

”نہیں۔ یہاں سے وہ اسے انداز کر کے نہیں لے جائے۔ زیادہ سے زیادہ ہلاک تو کر سکتے ہیں جو وہ نہیں کریں گے۔ انہیں الجاس صاحب کو لازماً انداز کرنا ہے تاکہ ان سے معلومات حاصل کر سکیں۔“..... آفندی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس طرح باتیں کرتے ہے کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے فون کی لھنٹنگ اٹھی تو آفندی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیں۔“..... آفندی نے کہا۔

”کرافورڈ بول رہا ہوں جتاب۔“..... دوسری طرف سے کرافورڈ کی آواز سنائی دی۔

”کوئی خاص بات۔“..... آفندی نے چونک کر کہا۔

”اس ایکریمین عورت ہاں کی کو ٹریس کر لیا گیا ہے۔ یہ اپنے اصل نام اور اصل جلیسے میں یہاں آئی ہے اور یہاں اس کی آمد و رفت دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ یہ عورت کسی بزنس کو سیکھ کرنے کی کوشش کر رہی ہے اس لئے یہاں اپورٹ ایکسپورٹ کے بزنس کے افراد سے وہ ملاقاتیں کر رہی ہے۔“..... کرافورڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ اس کی کارروائیاں ایسی نہیں ہیں کہ وہ اس اہم مسئلے پر کام کرے لیکن وہ امجدت ہے۔ اس کا بزنس سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔“..... آفندی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اسے مزید چیک کر لیتے ہیں۔“..... کرافورڈ نے آفندی کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ابھی مزید چیکنگ کرو۔ اتنی جلدی نتیجہ نکالنا درست نہ ہو گا۔“..... آفندی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے جتاب۔ حکم کی تعمیل ہو گی۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو آفندی نے بھی طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

کار تیزی سے ہوٹل گرینڈ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیورنگ سیٹ پر صدر تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر کیپشن ٹکلیں بیٹھا ہوا تھا۔ ان دونوں نے ڈارک براؤن گلر کے سوت پہنے ہوئے تھے۔ ہوٹل گرینڈ کو تاریکی کے وقہ کی رہائش کے لئے منتخب کیا گیا تھا اور اسے مکمل طور پر خالی کرا لیا گیا تھا۔ ہوٹل کے عملے کو رخصت دے دی گئی تھی اور اب اس ہوٹل پر ملٹری انسپلی جس کا مکمل قبضہ تھا۔ یہاں کچھ میں سے لے کر سوپر سک سب کا تعلق کسی نہ کسی انداز میں ملٹری انسپلی جس کے ساتھ تھا۔ دو منزلہ ہوٹل کی چھت پر بھی کمائڈوز تعینات تھے اور پورے ہوٹل میں مسلخ کمائڈوز اس انداز میں گھوم پھر رہے تھے جیسے کسی بھی وقت وہمن کے جملے کا یقینی خطرہ موجود ہو۔

ہوٹل کا کمپاؤنڈ گیٹ بند تھا اور اس کمپاؤنڈ گیٹ سے کافی فاصلے پر ایک چیک پوسٹ بنی ہوئی تھی جہاں ہوٹل میں جانے والی کاروں کو باقاعدہ سیکورٹی مشینری کے ذریعے سختی سے چیک کیا جاتا تھا۔ صدر کو چونکہ اس چیک پوسٹ کے بارے میں تفصیلی کا علم تھا اس لئے اس نے چیک پوسٹ کے احاطے میں کار کو سوڑ کر روکا اور پھر وہ کیپشن ٹکلیں سمیت باہر آ گیا۔ ایک طرف دو کمرے بننے ہوئے تھے۔ وہ دونوں ایک کمرے کی طرف بڑھ گئے جس کے باہر دو مسلح کمائڈوز موجود تھے۔

”ہمارے پاس مشین پٹلو ہیں اور ان کا اجازت نامہ بھی موجود ہے۔۔۔ صدر نے ان مسلح کمائڈوز سے کہا۔

”اجازت نامہ اور مشین پٹلو ہمیں دے دیں اور خود کمرہ نمبر ایک میں پہنچ جائیں۔ اس دوران یہ چیک ہو جائیں گے۔۔۔ ان میں سے ایک نے کہا تو صدر اور کیپشن ٹکلیں دونوں نے جیبوں سے مشین پٹلو نکال کر کمائڈوز کے حوالے کر دیئے جبکہ دونوں نے ان کے اجازت نامے بھی انہیں دے دیئے اور خود وہ کمرہ نمبر ایک میں داخل ہو گئے جہاں چیکنگ مشینری موجود تھی جو انسانی جسم کا ایک ایک روائی چیک کرتی تھی۔ چار مختلف مشینوں سے چیک ہونے کے بعد انہیں ایک سرخ رنگ کا کارڈ دیا گیا۔

”یہ آپ کا شناخت نامہ ہے جناب۔۔۔ ایک آدمی نے کہا تو صدر اور کیپشن ٹکلیں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر وہ کمرہ نمبر موجود ہو۔

ایک سے نکل کر ساتھ دالے کمرے میں داخل ہو گئے۔ وہاں ان کا باقاعدہ استقبال کیا گیا۔

”آپ کا تعلق پیش پولیس سے ہے جناب“..... ایک آدمی نے پوچھا۔

”جی ہاں“..... صدر نے جواب دیا۔

”آپ کو وفد کے ساتھ رہنا ہو گا۔ آپ کی ڈیلوٹی وند میں شریک جناب العباس صاحب کی خصوصی حفاظت ہے۔ آپ کی کار ان کی کار کے ساتھ ساتھ رہے گی۔ آپ کو خصوصی بلٹ پروف اور بیم پروف کار دی جائے گی“..... اس آدمی نے سرخ رنگ کے کارڈ پر خصوصی مہریں لگاتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں پاہر آگئے۔

وہاں انہیں ان کے مشین پسلو و اپس کر دیئے گئے اور اجازت نامہ بھی۔ اس دوران ان کی کار کی چیکنگ بھی مکمل ہو چکی تھی اور چند لمحوں بعد وہ دونوں کار میں بیٹھے کپاڈ فٹ گیٹ پر پہنچے۔ وہاں سرخ رنگ کا کارڈ دیکھتے ہی پھاٹک کھول دیا گیا اور صدر نے کار آگئے بڑھا دی اور پھر ایک سائیڈ پر موجود پارسکنگ میں لے جا کر اس نے کار روکی اور پیچے اتر کر وہ دونوں ہوٹل کے میں گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ پورے ہوٹل کا راؤنڈ لگا کر اپنے لئے خصوصی کمرے میں آگئے۔

”کیا انتظام ہے کیپشن ٹکلیل“..... صدر نے کرسی پر بیٹھنے ہوئے کہا۔

”اے ون۔ میرا خیال ہے کہ اس سے زیادہ سیکورٹی کا سوچا بھی نہیں جا سکتا“..... کیپشن ٹکلیل نے بھی کرسی پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔

”مسئلہ یہ ہے کہ اگر العباس صاحب کو انغو کیا جائے گا تو کیسے۔ اس سیکورٹی پلان میں کہاں کمزوری ہے۔ یہ بات ہم نے سوچتی ہے“..... کیپشن ٹکلیل نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔

”لیکن مجھے تو اس سارے سسٹم میں کوئی کمزور پہلو نظر نہیں آ رہا۔ بلکہ پروف، بیم پروف گاڑیوں کا اسکوارڈ، آگے پیچے اور سائیڈوں میں مسلح کمانڈوز، اوپر فضا میں جنگی ہیلی کاپڑز کی مثلث پرواز اور جن راستوں سے یہ قافلہ گزرے گا ان کی سائیڈ روڈز پہلے سے ہی بند کر دی جائیں گی۔ اس کے بعد تم بتاؤ کہ کیا انغو کرنے والے قوم جنات میں سے ہوں گے یا ان کے پاس سیکھانی ثوپیاں ہوں گی کہ وہ کسی کونظر آئے بغیر العباس صاحب کو ڈبیہ میں بند کر کے لے اڑیں گے“..... صدر نے کہا تو کیپشن ٹکلیل بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم عمران صاحب کو فون کر کے انہیں یہ سارا سیکورٹی پلان بتاؤ۔ وہ تمہیں ایک نہیں دس کمزور پہلو بتا دیں گے اور وہی نہیں تو دو چار تو میں بھی بتا ہی سکتا ہوں“..... کیپشن ٹکلیل نے کہا تو صدر بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا تم سمجھدہ ہو یا مذاق کر رہے ہو“..... صدر نے کہا۔

”میں سمجھدہ ہوں صدر۔ ایسے معاملات میں سمجھدگی ضروری ہوتی ہے۔۔۔ کیپن شکل نے کہا۔

”چلو تم بتاؤ کیا کمزور چہلو ہیں اس پلان میں“۔۔۔ صدر نے کہا۔

”یہ سارا پلان یہ سوچ کر بنایا گیا ہے کہ العباس صاحب کو پتلی کی طرح پلان کے مطابق کام کرتے رہیں گے جبکہ مجھے معلوم ہے کہ ایسے لوگ جو کسی بڑی تنظیم کے سربراہ ہوں کٹ پتلی بننے سے انکار کر دیتے ہیں اور اپنی مرغی سے ادھر ادھر آتے جاتے رہتے ہیں اس لئے کسی بھی وقت یہ پلان خراب کیا جا سکتا ہے اور ان حالات میں کچھ بھی ہو سکتا ہے۔۔۔ کیپن شکل نے کہا۔

”تمہاری یہ بات نظریاتی طور پر تو درست ہے لیکن عملی طور پر نہیں کیونکہ العباس صاحب کو بھی احساس ہے کہ وہ یہودیوں کا مارگٹ ہیں اس لئے وہ ایسی حرکت نہیں کر سکتے“۔۔۔ صدر نے جواب دیا۔

”اب دوسرا پواسٹ سنو۔ پاکیشا آتے ہوئے اور پاکیشا سے واپس جاتے ہوئے طیارے کو ہائی جیک کیا جا سکتا ہے۔ پائلٹ یا کریو کے کسی آدمی کے روپ میں یا کسی کو خرید کر یہ کام آسانی سے کیا جا سکتا ہے۔۔۔ کیپن شکل نے کہا۔

”ہاں۔ ایسا ممکن ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اس بارے میں بھی سوچ لیا گیا اور ہر لحاظ سے سخت چینگ کی جائے گی۔۔۔“

صدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”چلو چھوڑو۔ ہم خواہ مخواہ اس قدر سمجھدہ ہو رہے ہیں۔ تمہاری بات درست ہے۔ موجود سیکورٹی پلان واقعی فول پروف ہے۔ اب بتاؤ کہ العباس صاحب کب آ رہے ہیں“۔۔۔ کیپن شکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آج شام پانچ بجے ان کا خصوصی طیارہ پاکیشا ایئر پورٹ پر لینڈ کرے گا۔ اب سے دو گھنٹے بعد“۔۔۔ صدر نے کلامی پر موجود گھٹری کو دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کیپن شکل کوئی جواب دیتا پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی نج اٹھی۔

”کس نے یہاں فون کیا ہو گا“۔۔۔ صدر نے فون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ کیپن شکل کی آنکھوں میں بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”ہیلو“۔۔۔ صدر نے رسیوز اٹھا کر کہا۔

”تارکی سیکرٹ سروس کے جناب آفندی صاحب آپ سے ملاقات چاہتے ہیں۔ کیا انہیں آپ کے کمرے میں بھجوادیا جائے“۔۔۔ دوسرا طرف سے کہا گیا۔

”بھجوادیں“۔۔۔ صدر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”کون تھا“۔۔۔ کیپن شکل نے پوچھا۔

”کوئی آفندی صاحب ہیں۔ تارکی سیکرٹ سروس کے رکن ہیں“۔۔۔ صدر نے جواب دیا اور پھر چند منٹ بعد دروازے پر

وستک ہوئی تو صدر نے اٹھ کر دروازہ کھول دیا۔ سامنے ایک لبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی کھڑا تھا۔ اس نے سوت پہننا ہوا تھا۔ ”میرا نام آندی ہے اور میرا تعلق تاریکی سینکرٹ سروس سے ہے۔۔۔۔۔ اس آدمی نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے اپنا تعارف کرایا۔

”میرا نام سعید ہے اور یہ میرا ساتھی ہے شکیل۔ ہمارا تعلق پاکیشیا کی پیشل پولیس سے ہے۔۔۔۔۔ صدر نے اپنا اور کیپٹن شکیل کا تعارف کرتے ہوئے کہا تو آندی بے اختیار بھس پڑا۔

” عمران صاحب کا تعلق بھی پیشل پولیس سے ہے۔۔۔۔۔ آندی نے کسی پر بیٹھتے ہوئے مکرا کر کہا تو صدر اور کیپٹن شکیل دونوں چونک پڑے۔

” آپ عمران صاحب کو جانتے ہیں۔۔۔۔۔ صدر نے کہا۔ ” انہیں کون نہیں جانتا صاحب۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ اپنا تعلق سینکرٹ سروس سے ظاہر نہیں کیا کرتے کیونکہ آپ کے چیف کا یہی حکم ہے لیکن عمران صاحب میرے بڑے ابھجھے دوست ہیں اور کبھی کبھار ان سے ملاقات ہوتی ہے تو بڑا لطف آتا ہے۔۔۔ آندی نے کہا جبکہ اس دوران صدر نے ریفریجریٹر میں سے جوں کا ایک ذبہ نکال کر آندی کے سامنے رکھ دیا۔

” کیا آپ یہاں تاریکی کے دند کی سینکورٹی کے لئے آئے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔ صدر نے کہا۔

” نہیں جناب۔ صرف العباس صاحب کی سینکورٹی کے لئے کیونکہ اسی وقت وہی ہائی ٹارگٹ ہیں۔ مجھے جب معلوم ہوا کہ پیشل پولیس کے دو خاص ہائی ٹارگٹ میں شامل ہیں تو میں مجھے گیا کہ آپ کا تعلق دراصل کس سے ہے کیونکہ عمران صاحب نے ایک بار مجھے بتایا تھا کہ وہ ایک جنسی کی صورت میں پیشل پولیس کا کارڈ استعمال کرتے ہیں۔۔۔۔۔ آندی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

” آندی صاحب۔ آپ نے سینکورٹی پلان دیکھا ہے۔۔۔۔۔ اچانک کیپٹن شکیل نے بات کرتے ہوئے کہا۔

” ہاں مشر شکیل۔ نہ صرف دیکھا ہے بلکہ بڑے غور سے دیکھا ہے۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔ آندی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

” العباس صاحب کی حفاظت کے لئے سب لوگ ضرورت سے زیادہ تھاٹ نظر آ رہے ہیں اور ہم پیشل پولیس والے۔ آپ تاریکی سینکرٹ سروس سے متعلق ہیں۔ ہمارے علاوہ بے شمار ملٹری کمانڈوز۔ یہ اس قدر حساس مسئلہ کیوں بتا دیا گیا ہے۔ اب کیا یہودی مافوق الفطرت تو نہیں ہیں۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا تو آندی بے اختیار بھس پڑا۔

” آپ کی سوچ درست ہے لیکن آپ یہ تو دیکھئے کہ العباس صاحب یہودیوں کے لئے کس قدر اہمیت رکھتے ہیں اور وہ شاید جملہ بار اس طرح اوپن پاکیشیا میں ایک میٹنگ میں شریک ہو رہے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔ صدر نے کہا۔

ہیں تو ایسے پلان تو بنانے ہی پڑیں گے”..... آفندی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہم اب تک بھی سوچ رہے تھے کہ اس پلان میں کون سا سکتھر پہلو ہے لیکن کوئی واضح بات مجھے میں نہیں آ رہی،“..... صدر نے کہا۔

”آپ کے ملٹری ائیلی جنس کے چیف کتل شہزاد نے یہ سیکورٹی پلان تیار کیا ہے اور مجھے یہ پلان دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی ہے۔ یہ ہر لحاظ سے فول پروف ہے۔ اتنا اچھا پلان شاید ہم بھی نہ بنا سکتے“..... آفندی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بہر حال یہ قین روز تو ہمیں پل صراط پر گزارنے پڑیں گے۔ پاکیشیا کے لئے بہت بڑا امتحان ہے“..... صدر نے کہا۔

”عمران صاحب نہیں آئے آپ کے ساتھ“..... آفندی نے پوچھا۔

”نہیں۔ وہ اپنی مرضی کے مالک ہیں“..... صدر نے جواب دیا تو آفندی بے اختیار بہس پڑا۔

”وہ اگر ساتھ ہوتے تو مجھے سو فیصد کامیابی کا یقین ہوتا۔ وہ ایسی ہی ذہانت کے مالک ہیں“..... آفندی نے کہا۔

”آفندی صاحب۔ العباس صاحب تارکی میں رہتے ہیں تو وہاں کبھی کسی یہودی تنظیم نے ان پر حملہ نہیں کیا“..... صدر نے کہا۔

”وہاں سوائے چند ٹھاٹھوں لوگوں کے اور کسی کو معلوم ہی نہیں کہ العباس صاحب کہاں رہتے ہیں۔ ان کا اصل حلیہ کیا ہے کیونکہ سنا ہے کہ وہ اپنا ٹھکانہ اور میک اپ تیزی سے بدلتے رہتے ہیں۔ میری ناچب سربیا کا خیال ہے کہ ان کو یہاں اغوا کرنے کے لئے ایک یہودی لیڈی ایجنت جس کا نام ہاسکی ہے یہاں پہنچ چکی ہے کیونکہ ہاسکی کثر یہودی ہے اور کسی خفیہ تنظیم سے متعلق ہے۔ آفندی نے کہا تو صدر اور کیپٹن ٹکلیل دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

”کون ہے وہ“..... کیپٹن ٹکلیل نے چونک کر پوچھا۔

”ایک تارکی ہے جس کا نام ہاسکی ہے۔ اس کا تعلق ایکریمین ریاست پورٹ لینڈ سے ہے“..... آفندی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس پر کیسے شک پڑا وہ اس معاملے میں کس انداز میں ملوث ہے“..... صدر نے کہا۔

”صرف اس بناء پر کہ وہ کثر یہودوں ہے اور پاکیشیا میں ان دونوں دیکھی جا رہی ہے لیکن میں نے اس کی سخت نگرانی کرا رکھی ہے لیکن وہ اپورٹ ایکسپورٹ کے بہنس کے سلسلے میں کام کرتی ہے اور اب سربیا بھی مطمین ہو چکی ہے۔ دوسرا بات یہ کہ وہ اپنے اصل حلیے اور اصل نام سے یہاں آئی ہے۔ اگر اس کے دل میں کوئی چور ہوتا تو وہ لاحالہ اپنا حلیہ اور نام بدل کر یہاں کہا۔

آئی اس لئے ہم نے اسے کلیئر کر دیا ہے۔۔۔ آفنڈی نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ انٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”اب مجھے اجازت کیونکہ وفد کے آنے کا وقت تریب آ گیا ہے۔ میں نے اور میرے سینکشن نے اس کی تیاری بھی کرنی ہے۔۔۔ آفنڈی نے کہا اور پھر ان دونوں سے مصافحہ کر کے وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔

”ہم نے کیا تیاری کرنی ہے۔ بس چل پڑیں گے۔۔۔ صدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور سینکشن ٹکلیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

پاکیشیائی دارالحکومت کے وسیع و عریض بین الاقوامی ائر پورٹ پر خاصی گہما گہمی تھی۔ یہاں چونکہ ہر وقت غیر ملکی پروازیں لینڈ کرتی اور فلاٹی کرتی رہتی تھیں اس لئے یہاں چوبیس گھنٹے عورتوں اور مردوں کا ہجوم سانظر آتا تھا۔ یہی اسینڈ پر کاریں مسلسل آتی اور جاتی نظر آتی تھیں اور پرائیوریٹ کاروں کی کمی ہی نہ کی جاسکتی تھی۔ اس ائر پورٹ کا رقبہ اس قدر وسیع تھا کہ اس کا عقیقی حصہ ایک ایسے علاقے سے جا ملتا تھا جہاں ہر طرف کھیت پھیلے ہوئے تھے اور دور تک کوئی آبادی نظر نہ آتی تھی۔ البته وہاں درختوں کی خاصی تعداد موجود تھی۔ اس عقیقی علاقے سے کچھ قاحلے پر ایک دیہاتی انداز کے احاطے میں اس وقت ایک کار کے ساتھ دو بڑی بیچیں موجود تھیں۔ احاطے میں پانچ مسلح فوجی کمانڈوز موجود تھے۔

احاطے میں چار کمرے بھی ہئے ہوئے تھے جنہیں گودام کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا اور یہ چاروں کمرے بھوے سے بھرے ہوئے تھے۔ ان کمروں کے دروازے کھلے تھے کیونکہ یہ دروازے اس قدر خستہ ہو چکے تھے کہ پوری طرح بند نہ کئے جاسکتے تھے۔

”ایک کار آ رہی ہے اوھڑا“..... چھٹ پر موجود ایک کمانڈو نے اپنے ساتھی سے کہا۔

”میں بھی دیکھ رہا ہوں۔ یہ کیپٹن احسان کی کار ہے۔ اس مشن کے وہی چیف ہیں“..... دوسرے کمانڈو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ویسے میرے خیال میں جس نے بھی یہ پلان بنایا ہے اس نے حیرت انگیز ذہانت کا مظاہرہ کیا ہے“..... پہلے کمانڈو نے کہا۔ ”ہاں۔ کسی کا دھیان ہی اس طرف نہیں جا سکتا۔ جو لوگ مختلف ہوں گے وہ ایئر پورٹ پر ہی انتظار کرتے رہ جائیں گے۔“ دوسرے کمانڈو نے کہا اور پھر وہ دونوں اس وقت خاموش ہو گئے۔ جب کار احاطے کے پھاٹک کو کراس کرتی ہوئی اندر داخل ہوئی اور پھر وہ ایک جگہ رک گئی۔ کار سے ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی باہر آیا۔

”جب یہاں اکٹھے ہو جاؤ“..... کار میں آنے والے نے اوپنی آواز مگر تھکمانہ لیجے میں کہا تو احاطے میں موجود پانچ کمانڈوز اس کے سامنے اکٹھے ہو گئے جبکہ چھٹ پر موجود دو کمانڈوز بھی سایہ

سینٹی کے ذریعے پیچے اتر آئے۔

”ہم اس وقت انتہائی خطرناک ماحول میں موجود ہیں۔ تارکی کا وفد ایک خصوصی جہاز کے ذریعے ہیں منٹ بعد پاکیشیا پہنچنے والا ہے۔ اس وفد میں ایک صاحب جن کا نام العباس ہے ہاتھ ٹارگٹ ہیں۔ ہم نے انہیں پک کر کے ہوٹل گرینڈ پہنچانا ہے۔ چونکہ یہاں ایسے ایجنت موجود ہیں جو ہاتھ ٹارگٹ کو ٹارگٹ بنانے پر متھے ہوئے ہیں اس لئے ایئر پورٹ پر تارکی کے وفد اور العباس جب اتریں گے تو وہاں سے انہیں انتہائی سخت حفاظتی حصہ میں ہوٹل گرینڈ پہنچایا جائے گا لیکن اصل گیم جو یہی جارہی ہے وہ یہ ہے کہ جہاز نیکسی کرتا ہوا یہاں پیچے گا اور پھر عقبی طرف سے العباس کو پیچے اتار دیا جائے گا۔ میں وہاں جہاڑیوں میں موجود ہوں گا اور پھر میں انہیں ساتھ لے کر یہاں احاطے میں آؤں گا۔ ان کی نشانی یہ ہے کہ وہ سر سے گنجے ہیں اور انہوں نے لائن گرین سوت پہنچا ہوا ہو گا۔ جیسے ہی وہ پیچے اتریں گے جہاز اسی طرح نیکسی کرتا ہوا واپس اپنی مخصوص بیلٹ پر رک جائے گا اور وہاں وفد پیچے اترے گا جس میں فعلی العباس بھی ہوں گے۔ وہ بھی سر سے گنجے ہیں اور لائن گرین سوت پہنچے ہوئے ہیں۔ وفد کو سخت حفاظتی حصہ میں ہوٹل گرینڈ پہنچایا جائے گا جبکہ ہم اصل العباس صاحب کو کار میں اپنے ساتھ ملکری اٹھلی جنس کے بیڈ کوارٹر پہنچائیں گے جہاں سے وہ ملکری اٹھلی جنس کی حفاظت میں براہ راست مینگ بال میں پہنچ

جاں میں گے جبکہ دوسری طرف فتحی العباس ہوٹل گرینڈ میں اصل بن کر رہیں گے اور وند کے ساتھ مینٹک ہال میں پہنچیں گے جہاں انہیں علیحدہ کمرے میں رکھا جائے گا اور جب مینٹک ختم ہو گی تو اصل العباس صاحب واپس ملٹری ہیڈ کوارٹر پہنچ جائیں گے جبکہ نعلی العباس تارکی وند کے ساتھ واپس ہوٹل گرینڈ پہنچ جائیں گے۔ اس طرح اس پلان پر تین روز تک عمل کیا جائے گا اور پھر تین روز بعد اصل العباس صاحب کو جنگی ہیلی کاپڑ کے ذریعے ہماری ملک آران پہنچا دیا جائے گا جہاں سے وہ خاموشی سے خصوصی طیارے کے ذریعے واپس تارکی پہنچ کر اپنے اصل محلہ کانے پر پہنچ جائیں گے جس کا علم وہاں کسی کو بھی نہیں ہے۔..... آنے والے کیپٹن احسان نے تقریر کرنے والے انداز میں کہا۔

”سر۔ کیا یہاں سے انہیں ملٹری ہیلی کاپڑ کے ذریعے ملٹری ہیڈ کوارٹر پہنچایا جانا زیادہ بہتر نہ تھا۔“..... ایک کمانڈو نے کہا۔

”نہیں۔ ہیلی کاپڑ کے ادھر آنے کو مارک کر لیا جاتا جبکہ کاریں اس طرف آتی جاتی رہتی ہیں اس لئے انہیں خصوصی طور پر مارک نہیں کیا جاسکتا۔“..... کیپٹن احسان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اور کوئی سوال۔“..... کیپٹن احسان نے کہا۔
”تو اب سنو۔ میری کار خالی واپس جائے گی۔ صرف ڈرائیور اس میں موجود ہو گا اور یہ سڑک پر پہنچ کر ہم سے علیحدہ ہو کر آگے

بڑھے گی جبکہ دوسری جو بلٹ پروف اور ہم پروف ہے اس میں العباس صاحب کے ساتھ میں موجود ہوں گا جبکہ آگے پیچے دو چیزوں ہوں گی جن میں آپ کمانڈو ز موجود ہوں گے لیکن کسی نے نہ سائز بھانا ہے اور نہ ہی ایکر جنپی لائش جانا ہیں تاکہ یہ معلوم نہ ہو سکے کہ یہ وی آئی پی موؤمنٹ ہے۔ سب لوگ اسے عام موؤمنٹ ہی سمجھتے رہیں۔ آپ سب سمجھ گئے ہیں۔“..... کیپٹن احسان نے کہا۔

”جو کمانڈو ز چھت پر موجود ہیں انہیں بے حد چوکنا اور محتاط رہنا ہو گا کیونکہ وہ اس جگہ کی نشاندہی کر سکتے ہیں جہاں العباس صاحب کو اتارا جائے گا اور میں انہیں ساتھ لے کر یہاں آؤں گا۔ جب تک ہم یہاں نہ پہنچ جائیں وہ دونوں محتاط رہیں گے کیونکہ کسی بھی وقت کچھ بھی ہو سکتا ہے اور ہم ایک فیصد رسک بھی نہیں لے سکتے۔“..... کیپٹن احسان نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”تم دونوں واپس چھت پر جاؤ اور بے حد محتاط رہنا۔ کسی بھی گزبر کی صورت میں تمہیں گولی چلاتے کی اجازت ہو گی لیکن تم نے ہاتھ ٹارگٹ کو ہر صورت میں بچانا ہے۔“..... کیپٹن احسان نے ان دونوں کمانڈو ز سے مخاطب ہو کر کہا جو چھت سے سیرھی کے ذریعے نیچے آئے تھے۔

”لیں کیپٹن۔“..... دونوں نے کہا اور مڑ کر دوبارہ سیرھی کے

ذریعے چھت پر پہنچ گئے اور پھر اوپر بنی ہوئی چھوٹی چھوٹی دیوار کے پیچے لیٹ کر انہوں نے مشین گنوں کی نالوں کا رخ ایئر پورٹ کی طرف کر دیا اور نظریں جمادیں۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد انہیں تارکی کا مخصوص طیارہ فضا میں نظر آنے لگ گیا جو ٹیکسی کرنے کے لئے چکر لگا رہا تھا۔ اس پر تارکی کا قومی جھنڈا موجود تھا۔ پھر طیارہ سائیڈ رن وے پر اتر گیا اور ٹیکسی کرتا ہوا وہ عقبی طرف آنے لگا اور عقبی طرف پہنچ کر وہ گھوم کر سیدھا ہوا اور اس کا رخ ایئر پورٹ ٹرینل کی طرف ہوا جبکہ عقبی حصہ ان کی طرف تھا۔ اسی لمحے انہوں نے طیارے کے عقبی حصے سے ایک لبے قدم اور ورزشی جسم کے آدمی کو تیزی سے پیچے اترتے ہوئے دیکھا۔ وہ سر سے گنجانے لگا۔ اسی لمحے اچانک دور سے ٹھینگر کی تیز آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ایک جھاڑی کی اوت سے کیپشن احسان اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ جہاں اب آہستہ آہستہ ٹیکسی کرتا ہوا ایئر پورٹ کی طرف جا رہا تھا۔ دونوں نے ہاتھ ملایا اور پھر وہ تیزی سے کھیت کے درمیان چلتے ہوئے احاطے کے پھانک میں داخل ہو گئے۔

”سر۔ آپ کار میں بیٹھ جائیں“..... کیپشن احسان نے سامنے موجود کار کا عقبی دروازہ خود کھولتے ہوئے ساتھ آنے والے آدمی جو متناسع نامی بین الاقوامی خفیہ تنظیم کا سربراہ تھا، سے انہیاں مود پاشہ لمحے میں کہا۔

”میں فوراً یہاں سے نکلا ہو گا“..... العباس نے کار کی عقبی

سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”لیں سر۔۔۔۔۔ ڈاکٹر احسان نے کار کا دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔ اس دوران وہاں موجود پائچے کمانڈوز بھی جو ادھر ادھر آڑ لئے ہوئے تھے تیزی سے نکل کر سامنے آگئے جبکہ چھت پر موجود دونوں کمانڈوز بھی تیزی سے سائینڈ سٹریٹی سے پیچے اترے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ جا کھڑے ہوئے۔

”سب لوگ محاط رہیں اور ہر دم تیار رہیں“..... کیپشن احسان نے ڈرائیور نگ سیٹ کی طرف بڑھتے ہوئے اوپری آواز میں کہا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا تقدیرہ ختم ہوتا شک شک کی تیز آوازیں ابھریں اور اس کے ساتھ ہی ماحول انسانی چیزوں سے گونج اٹھا۔

صادر اور کیپٹن شکیل دلوں ایئر پورٹ کی اس جگہ پر موجود تھے جہاں طیارے نے ٹیکسی کرنے کے بعد رکنا تھا۔ وہ طیارہ جس میں تارکی کا وفد آ رہا تھا اور اس طیارے سے متاع کے سربراہ العباس بھی پہلی بار پا کیشیا آ رہے تھے۔ صادر اور کیپٹن شکیل کے ساتھ ملٹری ائیلی جس کے دس افراد بھی موجود تھے جبکہ کچھ فاصلے پر پاکیشیا کے اعلیٰ حکام موجود تھے جو تارکی وفد اور العباس کے استقبال کے لئے خصوصی طور پر یہاں موجود تھے۔ طیارہ اب فضا میں نظر آنے لگا تھا اس لئے سب کی نظریں اس پر اس طرح جمی ہوئی تھیں جیسے لوہا مقناطیس سے چپک جاتا ہے۔ ایئر پورٹ پر ہر طرف مسلح کمانڈوز پہلے ہوئے تھے حتیٰ کہ عمارت کی چھت پر بھی مسلح کمانڈوز موجود تھے لیکن یہ تمام اقدامات ایئر پورٹ کے ٹریننگ اور اس جگہ تک موجود تھے جہاں طیارے نے ٹیکسی کرنے کے بعد آ

کر رکنا تھا۔ باقی ایئر پورٹ کا عقبی حصہ مکمل ویران تھا۔ وہاں کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔

”ایئر پورٹ کے عقبی حصے میں بھی کمانڈوز تعیبات ہونے چاہئیں تھے“..... صادر نے کہا۔

”اس کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ طیارہ بلکہ پروف اور بم پروف ہے اور اس نے یہاں آ کر رکنا ہے“..... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

”تمہیں ایک اہم اور ثاپ سیکرٹ بات بتاؤں“..... ساتھ کھڑے ملٹری ائیلی جس کے کیپٹن احمد رضا نے صادر کے کان کے قریب سرگوشی کرتے ہوئے کہا تو صادر جونک پڑا۔

”کیا کوئی بات ہم سے بھی چھپائی گئی ہے“..... صادر کے لمحے میں قدرے ناگواری کا عنصر نہایاں تھا۔

”ہاں۔ ملٹری ائیلی جس کے چیف کریل شہباز شاہ جنہیں عام طور پر کریل شاہ کہا جاتا ہے، نے انتہائی خفیہ منصوبہ بنایا ہے جس کا علم صرف ملٹری ائیلی جس کے چند افراد کو ہے اور جسے سب سے حتیٰ کہ اعلیٰ حکام تک سے چھپایا گیا ہے“..... کیپٹن احمد رضا نے کہا۔

”کیا ہے وہ منصوبہ“..... صادر نے پوچھا۔ ان کے درمیان باقیں ہو رہی تھیں لیکن ان سب کی نظریں آسمان پر اترنے کے لئے چکر لگاتے ہوئے طیارے پر جمی ہوئی تھیں۔

”اس طیارے میں دو العباس آ رہے ہیں اور دونوں دیکھنے میں

ایک جیسے ہیں لیکن ان میں ایک نقلی ہے اور ایک اصلی ہے۔ طیارہ نیکی کرتے ہوئے جب عقبی طرف پہنچ گا تو دیاں نقلی العباس اتر کر چلا جائے گا جس کا استقبال ملٹری ائمیلی جس کا ایک کیپٹن احسان کرے گا جبکہ اس کے ساتھی دہاں ایک احاطے میں موجود ہیں تاکہ اگر یہودی ایجنسیوں نے عقبی طرف کوئی پلانگ بنارکھی ہو تو وہ بھی نوٹ کی جاسکے جبکہ اصل العباس یہاں آ کر اترے گا اور کہا بھی مہیں جائے گا کہ پہلے اترنے والا اصلی العباس ہے حالانکہ وہ نقلی ہو گا۔ اس طرح معاملات مشکوک ہو جائیں گے اور یہودی ایجنسی پلانگ پر عمل نہ کر سکیں گے۔ کیپٹن احمد رضا نے کہا۔ ”یہ تو انتہائی احتمانہ منصوبہ ہے۔ لیکن تمہیں کیسے اس کا پتہ چلا؟“ صدر نے حیرت بھرے لمحے میں پوچھا۔

”اس کا سیکورٹی انچارج ملٹری ائمیلی جس کا کرفل شفقت ہے۔ وہ میراثتے دار ہے۔ اس نے مجھے بتایا ہے۔“ کیپٹن احمد رضا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے طیارہ دور ران وے پر اتر گیا اور نیکی کرتا ہوا اس جگہ کی طرف بڑھنے لگا جدھر سب لوگ موجود تھے۔ طیارے کے آگے راستہ بتانے والی جیپ جس پر فالومی لکھا ہوا تھا، آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔

”کوئی اڑا تو نہیں ہے۔ طیارہ تو مسلسل چلتا ہوا آ رہا ہے۔“ صدر نے کہا۔

”جیسے ہی وہ مڑا ہو گا نقلی العباس کو اتار دیا گیا ہو گا۔ طیارے

کے سامنے ہونے کی وجہ سے وہ ہمیں تو کیا ران وے پر موجود کمانڈوز کو بھی نہیں نظر آئے گا۔“ کیپٹن احمد رضا نے کہا تو صدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ طیارہ آہستہ آہستہ فالومی جیپ کا پیچھا کرتا ہوا اس طرف آ رہا تھا جہاں اعلیٰ حکام موجود تھے۔ پھر جب طیارہ اپنے رکنے کی جگہ پر پہنچا تو فالومی جیپ تیزی سے گھوم کر بیگنگ کی طرف بڑھ گئی جبکہ اعلیٰ حکام چار بڑی بلٹ پروف اور بم پروف کاروں میں سوار تیزی سے پچھے دور کھڑے طیارے کی طرف بڑھنے لگے۔ ان کے دائیں باکیں کمانڈوز کی جیپیں تھیں۔ چاروں کاریں طیارے کے عقب میں جا کر رک گئیں اور اعلیٰ حکام تیچے اترے تو عقبی حصے سے سیرھی نیچے لگائی گئی اور پھر دو مسلح کمانڈوز جن کا تعلق پاکیشی سے تھا باہر آئے اور تیزی سے سیرھی اتر کر سایید پر الرٹ حالت میں کھڑے ہو گئے۔ اس کے بعد لائٹ گرین سوت پہنے سر سے گھنچے العباس صاحب شہودار ہوئے اور انہیں دیکھ کر سب مزید الرٹ ہو گئے۔ وہ مسکراتے ہوئے سیرھی اتر کر نیچے آئے تو اعلیٰ حکام نے آگے بڑھ کر ان کا استقبال کیا اور انہیں کار کی عقبی سیٹ پر بٹھا دیا گیا۔ اس کے بعد چھو افراد جن میں دو عورتیں تھیں سیرھی اتر کر نیچے آئیں اور اعلیٰ حکام سے ملنے کے بعد وہ بھی کاروں میں بیٹھ گئیں جبکہ اعلیٰ حکام جن کی تعداد چار تھی وہ بھی ایک بڑی کار میں سوار ہو گئے اور پھر یہ قافلہ تیزی سے چلتا ہوا ایئر پورٹ کے ایک علیحدہ راستے کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں

ہر طرف مسلح کمانڈوز موجود تھے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے کاروں کا یہ
قابلہ گیٹ کراس کر کے صدر اور کپیٹن شکلیں دونوں کی نظروں سے
اوچل ہو گیا تو ٹرینٹ سے ہارن کی آواز شائی دینے لگی جس کا
مطلوب تھا کہ کپیٹن ٹاسک ختم ہو گیا ہے اور اب وہاں معاملات کو
تاریخ کر دیا جائے گا۔

”آؤ کپیٹن۔ ہم بھی چلیں“..... صدر نے ایک طویل سانس
لیتے ہوئے کہا۔

”ہمیں بھی تو ہوٹل گرینڈ جانا ہے جہاں یہ قابلہ گیا ہے“۔ کپیٹن
شکلیں نے کہا۔

”ہاں۔ ہمیں بھی تین روز تک ہوٹل گرینڈ میں ہی رہنا ہو
گا“..... صدر نے جواب دیا اور پھر وہ دونوں مڑ کر پارکنگ میں
موجود اپنی کار کی طرف بڑھ گئے۔ راستے میں جب صدر نے کپیٹن
احمد رضا کی بتائی ہوئی بات کپیٹن شکلیں کو بتائی تو وہ بے اختیار اچھل
پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ تو بہت غلط کام ہوا ہے۔ یہ تو انتہائی احتقان
فیصلہ ہے۔ اگر وہاں یہودی ایجنسیوں کا خطرہ تھا تو وہاں کمانڈوز
تعینات کئے جاسکتے تھے۔ پھر نہ وہاں کسی نقلی العباس کو لے جایا
جاتا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہاں اصلی العباس کو اتارا گیا ہو اور نقلی
کو یہاں سب کے مابین لایا گیا ہو“..... کپیٹن شکلیں نے کہا۔
”اوہ۔ اوہ۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ ہمیں

پہلے وہاں جانا چاہئے تاکہ ہم معاملات کو چیک کر سکیں“..... صدر
نے کہا۔

”کیا تمہیں اس جگہ اور وہاں جانے والے راستے کا علم
ہے“..... کپیٹن شکلیں نے چونک کر پوچھا۔

”ہاں۔ میں نے دور دور تک ریکارڈ کی ہوئی ہے“..... صدر نے
کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے گاڑی کو باسیں ہاتھ پر موڑ دیا۔
تحوڑی دیر بعد وہ ایک کچی سڑک پر پہنچ کر تیزی سے آگے بڑھتے
چلے گئے۔ ایئر پورٹ کی حدود ان کے باسیں ہاتھ پر تھی۔ تھوڑی
دیر بعد وہ ایئر پورٹ کی حدود کراس کر کے آگے بڑھے جہاں اونچی
جھاڑیوں کی کثرت تھی۔ دور سے ایک احاطہ انہیں نظر آ رہا تھا جس
کا بڑا پھاٹک کھلا ہوا تھا۔ اس احاطے کے علاوہ وہاں دور دور تک
اور کوئی عمارت نہ تھی بلکہ دور تک اونچی جھاڑیاں پہلی ہوئی
دکھائی دے رہی تھیں۔ صدر نے گاڑی کا رخ احاطے کی طرف کر
دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ جیسے ہی احاطے کے کھلے ہوئے پھاٹک کے
سامنے پہنچ گیا تو صدر نے لکھت پوری قوت سے بریک لگائی اور ناٹر
اس اچاٹک اور فل بریک لگنے سے چیخ اٹھے۔ انہیں سامنے سات
آٹھ افراد زمین پر پڑے ہوئے نظر آ رہے تھے اور وہاں ہر طرف
خون پھیلایا ہوا تھا۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہاں کیا ہوا ہے“..... کپیٹن شکلیں نے بھی قدرے
چیختے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں ہی اضطراری انداز میں کار سے اترے

کر احاطے کے اندر کی طرف دوڑنے لگے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اپنی تربیت کی وجہ سے وہ بے حد چوکنا بھی نظر آ رہے تھے۔

”یہ تو ملٹری ائمیں جنس کا کیپٹن احسان ہے۔ میں اسے جانتا ہوں اور یہ سب مسلح لوگ ہیں۔ دیری بیڈ۔ یہاں کاروں اور جیپوں کے ٹاروں کے بھی نشانات ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ یہاں کوئی بہت خوفناک واردات ہوئی ہے۔“..... صدر نے کہا جبکہ کیپٹن شکیل ان کمروں کی طرف بڑھا جن کے دروازے کھلے ہوئے تھے۔ اس نے ایک کمرے کے اندر جا کر دیکھا اور پھر باہر آ گیا۔

”یہاں بھوے کے ڈھیر ہیں اور ان ڈھیروں کا انداز بتا رہا ہے کہ یہاں کچھ لوگ چھپے رہے ہیں۔“..... کیپٹن شکیل نے واپس آ کر کہا۔

”تمام لاشوں کو لگنے والی گولیوں کا رخ بتا رہا ہے کہ اس گودام سے گولیاں ماری گئی ہیں اور ان سب کی طرف پشت ٹھی اور گولیاں چلانے والے تربیت یافتہ نشانہ باز تھے۔ ان کے نشانے بالکل درست رہے ہیں اور گولیاں سیدھی پشت میں داخل ہو کر دل میں اتر گئی ہیں۔“..... صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے سیل فون نکلا اور اس کے ٹھنپ پر لیں کر دیے۔ اس نے اسے محفوظ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیے۔

”کے فون کر رہے ہو۔“..... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

”ملٹری ائمیں جنس کے چیف کرمل شاہ کو۔“..... صدر نے جواب دیا۔

”لیں۔ کرمل شاہ بول رہا ہوں۔“..... اسی لمحے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”کرمل صاحب۔ میں پیش پولیس کا صدر بول رہا ہوں۔ آپ کو میرے اور میرے ساتھی کیپٹن شکیل کے بارے میں بریف کیا گیا تھا۔“..... صدر نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ لیں فرمائیے۔ کیوں فون کیا ہے۔“..... دوسری طرف نے اس بار چونک کر کہا گیا۔

”ایک پورٹ کے عقیبی علاقے میں ایک احاطے میں آپ کے کیپٹن احسان کے ساتھ سات مزید کمانڈوز کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ کیپٹن احسان کو میں جانتا اور پہچانتا ہوں اس لئے میں آپ کو برلا راست فون کیا ہے۔“..... صدر نے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ اوہ۔ دیری بیڈ۔ میں خود آ رہا ہوں وہاں۔“..... دوسری طرف سے انہائی بوکھلائے ہوئے لجھے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو صدر نے فون آف کر کے اسے دوبارہ آن کیا اور پھر ایک بار پھر تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیے۔

”اب کہاں کال کر رہے ہو۔“..... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لجھے میں کہا۔

”چیف کو، کیونکہ مجھے شبہ ہے کہ اصل العیاس کو یہاں لے آیا گیا اور اسے انغو کر لیا گیا ہے۔ اگر نقلی یہاں آتا تو اس کے لئے

اس قدر خفیہ کارروائی نہ کی جاتی،..... صدر نے نمبر پر لیں کرتے ہوئے کہا۔

”ایکسٹو“..... رابطہ ہوتے ہی چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”صدر بول رہا ہوں جناب۔ ایئر پورٹ کے عقیقی علاقے سے۔“
صدر نے موادانہ لمحے میں کہا اور پھر اس نے کیپٹن احمد رضا کی بتائی ہوئی ساری بات دوہرا دی۔ اس کے بعد اس نے ایئر پورٹ کے عقیقی طرف احاطے میں لاشوں کے بارے میں تفصیل بتا دی اور یہ بھی بتا دیا کہ اس نے مشری اٹیلی جنس کے چیف کو بھی فون کر دیا اور وہ خود یہاں آرہے ہیں۔

”کرمل شاہ نے اگر یہ پلانگ کی ہے تو انتہائی احتمالہ پلانگ کی ہے اور پلانگ بتا رہی ہے کہ یہاں اصل العباس کو لا یا گیا تھا۔ کیپٹن احمد رضا کو بھی غلط بتایا گیا ہے۔ ویری بید۔ اس کا مطلب ہے کہ حکومت کی انتہائی کوششوں کے باوجود کرمل شاہ کی غلط پلانگ کی وجہ سے اصل العباس یہودیوں کے ہاتھ لگ چکا ہے۔ جب کرمل شاہ یہاں آئے تو ان سے میری بات کرو،..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو صدر نے فون آف کر کے اسے جیپ میں ڈال لیا۔

”چیف بھی اسی نتیجے پر پہنچا ہے جس پر ہم پہنچے ہیں کہ یہ سب ڈارمہ ہی غلط تھا۔ یہاں اصل العباس کو لا یا گیا تھا،..... صدر نے کہا تو کیپٹن تکمیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

آفسری اور سربیا ایئر پورٹ پر موجود تھے۔ وہ وہاں موجود تھے جہاں پاکیشی اعلیٰ حکام کے ساتھ ساتھ تارکی کے پاکیشیا میں سفير بھی موجود تھے۔ آفسری چونکہ حکومت تارکی کی طرف سے العباس اور تارکی وفد کی حفاظت کے لئے پاکیشیا آیا تھا اس لئے آفسری اور سربیا نے یہاں پہنچنے کے بعد سب سے پہلے تارکی کے پاکیشیا میں سفير سے ملاقات کی تھی اور پھر ان کی وجہ سے وہ اپنے سیکشن کے چار افراد کے ساتھ ہوٹل گرینڈ پہنچے تھے جہاں تارکی وفد اور ان کے ساتھ آنے والے بین الاقوامی خفیہ میں متابع کے سربراہ العباس پاکیشیا پہنچ رہے تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ پاکیشیا حکومت نے بھی العباس اور تارکی وفد کی حفاظت کے لئے فوکل پروف انتظامات کے ہیں اور انہیں ان تمام انتظامات کی تفصیل کا بخوبی علم تھا اس لئے وہ اپنی جگہ پر مطمئن تھے کہ یہودی ایجنت العباس کے خلاف کسی

ہیلگرز کی طرف بڑھ گئی۔

”واقتی۔ تم درست کہہ رہی ہو۔ میری اپنی بھی سمجھی کیفیت ہے؟“..... آفندی نے جواب دیا۔ اسی لمحے اعلیٰ حکام کی چار کاریں تیزی سے طیارے کی طرف بڑھنے لگیں۔ ان کے دائیں باسیں مسلح کمانڈوز کی چیپیں تھیں۔ چونکہ طیارے کے عقبی حصے میں سڑھی لگائی گئی تھی اور کاریں بھی عقبی حصے میں ہی جا کر رکی تھیں اس لئے انہیں بن دو کاروں اور دو چیپیوں کے عقبی حصے ہی نظر آ رہے تھے۔ چند لمحوں بعد چاروں بلٹ پروف اور بم پروف کاریں تیزی سے چلتی ہوئی طیارے کے عقب سے نمودار ہو گئیں اور پھر تیزی سے ایک علیحدہ راستے کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس علیحدہ راستے سے گھوم کر نظروں سے غائب ہو گئیں اور اس کے ساتھ ہی ٹریننگ سے سامنے گئے۔

”اوکے۔ اب یہاں کی ٹینشن تو ختم ہوئی۔ اب چلو ہوں۔“
سرپنا نے ایک طویل سانس لمعتے ہوئے کہا۔

”ہاں چلو“..... آنندی نے جواب دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ہوٹل کی طرف سے دی گئی مخصوص کار میں سوار ایئر پورٹ سے نکال کر ہوٹل گرینڈ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

”کانفرنس کے شروع ہوئی ہے۔۔۔ سائیڈ سیٹ پر پہنچی

کارروائی میں کامیاب نہ ہو سکیں گے۔

اس وقت ایئر پورٹ پر بھی انہوں نے ہر طرف فول پروف
انظامات دیکھے تھے۔ انہیں بتایا گیا تھا العباس تارکی وند کے ساتھ آ
رہے ہیں۔ نشانی کے طور پر انہوں نے لانٹ گرین سوت پہنا ہوا
ہے اور وہ سر سے سُنجھے ہیں جبکہ وند کے باقی مرد افراد نے ڈارک
براؤن گلر کے سوت پہنے ہوئے ہیں جبکہ خواتین اپنے مخصوص لباس
میں ہیں۔ اعلیٰ حکام نے سفیر کے ساتھ تارکی وند سے ملاقات کرنی
تھی اور ان کے ساتھ ہی ہوٹل گرینڈ پینچنا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد
طیارہ فضا میں نظر آنے لگ گیا تو ان دونوں کی دل کی دھڑکنیں
یکخت تیز ہو گئی تھیں کیونکہ یہ انتہائی اہم لمحہ تھا اور اس لمحے کے بعد
تین روز تک پاکیشیا میں جو کچھ ہو گا اس کا خیال کرتے ہوئے ان
کے دلوں کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھیں۔ کافی دیر طیارہ فضا میں چکر
کا شمارہ اور پھر ایئر پورٹ کے مخصوص رن وے پر اتر گیا اور اس
کے بعد وہ ٹیکسی گرتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ اس کی رہنمائی ایک جیپ
کر رہا تھا جس رفتاری کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔

ٹیارہ تقریباً ایئر پورٹ کے عقیٰ آخری حصے کے قریب لیکسی کرتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا۔ پھر ایئر پورٹ کی حدود ختم ہونے سے پہلے وہ آہستہ ہوا اور اس کے ساتھ ہتھی اس کا رخ ٹریبل کی طرف مڑ گیا اور جیپ کی رہنمائی میں وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا اپنی مخصوص جگہ پر پہنچ کر رک گیا۔ رہنمائی کرنے والی جیپ مڑ کر تیزی سے

ہوئی سربیا نے کہا۔

”کل سے“..... آندی نے جواب دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ آج کا باقی دن اور رات العباس صاحب ہوٹل میں ہی گزاریں گے“..... سربیا نے کہا۔

”ظاہر ہے۔ اب وہ عام سیاح کی طرح شہر کی سیاحت تو کرنے نہیں جائیں گے“..... آندی نے قدرے جھلانے ہوئے لہجے میں جواب دیا تو سربیا بے اختیار فس پڑی۔

”تم بھلا مرچیں کیوں چبای رہے ہو۔ کوئی خاص وجہ“..... سربیا نے پہنچتے ہوئے کہا۔

”نجانے کیا بات ہے جب سے العباس صاحب آئے ہیں میرے ذہن اور اعصاب پر بوجھ سا پڑ گیا ہے“..... آندی نے کہا۔

”یہ تو ہونا ہی تھا۔ اب ان کی حفاظت کے لئے ہمیں دن رات کام کرنا ہوگا اس لئے بوجھ تو پڑتا ہے میکن تم طویل عرصے سے کام کرو رہے ہو۔ تمہیں تو ایسا بوجھ نہیں محسوس ہونا چاہئے“..... سربیا نے کہا۔

”یہ بات نہیں کہ میں کام کی وجہ سے بوجھ محسوس کر رہا ہوں بلکہ مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے کہ جیسے کوئی بات غلط ہو گئی ہے۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ ہوٹل جا کر ذرا فریش ہو جاؤں گا۔ پھر سب ٹھیک ہو جائے گا“..... آندی نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر

تحوڑی دیر بعد وہ ہوٹل گرینڈ جہاں تارکی وفد اور العباس صاحب شہرے ہوئے تھے پہنچ گئے۔ اس وقت یہاں انتہائی سخت پہرہ تھا اور ہر طرف مسلح کمانڈوز گھومتے پھرتے نظر آ رہے تھے۔ سخت ترین چینگ کے بعد آندی اور سربیا کو ہوٹل میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی اور وہ اپنے مخصوصی کمرے میں آ گئے۔

”میں ذرا فریش ہو جاؤں تم اس دوران ہاٹ کافی منگوا لو۔“ آندی نے کہا اور واش روم کی طرف بڑھ گیا جبکہ سربیا نے فون کا رسیور اٹھا کر روم سروں والوں کو کمرے میں ہاٹ کافی بھجوانے کا کہہ دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہاٹ کافی سرد کر دی گئی اور ابھی سربیا نے اپنے کپ سے ایک گھونٹ ہی لیا تھا کہ آندی بھی مسکراتا ہوا آ گیا اور پھر وہ دونوں بیٹھ کر کافی پینے لگے۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی نجاشی تو آندی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیں۔ آندی بول رہا ہوں“..... آندی نے کہا۔

”ابوسلام بول رہا ہوں۔ تم میرے کمرے میں آ جاؤ۔ روم نمبر ڈبل ٹو زیریو“..... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”میں اکیلا آؤں یا سربیا کو بھی ساتھ لے آؤں چاہب“۔ آندی نے سربیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو سربیا نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

”اے بھی لے آؤ“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے

ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو آنڈی نے رسیور رکھ دیا۔

”کون تھا اور میرا نام کس سلسلے میں لیا گیا ہے“..... سرپیا نے کہا۔

”ابو سلام صاحب اپنے کمرے میں کال کر رہے ہیں تو میں نے پوچھ لیا کہ سرپیا کو ساتھ لے آؤ یا نہیں تو انہوں نے اجازت دے دی ہے۔ آؤ“..... آنڈی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”ابو سلام صاحب کیوں کال کر رہے ہوں گے“..... سرپیا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”کیا کہا جاسکتا ہے۔ بہر حال العباس صاحب کی حفاظت کے پارے میں کوئی بات کرنا چاہتے ہوں گے کیونکہ آج کا میں ایشو تو بھی ہے“..... آنڈی نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دری بعد وہ دونوں ابو سلام کے کمرے کے بند دروازے پر پہنچ چکے تھے۔ ابو سلام صاحب العباس صاحب کے نائب تھے اور تارکی میں متاع کے ہیڈ کوارٹر کو ابو سلام ہی کنٹرول کرتے تھے۔ دوسرے لفظوں میں وہ متاع کے آپریشنل چیف تھے۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ابو سلام خود دروازے پر موجود تھے۔

”آئیے۔ آئیے۔ خوش آمدید“..... ابو سلام نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک طرف چٹ گئے۔

”کال کرنے کا شکر یہ جناب“..... آنڈی نے سلام دعا اور رسمی

نقرات کی ادائیگی کے بعد کہا۔ اس دوران وہ ایک میز کے گرد کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

”میں نے آپ کو اس لئے کال کیا ہے کہ کیا آپ کا پاکیشیا کے ملٹری ائیلی جنس کے چیف سے کوئی رابطہ ہے“..... ابو سلام نے کہا۔

”ملٹری ائیلی جنس کے چیف سے رابطہ نہیں جناب۔ لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں“..... آنڈی نے چونک کر کہا۔

”میں العباس صاحب کی خیریت معلوم کرنا چاہتا ہوں“..... ابو سلام نے کہا تو آنڈی اور سرپیا کو نیوں محسوس ہوا کہ جیسے کسی نے انہیں ناقابل یقین بات کر دی ہو۔

”ابو سلام صاحب۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ العباس صاحب تو اسی ہوٹل میں موجود ہیں۔ ان کی خیریت معلوم کرنے کے لئے پاکیشیا کے ملٹری ائیلی جنس کے چیف سے رابطہ کرنے کی کیا ضرورت ہے“..... آنڈی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا جیکہ سرپیا کے چہرے پر بھی انتہائی حیرت کے تاثرات نمایاں طور پر واضح تھے۔

”آپ تارکی سیکرٹ سروس کے رکن ہیں۔ مجھے تو بھی بتایا گیا تھا“..... ابو سلام نے کہا۔

”جی ہاں۔ آپ کو درست بتایا گیا ہے۔ لیکن“..... آنڈی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ دونوں کے چہروں پر شدید حیرت دیکھ کر میں نے پوچھا ہے۔ میں تو یہی سمجھ رہا تھا کہ آپ کو اصل پلانگ کا علم ہو گا لیکن یہ پلانگ شاید آپ سے بھی سیکرت رکھی گئی ہے لیکن اب چونکہ بات کھل گئی ہے اس لئے میں بتا دیتا ہوں کہ ہوٹل میں موجود العباس اصلی العباس نہیں ہیں۔ یہ ان کے ہم شکل کہہ لیں یا نقل کہہ لیں۔ اصل العباس پاکیشہ ملٹری ائملا جنس کے چیف کرنل شاہ کی تحویل میں ہیں اور ملٹری ائملا جنس کے ہیڈ کوارٹر میں ہیں اور آخر تک وہیں رہیں گے۔ وہیں سے وہ میلنگ ہال پہنچیں گے اور واپس ملٹری ائملا جنس ہیڈ کوارٹر چلے جائیں گے۔..... ابوسلام نے کہا تو آندھی اور سربیا دونوں ابوسلام کو اس انداز میں دیکھ رہے تھے جیسے پچھے کسی شعبدہ پاز کو دیکھتے ہیں کہ نجاتے اب وہ کیا شعبدہ دکھائے گا۔

”یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں جتاب۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔..... آندھی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
”پاکیشہ کے سیکرٹری وزارت خارجہ سرسلطان کی سفارش پر ایسا ہوا ہے اور مجھے اب ان سے رابطہ کرنا ہو گا۔..... ابوسلام نے کہا۔
”لیکن جناب۔ وہ کب وہاں گئے ہیں۔ ایئر پورٹ پر تو ایسا نہیں ہوا۔..... آندھی نے کہا۔

”جہاں جب مڑا تو وہاں طیارے کے عقبی حصے سے اصل العباس صاحب کو اتار دیا گیا تھا جہاں ملٹری ائملا جنس کا کیپشن

احسان موجود تھا۔ وہ انہیں لے کر وہاں سے قریب ہی ایک احاطے میں گیا ہو گا اور پھر وہ لوگ وہاں سے خاموشی سے ملٹری ائملا جنس کے ہیڈ کوارٹر پہنچ گئے ہوں گے۔ میں صرف کنفرینشن چاہتا تھا اس لئے آپ سے بات ہو گئی ہے۔..... ابوسلام نے کہا تو آندھی اور سربیا نے ایک دوسرے کو سعی خیز نظروں سے دیکھا جبکہ ابوسلام نے ہاتھ بڑھا کر سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے تو پاس پہنچنے ہوئے آندھی نے ہاتھ بڑھا کر خود ہی لاڈر کا پٹن پر لیں کر دیا تو ابوسلام نے صرف سر ہلانے پر اکتفاء کیا۔ دوسری طرف لگھنی بجھتے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھایا گیا۔

”پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ۔..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مودبائے آواز سنائی دی۔

”ابوسلام بول رہا ہوں تارکی سے۔ سرسلطان سے بات کرائیں۔..... ابوسلام نے کہا۔

”ہو ہو لڈ کریں۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ سلطان بول رہا ہوں۔..... چند لمحوں بعد ایک بھاری اور پروقار آواز سنائی دی۔

”ابوسلام بول رہا ہوں سرسلطان۔ میں نے آپ کو ڈسٹرپ کیا ہے اس لئے معافی چاہتا ہوں۔ آپ کی سفارش پر اصل اور نقل العباس صاحب کا سلسہ بنایا گیا تھا اور اصل العباس کو خاموشی سے

پاکیشا ملٹری ائمی جنس کے حوالے کر دیا گیا تھا،..... ابوسلام نے کہا۔

”ہاں۔ تو اب کیا ہوا ہے۔ کوئی خاص بات؟“..... سلطان نے کہا۔
”میرے پاس ملٹری ائمی جنس کے چیف کریل شاہ کا نمبر نہیں ہے
اور میں العباس صاحب سے بات کرنا چاہتا ہوں“..... ابوسلام نے کہا۔
”نمبر تو میرا پی اے آپ کو بتا دیتا ہے میکن جہاں تک العباس
صاحب سے بات کرنے کا تعلق ہے تو آپ ان سے بات نہ کریں
کیونکہ جس مقصد کے لئے یہ ڈبل پلان بنایا گیا ہے وہ یکسر فیل ہو
جائے گا۔ آپ کریل شاہ سے بات کر لیں۔ وہ آپ کے بارے
میں جانتے ہیں“..... سلطان نے بڑے باوقار لمحہ میں کہا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے جناب“..... ابوسلام نے کہا۔

”ہیلو سر۔ پی اے بول رہا ہوں۔ کریل شاہ صاحب کا نمبر نوٹ
کریں“..... پی اے کی آواز سنائی دی اور پھر اس نے نمبر بتا دیا تو
ابوسلام نے کریل دیا دیا۔

”سلطان ٹھیک کر رہے ہیں۔ آپ العباس سے بات نہ
کریں۔ آپ مجھے سمجھ آگئی ہے۔ یہ انتہائی محفوظ پلان ہے۔ اس
سے یقیناً یہودی ایجنس دھوکہ کھا جائیں گے“..... آفندی نے کہا۔

”کریل شاہ سے تو بات کی جا سکتی ہے“..... ابوسلام نے کہا اور
پھر نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”لیں۔ پی اے تو کریل شاہ بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد

ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”میں تارکی سے ابوسلام بول رہا ہوں۔ کریل شاہ سے بات
کرائیں“..... ابوسلام نے کہا۔

”آپ ہولڈ کریں۔ وہ خصوصی میٹنگ میں ہیں۔ میں ان سے
بات کرنا ہوں“..... پی اے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہیلو۔ کریل شاہ بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ
آواز سنائی دی۔ بولنے والے کا لمحہ بھر لیا ہوا تھا۔

”ابوسلام بول رہا ہوں۔ کیا تمام پلانگ درست جا رہی ہے؟“
ابوسلام نے کہا۔

”ابوسلام صاحب۔ آپ سے تو چھپایا نہیں جا سکتا۔ معاملات
پلٹ چکے ہیں۔ ہمارے کمائڈوز اور کیپٹن کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور
العباس صاحب غائب ہیں۔ اسی سلسلے میں میٹنگ ہو رہی ہے۔ اس
وقت پورے دارالحکومت میں العباس صاحب کی زبردست تلاش
جاری ہے اور ہمیں یقین ہے کہ ہم جلد ہی انہیں واپس لے آئیں
گے۔ آپ بے قلکر رہیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو ابوسلام
کے ہاتھ سے رسیور نکل کر ایک دھماکے سے نیچے گرا جکہ آفندی اور
سرپیا کے چہرے جیسے پتھروں میں تبدیل ہو چکے تھے۔

”العباس انکو ہو گئے۔ اوہ۔ اوہ“..... ابوسلام کے منہ سے میں
کرتی ہوئی آواز نکلی اور اس کے ساتھ ہی ان کا جسم کری پڑھلک
گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکے تھے۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی ساتھ بیٹھی ہوئی ہاںکی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیں۔ ہاںکی بول رہی ہوں“..... ہاںکی نے کہا۔

”کراسی بول رہا ہوں میڈم“..... دوسری طرف سے کراس کلب کے جزل میٹھر اور مالک کراسی کی آواز سنائی دی۔ اس کا پیچہ بے حد مواد بانہ تھا۔

”کوئی خاص بات“..... ہاںکی نے کہا۔

”میڈم۔ آپ کی گنگرانی کی جا رہی ہے۔ گنگرانی کرنے والے یہاں کے مقامی لوگ ہیں اور میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق ریڈ پینٹھر ز کلب کا مالک کرافورڈ ہے جس کا تعلق تارکی سے ہے اور تارکی سیکریٹ سروس کا رکن آندی اور اس کی نائب سربیا ان دنوں یہاں موجود ہیں اور وہ دونوں کرافورڈ سے“

ملتے رہتے ہیں“..... دوسری طرف سے کراسی نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”مجھے معلوم ہے۔ میں نے سربیا کو چیک کیا ہے اس لئے میں نے برنس کے لوگوں سے ملاقاً قبی شروع کر دی تھیں تاکہ وہ میرے اصل مقصد تک نہ پہنچ سکیں۔ مجھے ان لوگوں کی فکر نہیں ہے۔ مجھے اصل مشن پر کام کرنا ہے۔ تم مجھے اس بارے میں بتاؤ کہ کیا کرنا ہے کیونکہ اب وقت بے حد کم رہ گیا ہے“..... ہاںکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ایک انہم پیش رفت اس سلسلے میں ہوئی ہے۔ میری بات مشری انقلی جس کے ایک کرنل سے ہوئی ہے۔ وہ بے حد لاچی آدمی ہے اور ایکریمیا شفت ہونے کا انتہائی خواہش مند ہے۔ میں نے اسے کال کیا ہے۔ میں اس کی آپ سے ملاقات کراؤں گا۔ آپ اسے بھاری معاوضہ کی اداگی کے بعد اس سے اس معاملے میں انتہائی خفیہ معلومات حاصل کر سکتی ہیں“..... کراسی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا وہ آدمی قابل اعتماد ہے کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ یہ ایشیائی لوگ صرف معاوضہ وصول کرنے کے لئے اپنی طرف سے کہانیاں بناتے ہیں اور دوسروں کو احمق بنانے میں خاصے ماہر ہوتے ہیں“..... ہاںکی نے کہا۔

”وہ میرے کلب کا طویل عرصے سے مجرم ہے۔ میں اسے بہت ناچار سربیا ان دنوں یہاں موجود ہیں اور وہ دونوں کرافورڈ سے“

اچھی طرح سے جانتا ہوں۔ وہ لاپچی ضروری ہے۔ بھاری معاوضہ اس کی کمزوری ہے لیکن وہ غلط بات نہیں کرتا اور آج تک اس نے کبھی کوئی غلط بات نہیں کی اس لئے اگر وہ رضامند ہو گیا تو پھر وہ جو کچھ وہ بتائے گا وہ سو فیصد درست ہو گا۔..... کرابی نے اعتماد پھرے لے چکے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ پھر کہاں اس سے ملاقات ہو سکے گی اور کب“۔ ہاسکی نے کہا۔
”میں اس سے فون پر بات کر کے پھر آپ کو کال کرتا ہوں۔“
کرابی نے کہا۔

”یہ سوچ لو کہ اب ہمارے پاس مزید وقت نہیں رہا۔ آج رات کا وقდ ہے۔ کل وہ لوگ یہاں پہنچ جائیں گے اس لئے ہم نے جو کچھ کرتا ہے فوری کرتا ہے۔“..... ہاسکی نے کہا۔
”میں سمجھتا ہوں میڈم“..... کرابی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ فوری بات کرو اور کراو۔ میں تمہاری کال کا انتظار کروں گی۔“..... ہاسکی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسپور رکھ دیا۔
ایسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ڈیوڈ اور کروزر اندر داخل ہوئے۔

”میڈم۔ آپ یہاں بیٹھی ہی رہیں گی یا کچھ کرنا بھی ہے۔“
ڈیوڈ نے کری پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”تمہارا کیا خیال ہے کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔“..... ہاسکی نے

بجائے بر امنانے کے مکراتے ہوئے کہا۔

”کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی پڑے گا۔“..... ڈیوڈ نے کہا۔

”میں بتاتا ہوں میڈم۔ جو کچھ اب تک معلوم ہو چکا ہے اس کے مطابق تاریک و فد جس کے ساتھ العباس آرہا ہے ہوٹل گرینڈ میں رہے گا اور ہوٹل گرینڈ مکمل طور پر غالی کر کے مسلح فوجی کمانڈوز کے ہوائی کر دیا گیا ہے اور ہم نے العباس کو ہلاک نہیں کرنا جو ہمارے لئے بے حد آسان کام ہوتا بلکہ اخوا کرنا ہے جو سب سے مشکل کام ہے اس لئے ہمیں ہوٹل گرینڈ سے اسے اخوا کرنے کا مشن مکمل کرنا ہے۔“ میں اس بارے میں سوچتا ہو گا۔“..... کروزر نے کہا۔

”ہوٹل گرینڈ کا نقشہ اور وہاں موجود حفاظتی انتظامات کی تفصیل ہمیں مل چکی ہے اور ہم نے اس پر بہت غور بھی کر لیا ہے لیکن اس ہوٹل کی بناوٹ ایسی ہے کہ وہاں داخل ہونا اور پھر کسی آدمی کو اخوا کر کے ٹکال لے چاتا تقریباً کیا حصہ طور پر ناممکن ہے اس لئے ہم نے یہ آئندہ یا ڈرائپ کر دیا ہے اور اس آئندہ نئے پر سوچا ہے کہ جب یہ راستے میں ہوں تو ان پر حملہ کیا جائے لیکن یہ آئندہ یا بھی ناممکن نظر آیا کیونکہ انتظامات ہی ایسے ہیں اور بلکہ پروف اور بم پروف کاروں کے اوپر جنگی ہیلی کا پڑر۔ ایسی صورت میں ہم کیا کر سکتے ہیں۔ اب ہمارے اندر مافوق الفطرت قوتیں تو نہیں ہیں۔“
ہاسکی نے کہا۔

”تو پھر اپنا مشن کیسے مکمل کریں گے“.....ڈیوڈ نے کہا۔
”ہمارا کام کوشش کرنا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ہماری کوشش
جاری رہی تو کوئی نہ کوئی راستہ نکل آئے گا“.....ہاسکی نے کہا اور
پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی تجھ اٹھی تو ہاسکی
نے ہاتھ پڑھا کر رسیور انھال لیا۔

”لیں۔ ہاسکی بول رہی ہوں“.....ہاسکی نے کہا۔
”کراسی بول رہا ہوں میڈم“.....دوسری طرف سے کراسی کی
آواز سنائی دی۔

”لیں۔ کیا رپورٹ ہے“.....ہاسکی نے کہا۔
”کرنل سے بات ہو گئی ہے۔ وہ نصف گھنٹے میں میرے پاس
بیٹھ رہا ہے۔ آپ بھی آ جائیں تاکہ فائل بات ہو سکے“۔ کراسی
نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں ڈیوڈ اور کروزر کے ساتھ آ رہی ہوں“۔ ہاسکی
نے کہا اور رسیور رکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔
”چلو۔ تم دونوں بھی میرے ساتھ چلو۔ ہم نے کراس کلب پہنچنا
ہے“.....ہاسکی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”وہاں کوئی خاص بات ہے“.....ڈیوڈ نے اٹھتے ہوئے کہا تو
ہاسکی نے کراسی سے ہونے والی تمام بات چیت دوہرا دی۔
”کراسی صحیح آدمی ہے۔ اگر وہ اتنا پراغتماد ہے تو پھر ضرور کوئی
ند کوئی راستہ نکل آئے گا“.....کروزر نے کہا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی

کار خاصی تیز رفتاری سے کراس کلب کی طرف بڑھی چلی جا رہی
تھی۔ تقریباً نصف گھنٹے بعد وہ کراس کلب کے پیش آفس میں
بیٹھے ہوئے تھے۔ کراسی یا کوئی دوسرا آدمی وہاں موجود نہ تھا لیکن
تھوڑی دیر بعد بیرونی دروازہ کھلا اور کراسی اندر داخل ہوا۔ اس کے
پیچے ایک مقامی آدمی تھا جس کی ٹھوڑی کی مخصوص بناوٹ بتا رہی
تھی کہ وہ فطرتاً لاپچی آدمی ہے۔

”یہ کرنل شفقت ہے مثیری اٹھلی جنس کے آپریشن چیف اور یہ
میڈم ہاسکی اور یہ ان کے ماتحت ڈیوڈ اور کروزر ہیں۔ ان کا تعلق
ایکریمیا کی سب سے خوشحال ریاست پورٹ لینڈ سے ہے۔“
کراسی نے کرنل اور ہاسکی اور اس کے ساتھیوں کا باہمی تعارف
کرتے ہوئے کہا اور ہاسکی نے واضح طور پر دیکھا کہ خوشحال
ریاست کے الفاظ سنتے ہی کرنل شفقت کی آنکھوں میں لامچ کے
چراغ سے جل اٹھتے تھے۔

”آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں؟“.....کرنل شفقت نے کہا۔
”العباس کے بارے میں حقیقی معلومات“.....ہاسکی نے جواب
دیا۔

”کس قسم کی معلومات؟“.....کرنل شفقت نے کہا۔
”ایسی معلومات جن سے ہمیں معلوم ہو سکے کہ العباس کی
خلافت کے لئے مثیری اٹھلی جنس نے حتیٰ اور خفیہ پلانگ کیا کی
ہے“.....ہاسکی نے کہا۔

”آپ العباس کے خلاف کیا کارروائی کرنا چاہئے ہیں؟“ کرنل شفقت نے کہا۔

”ہم کیا کارروائی کر سکتے ہیں۔ جہاں اس قدر زبردست حفاظتی انتظامات ہوں اور ہمیں کارروائی کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ ہم نے معلومات ایک تنظیم کو مہیا کرنی ہیں اور بس؟“..... ہاسکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کتنا معاوضہ دے سکتی ہیں؟“..... کرنل شفقت نے کہا۔

”آپ کھل کر بات کریں۔ کھل کر تاکہ معاملے کو فائیل ٹھیک رکھ جاسکے؟“..... ہاسکی نے کہا۔

”میں آپ کو ایسی معلومات مہیا کر سکتا ہوں کہ جس کا علم سوائے میرے، چیف کرنل شاہ اور ایک کیپٹن اور پانچ چھ ملٹری کمانڈوز کے اور کسی کو بھی نہیں ہے اور یہ معلومات آپ کی تنظیم کو بہت فائدہ دے سکتی ہیں؟“..... کرنل شفقت نے کہا۔

”آپ معاوضہ کی بات کریں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ آپ اتنا زیادہ معاوضہ طلب کریں جو ہم قبول نہ کر سکیں۔ مزید بات جلد از جلد فتح ہو سکے تو بہتر ہے؟“..... ہاسکی نے کہا۔

”میں پچاس لاکھ ڈالرز لوں گا۔ اس سے ایک ڈالر بھی کم نہیں؟“..... کرنل شفقت نے کہا۔

”معلومات جسمی ہوں گی؟“..... ہاسکی نے کہا۔

”یاں۔ سو فیصد جسمی؟“..... کرنل شفقت نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ کراسی۔ انہیں پچاس لاکھ ڈالرز کا اپنا چیک دے دیں تاکہ انہیں اعتبار آ سکے؟“..... ہاسکی نے کہا۔

”اوکے؟“..... کراسی نے کہا اور پھر جیب سے چیک کبکش کرنل شفقت کا کراس نے اس کا ایک چیک علیحدہ کیا اور اس پر کرنل شفقت کا نام لکھ کر رقم اندر راجح کر کے اس پر دستخط کر دیئے اور پھر اس نے یہ چیک کرنل شفقت کی طرف بڑھا دیا۔

”شکریہ؟“..... کرنل شفقت نے بڑے سرت بھرے لہجے میں کہا اور چیک کو دیکھ کر اس نے اسے تہہ کیا اور اپنی جیب میں رکھا۔

”تو سنیں ایک ایسا راز جو آپ کو اربوں ڈالرز کے عوض بھی فہیں مل سکتا تھا۔ ملٹری انجینئرنگس کے چیف کرنل شہباز شاہ نے ایک خفیہ پلان بنایا ہے کہ تاریکی سے کل وفد کے ساتھ دو ہم شکل العباس آئیں گے۔ ایز پورٹ کی عقبی طرف ایک احاطہ ہے۔ ویران احاطہ۔ وہاں مسلح ملٹری کمانڈوز تعینات ہوں گے۔ ان کا اپنچارج کیپٹن احسان ہو گا۔ وہاں کاریں اور جیپیں موجود ہوں گی۔

طیارہ جب وہاں سے گزرے گا تو عقبی طرف سے اصل العباس اتر جائے گا اور طیارے کی اوٹ کی وجہ سے کسی کو معلوم نہ ہو سکے گا۔ پھر وہاں جھاڑیوں میں کیپٹن احسان موجود ہو گا۔ وہ العباس کو ساتھ لے کر اس احاطے میں جائے گا اور پھر مسلح کمانڈوز کے پہرے میں وہ اصل العباس کو ملٹری انجینئرنگس کے ہیڈ کوارٹر پہنچا دے گا جبکہ نقل العباس سب کے سامنے ایز پورٹ پر وفد کے ساتھ ہو گا

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

نے دوبارہ کری پر بیٹھتے ہوئے کہا تو ہاسکی، کراسی کے ساتھ عقیقی کمرے میں چلی گئی۔ ہاسکی نے دروازہ اندر سے بند کر دیا۔

”سنو کراسی۔ اگر یہ کریل چیج کہہ رہا ہے تو ہمارے ہاتھ ایک شاندار چانس موجود ہے۔ ہم ان مسلح کمانڈوز کو ہلاک کر کے العباس کو لے لڑیں گے لیکن جب تک العباس یہاں موجود ہے اس کریل شفقت کی لاش تک کسی کو نہیں ملنی چاہئے۔ کیا تم اسے کور کر سکتے ہو؟“..... ہاسکی نے آہستہ سے کہا۔

”لیں میڈم۔ انتہائی آسانی سے۔“..... کراسی نے کہا۔

”سنو۔ اسے فوری طور پر ہلاک نہیں کرنا اور نہ ہی اسے یہاں رکھنا۔ اسے بے ہوش کر کے اپنے کسی پوائنٹ پر پہنچا دو تاکہ اگر ضرورت پڑے تو اس سے مزید معلومات حاصل کی جاسکیں اور جب ہم کامیاب ہو جائیں تو اسے ہلاک کر کے اس کی لاش کسی دیران علاقے میں پھینکوادینا۔ سمجھ گئے ہو؟“..... ہاسکی نے کہا۔

”لیں میڈم۔ اگر آپ کو میرے آدمیوں کی ضرورت ہو تو میں اس کا بھی ہندو بست کر سکتا ہوں۔“..... کراسی نے کہا۔

”جو میں نے تم سے کہا ہے وہ کرو۔ میں ڈیوڈ اور کرفز کے ساتھ لمبا چکر کاٹ کر ایئر پورٹ کے عقیقی علاقے سے رات کو پیدل وہاں پہنچوں گی تاکہ کوئی ہمیں چیک شد کر سکے اور پھر جب کامیابی کے بعد میں تمہیں پیش کا شوں دوں گی تو تم نے پندرگاہ پر موجود پیڈ ہوٹ گلیکسی کے سپتائی ریمنڈ کو ریڈی الرٹ کر دینا ہے۔ سمجھ گئے

اور ہوٹل گرینڈ پہنچ جائے گا اور اسے ہی سب لوگ اصلی سمجھیں گے جبکہ اصل العباس محفوظ ہو جائے گا۔“..... کریل شفقت نے کہا۔

”ہے آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کیا واقعی آپ چیج بول رہے ہیں؟“..... ہاسکی نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”سو فیصد چیج۔ لیکن میرا نام سامنے نہیں آتا چاہئے۔“..... کریل شفقت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”نہیں آئے گا۔ یہ ہماری گارنی ہے۔“..... اس بار کراسی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کب ملٹری ائیلی جنس کے لوگ اس احاطے میں پہنچیں گے اور کب طیارہ ایئر پورٹ پر پہنچے گا؟“..... ہاسکی نے کہا۔

”طیارہ آٹھ بجے ایئر پورٹ پر پہنچے گا اور ہمارے آدمی کیپٹن احسان کی سرکردگی میں اس احاطے میں تین گھنٹے پہلے پہنچ جائیں گے۔“..... کریل شفقت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ کراسی تم میری بات سنو۔“..... ہاسکی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”لیں میڈم۔“..... کراسی نے بھی کری سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”چند منٹ رک جاؤ۔ ہم دو باشیں کر کے ابھی آ رہے ہیں۔ پھر تمہیں اجازت ہو گی۔“..... ہاسکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”چلو تمہارے کہنے پر مزید رک جاتا ہوں ورنہ میں جو کچھ جانتا تھا وہ میں نے بتا دیا ہے۔ مزید کچھ نہیں بتا سکتا۔“..... کریل شفقت

ہو۔۔۔ ہاںکی نے کہا۔

"لیں میدم"۔۔۔ کراسی نے جواب دیا تو ہاںکی نے دروازہ کھولا اور باہر آگئا اس نے ڈیوڈ اور کروز کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور وہ دونوں اٹھ کر اس کے پیچے دروازے کی طرف چل پڑے جبکہ کراسی سیدھا کرنل شفقت کی طرف بڑھا اور پھر اس سے پہلے کہ ہاںکی اور اس کے ساتھی کمرے سے باہر نکلتے کراسی نے بھلی کی سی تیزی سے کرنل شفقت کی کنٹلی پر مڑی ہوئی انگلی کی بھرپور ضرب لگا دی اور کمرہ کرنل شفقت کی چیخ سے گونج اٹھا۔ ہاںکی نے مڑے بغیر دروازہ کھولا اور باہر آگئی۔ ڈیوڈ اور کروز بھی اس کے پیچے باہر آگئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ تینوں ایک ہی کار میں بیٹھے ایز پورٹ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ہاںکی نے سامنے ڈیش بورڈ سے ایک تہہ شدہ نقشہ نکلا اور اسے کھول کر اس نے اپنے گھننوں پر بچھا لیا اور پھر اس نے نقشہ دیکھ کر کار ڈرائیور کرتے ہوئے ڈیوڈ کو ہدایات دینا شروع کر دیں۔ ہاںکی کی ہدایات کے مطابق ڈیوڈ کار چلاتا رہا۔ اب وہ ایک ویران سے علاقے میں پہنچ گئے تھے جہاں درختوں کے ایک گھنے جھنڈ کے علاوہ اور کوئی عمارت نہ تھی۔ دور تک بس جھاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ باقاعدہ سڑک بھی درختوں کے اس جھنڈ سے کافی پہلے باسیں طرف کو مر گئی تھی جہاں سے آگے وہ کسی اور شہر کی طرف جاتی تھی۔

"گاڑی اس جھنڈ میں چھپا کر کھڑی کر دو۔ آگے ہم نے پیدل

جانا ہے اور ہاں۔ باکس میں سے مشین پسلز بھی نکال لو اور سائیلنسر بھی کیونکہ یہاں سائیلنسر ہی کام دے گا۔۔۔ ہاںکی نے ڈیوڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ یہاں اتر جائیں میدم۔ میں کار جھنڈ میں کھڑی کر کے مشین پسلز اور سائیلنسر لے آتا ہوں"۔۔۔ ڈیوڈ نے کہا اور کار روک دی تو ہاںکی اور کروز دونوں نیچے اتر گئے تو ڈیوڈ نے کار آگے بڑھا دی اور پھر تھوڑی دیر بعد کار جھنڈ کے اندر پہنچ کر رک گئی۔

"یہ تو باہر سے نظر آئے گی۔ اس طرح ہم پھنس بھی سکتے ہیں"۔۔۔ ہاںکی نے کار کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میدم۔ کیوں نہ ہم خلک جھاڑیاں اکٹھی کر کے کار کے اوپر ڈال گرائے کیمو فلانج کر دیں"۔۔۔ کروز نے کہا۔

"ہاں۔ یہ ٹھیک رہے گا"۔۔۔ ہاںکی نے کہا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر جھنڈ سے باہر آتے ہوئے ڈیوڈ کے ہاتھ سے بیگ لے لیا۔

"تم کروز کے ساتھ مل کر خلک جھاڑیاں اٹھا کر کار کے اوپر ڈالو اور اسے کیمو فلانج کر دو"۔۔۔ ہاںکی نے ڈیوڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ اچھا"۔۔۔ ڈیوڈ نے کہا اور پھر دونوں نے مل کر تھوڑی دیر بعد ادھر سے خلک جھاڑیاں اکٹھی کر کے کار کو واپسی اس طرح کیمو فلانج کر دیا کہ اب جب تک کوئی کار تک پہنچ کر اسے چیک نہ

کرتا اسے کار نظر نہ آ سکتی تھی۔

"اوکے۔ اب مشین پسلو لے کر انہیں اپنی جیبوں میں ڈال لو اور سائیلنسر بھی۔"..... ہاسکی نے تھیلا کھول کر اس میں سے ایک مشین پسلو اور ایک سائیلنسر فکال کر اپنی جیک کی جیب میں ڈال لیا۔ یہ کارروائی ڈیوڈ اور کروز نے بھی کی اور پھر اس تھیلے کو ایک بڑی جہازی کے پیچے اس طرح ڈال دیا گیا کہ خصوصی طور پر دیکھے بغیر وہ عام حالات میں نظر نہ آ سکے۔

"میدم۔ ابھی تو طیارہ آنے میں کافی دیر ہے۔ شاید چار پانچ گھنٹے۔ اتنا پہلے جا کر ہم کیا کریں گے؟"..... کروز نے کہا۔

"ہم نے وہاں ملٹری ائیلی جنس سے پہلے جا کر چھپنا ہے ورنہ یہاں فارنگ اور لڑائی شروع ہو جائے گی اور پھر پوری فوج نے یہاں حملہ کر دینا ہے۔"..... ہاسکی نے کہا اور پھر وہ سب اپنارخ موڑ کر ایئر پورٹ کے عقبی علاقے کی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ "ہوڑا سما آگے چلنے کے بعد انہیں کچھ دور ایک دیہاتی احاطہ سا نظر آنے لگ گیا۔ یہ اس پورے علاقے میں اکیلی عمارت تھی۔

"یہی وہ احاطہ ہے جہاں العباس کو ایئر پورٹ سے لا یا جائے گا۔"..... ہاسکی نے کہا تو ڈیوڈ اور کروز دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ احاطے کا پھاٹک کھلا ہوا تھا اور اس میں موجود دونوں کروں میں بھوپے کے ڈیپر پڑے تھے۔ ایک طرف سیرھی بھی موجود تھی۔ ہاسکی نے احاطے کو اچھی طرح چیک کیا اور پھر اس نے ایک کمرہ

نتخہ کر لیا۔

"ہم نے یہاں بھوپے کے ڈیپر کے اندر اس طرح چھپنا ہے کہ اگر باہر سے کوئی اندر دیکھے تو ہمیں چیک نہ کر سکے۔"..... ہاسکی نے کہا۔

"یہ کیسے ہو گا میدم۔ کیا یہ بھوسہ ہم تینوں کو چھپا لے گا لیکن پھر ہم سانس کیسے لیں گے؟"..... ڈیوڈ نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ واقعی مجھے یہ خیال ہی نہ آیا تھا۔ سانس لینے میں رکاوٹ ہو گی تو ہم زور سے سانس لیں گے پھر وہاں باریک باریک بھوسہ اڑتا ہوا نظر آئے گا۔ ٹھیک ہے۔ میں اس کمرے میں دروازے کی اوٹ میں اس طرح کھڑی ہو جاؤں گی کہ اندر آنے والے کو بھی نظر نہ آ سکوں اور تم دونوں نے یہاں نہیں چھپنا۔ تم دونوں واپس جاؤ اور کچھ فاصلے پر جہاڑیوں کی اوٹ میں چھپ جاؤ۔ لیکن یہ سن لو کہ تم نے کسی طرح کی بھی کوئی مداخلت نہیں کرنی اور ہاں۔ سیرھی یہاں موجود ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ ایک دو آدمی چھٹ پر بھی ہوں تو تم نے اس کی نظروں میں آنے سے پچھا ہے۔"..... ہاسکی نے کہا۔

"لیں میدم۔ ہم سمجھتے ہیں لیکن آپ تو یہاں شدید خطرے میں رہیں گی۔ وہ ملٹری ائیلی جنس کے تربیت یافتہ افراد ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ یہاں کروں کی مکمل تلاشی لیں؟"..... ڈیوڈ نے کہا۔

"نہیں۔ ایک کا اندر رہنا ضروری ہے۔ میں سب سنبھال لوں

گی۔ تم دونوں جاؤ اور سنو۔ جب تک میں تمہیں آواز نہ دوں حتیٰ کہ فائرنگ یا سائیلنسر کی مخصوص آوازن کر بھی تم نے ادھر نہیں آنا۔”..... ہاسکی نے کہا۔

”لیکن میدم۔ آپ ایکلی ہوں گی اور یہ لوگ خاصی تعداد میں ہوں گے۔“..... کروز نے کہا۔

”میں نے کہا ہے کہ بے قلمروں میں ان سب کو چاہے ان کی تعداد کتنی ہی کیوں نہ ہو سنبھال لوں گی۔ میں نہیں چاہتی کہ ہم اپنی تعداد کی وجہ سے پھنس جائیں۔“..... ہاسکی نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے لیکن ان کے چہرے بتا رہے تھے کہ وہ ہاسکی کی بات پر ذہنی طور پر متفق نہیں ہیں لیکن چونکہ ہاسکی سیکشن انچارج تھی اس لئے وہ اس کی مخالفت نہ کر سکتے تھے۔

”تمہارے چہرے بتا رہے ہیں کہ تم میری پوزیشن سے مطمئن نہیں ہو لیکن میں نے کریل شفقت کی باتوں سے جو کچھ اخذ کیا ہے اس کے مطابق اس بات کا علم سوائے مشری اٹیلی جنس کے چیف سمیت چند افراد کے علاوہ اور کسی کو نہیں ہے اس لئے انہیں یہاں کوئی خطرہ بھی محسوس نہیں ہو گا اس لئے وہ انہٹائی سخت چیلنج بھی نہیں کریں گے بلکہ انسانی نظرت کے مطابق وہ صرف سرسری چیلنج کریں گے اور اس سرسری چیلنج میں انہیں میں نظر نہیں آ سکتی۔“..... ہاسکی نے ان دونوں کے چہروں کے تاثرات دیکھتے ہوئے کہا۔

”لیکن میدم۔ اگر آپ کا ان سے مقابلہ ہو گیا اور فائرنگ شروع ہو گئی تو پھر ہم کیسے باہر رکے رہیں گے۔ آپ کو ہماری ضرورت بھی تو ہو سکتی ہے۔“..... ڈیوڈ نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اس صورت میں تمہیں میں ریڈ کاشن دے دوں گی اور سنو۔ بغیر میرے ریڈ کاشن کے تم بنے مداخلت نہیں کریں۔“..... ہاسکی نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

”لیں میدم۔ دونوں نے اس بار قدرے مطمئن ہوتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں احاطے سے باہر چلے گئے جبکہ ہاسکی نے احاطے کے پھانک، اس کے سامنے موجود وسیع صحن اور دیگر ماحول کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے ذہن میں ایک منظر ابھارا کہ اگر العباس کو لے کر کیپشن احسان یہاں آئے تو یہاں کی اس وقت کیا پوزیشن ہو سکتی ہے اور پھر کچھ دریمک غور کرنے کے بعد اس نے اس انداز میں کندھے اچکائے جیسے وہ کسی نتیجے پر پہنچ گئی ہو۔ اس نے کونے والے کمرے کا انتخاب کیا اور اس کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ کمرے میں بھوے کا بہت بڑا ذہیر پڑا تھا۔ دروازہ پہلے سے کھلا ہوا تھا اور آدھے سے زیادہ ٹوٹا ہوا بھی تھا۔ اس نے اس دروازے کی اوٹ لے لی۔ اب اس کے سامنے بھوے کا بڑا سا ذہیر تھا اور دوسری سائیڈ پر دروازہ تھا اس لئے اب جب تک کوئی آدمی اس بھوے کے ذہیر کو ہٹا کر آگے نہ بڑھے اس وقت تک وہ ہاسکی کو نہ دیکھ سکتا تھا اس لئے ہاسکی اب اپنے آپ کو زیادہ محفوظ ہوئے کہا۔

مجھ سکتی تھی۔ کچھ دیر کھڑی رہنے کے بعد اسے خیال آیا کہ اسے بیٹھ جانا چاہئے کیونکہ ابھی کیپٹن احسان اور اس کے ساتھیوں کے آنے میں کافی وقت باقی تھا۔ اس کے بعد تین چار گھنٹوں کے بعد تارکی سے طیارہ العباس کو لے کر یہاں پہنچ گا۔ چنانچہ وہ اطمینان بھرے انداز میں نیچے دیوار سے پشت لگا کر بیٹھ گئی۔ البتہ اس کے کان کمرے سے باہر سے آنے والی آوازوں پر لگے ہوئے تھے اور پھر تقریباً دو گھنٹوں کے شدید انتظار کے بعد وہ بے اختیار چونک پڑی۔ اس کے کاتوں میں دور سے کسی کار کی آواز پڑ رہی تھی۔ وہ ایک جھٹکے سے نہ صرف اٹھ کر کھڑی ہو گئی بلکہ لاشوری طور پر دروازے کے اندر مزید سمتی گئی۔ پھر کار کے انجن کی غراہت اسے احاطے کے اندر محسوس ہوئی۔ اسی لمحے ہاسکی کو ایک اور بات کا علم ہوا کہ مزید سمت کر دروازے کی اوٹ میں وہ دیوار میں موجود ایک ایسے سوراخ تک پہنچ گئی ہے جس سے باہر آسانی سے دیکھا جاتا تھا۔ اس نے مڑ کر اس سوراخ سے آنکھیں لگا دیں اور پھر اس نے دو چیزوں کو اس احاطے میں داخل ہوتے دیکھا جبکہ ایک کار پہلے موجود تھی۔ پھر کار میں سے ایک مقامی آدمی ہاہر آیا۔ اس کے ساتھ ہی ہاسکی مجھے گئی کہ کار سے اترنے والا کیپٹن احسان ہے جبکہ باقی سات افراد ملٹری اٹلی جنس کے کمانڈروز ہیں۔ پھر باقی افراد تو دوسرے کمرے کی طرف بڑھ گئے جبکہ کیپٹن احسان کا رخ اس

کمرے کی طرف تھا جہاں ہاسکی چھپی ہوئی تھی۔
اب چونکہ اس کے لئے مزید سمنا ممکن نہ تھا اس لئے اس نے سانس روک لیا۔ چند لمحوں بعد کیپٹن احسان اندر داخل ہوا۔ اس نے چند لمحوں تک غور سے بھوئے کے بڑے سے ڈھیز کو دیکھا اور پھر سرسری انداز میں جائزہ لیتا ہوا واپس مژگیا تو ہاسکی نے اطمینان بھرا طویل سانس لیا۔ اس کی نظریں ایک بار پھر اس سوراخ پر جنم گئیں۔
توہڑی دیر بعد سب وہاں اکٹھے ہو گئے اور آپس میں باتیں کرنے لگے۔ فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے ان کی باتیں وہ نہ سن سکتی تھیں۔ البتہ انہیں دیکھ تو سکتی تھیں۔ پھر کیپٹن احسان چونک پڑا اور اس نے جیب سے ایک سیل نون تکلا اور اس کا ٹھنپ پریس گر کے اسے کان سے لگا لیا۔

”ہوشیار رہو۔ طیارہ اترنے والا ہے۔ میں ہائی ٹارگٹ کو لے کر یہاں آؤں گا اور پھر ہم نے فوری یہاں سے روانہ ہوتا ہے۔ لیکن کوئی فائرنگ نہیں ہوئی چاہئے ورنہ یہ انتہائی خفیہ پلانگ ناکام ہو جائے گی۔“..... کیپٹن نے اوپری آواز اور تحریکاں لجھے میں کہا اس لئے اس کی ہلکی سی آواز ہاسکی کے کانوں تک بھی پہنچ گئی۔ پھر چند لمحوں بعد کیپٹن تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا احاطے سے باہر چلا گیا۔ پھر ہاسکی کو تقریباً نصف گھنٹہ انتظار کرنا پڑا۔ اس نے اس دوران جیب سے مشین پسل نہ صرف نکال لیا تھا بلکہ اس پر سائیلشر بھی فٹ کر لایا تھا کیونکہ اسے یہ معلوم تھا کہ یہاں فائرنگ ان کے لئے بھی

نہ صرانم دہ ثابت ہو سکتی ہے۔ نصف گھنٹے بعد کیپٹن ایک اور آدمی کے ساتھ واپس آیا۔ وہ آدمی سر سے گنجائھا اور اس نے لائک گرین فلر کا سوت پہنایا تھا۔ اسی لمحے چھت سے قدموں کی تیز دھمک سنائی دینے لگی تو وہ سمجھ گئی کہ چھت پر موجود افراد پیچے آ رہے ہیں۔ وہ بھوسے کے ڈھیر کو ہٹاتی ہوئی باہر آگئی اور پھر اس نے ایک سماںڈ پر ہو کر تھوڑا سا سر آگے بڑھا کر دیکھا تو لائک گرین سوت والے کو کار کی عقبی سیٹ پر بٹھایا جا رہا تھا اور چھت پر موجود افراد اسی لمحے اپنے ساتھیوں سے آ ملے تھے۔ یہ ہائکی کے لئے بہترین موقع تھا۔ اس نے سانیلنسر لگے مشین پسل کا رخ ان کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ سلک سلک کی آوازوں کے ساتھ ہی کیپٹن اور اس کے ساتھی چیختنے ہوئے اچھل اچھل کرنے پڑتے چلے گئے۔ ہائکی نے ایک طرح سے ان پر گولیوں کی یوچھاڑ کر دی تھی۔ وہ دراصل انہیں سنجھنے کا موقع نہ دینا چاہتی تھی اور پھر اسے اپنے نشانے پر بھی مکمل اعتماد تھا اور وہی ہوا۔ جو بھی نیچے گرا وہ چند لمحے پھر کئے بعد ساکت ہوتا چلا گیا۔ آخری آدمی کے نیچے گرتے ہی ہائکی اچھل کر کرے سے باہر آئی تو اسی لمحے لائک گرین سوت والا آدمی کار کے دروازے سے نکل رہا تھا۔ اس کا قد لمبا تھا اس لئے اسے کار کے دروازے سے باہر آنے میں قدرے مشکل پیش آ رہی تھی اور اس کی یہی مشکل ہائکی کے کام آگئی۔

ہائکی نے مشین پسل کو نال سے پکڑ کر اس کا دست بھر پور انداز

میں اس گنجے آدمی کے سر پر مار دیا تو وہ اوغ کی آواز نکالتا ہوا دہیں دروازے میں ہی ڈھیر ہو گیا۔ ہائکی نے اسے واپس اندر دھکیلایا اور تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی۔ چابی اکنیشن میں موجود تھی۔ اس نے چابی گھمائی تو انہیں شارت ہو گیا۔ ہائکی نے ایک بار مڑ کر عقبی سیٹ کی طرف دیکھا۔ لائک گرین سوت والا جو حقیقتاً متاع کا سرپراہ العباس تھا دونوں سیٹوں کے درمیان بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ ہائکی نے ایک جھٹکے سے کار احاطے سے باہر نکالی اور تیزی سے اسے اس طرف کو لے گئی جدھر اس کے ساتھی موجود تھے۔ اس نے کچھ آگے جا کر گاڑی روکی اور تیزی سے باہر آ کر اس نے ہاتھ ہلانے تو ڈیوڈ اور کروز جھاڑیوں کے پیچے سے نکل کر کار کی طرف دوڑے۔

”بیٹھو۔ جلدی کرو۔“..... ہائکی نے قدرے چیخ کر کہا تو ڈیوڈ سماںڈ سیٹ پر جبکہ کروز عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ہائکی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی اور اس نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی اور پھر چند ہی لمحوں بعد وہ درختوں کے اس چھنڈ میں پہنچ گئے جہاں ان کی کار موجود تھی۔

”جلدی کرو۔ کار باہر لے آؤ۔ جلدی۔“..... ہائکی نے کار روکتے ہی چیخ کر کہا تو ڈیوڈ اور کروز دونوں تیزی سے کار سے باہر نکلے اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کی اپنی کار باہر آگئی۔

”العباس کو اپنی کار میں منتقل کرو۔ اس دران میں اس کار کو

جھنڈ میں کھڑی کر آتی ہوں۔۔۔ ہاسکی نے کہا تو ڈیوڈ اور گرفز دونوں نے عقی میٹوں کے درمیان بے ہوش پڑے العیس کو گھیٹ کر باہر نکلا اور اپنی کار کی عقی میٹوں کے درمیان لٹا کر اس پر چادر ڈال دی جبکہ اس دوران ہاسکی نے کار لے جا کر جھنڈ میں روکی اور پھر دوڑتی ہوئی جھنڈ سے باہر آ گئی۔ اس پار ڈیوڈ ڈرائیورنگ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ ہاسکی سائیڈ سیٹ پر اور گرفز عقی سیٹ پر بیٹھا تھا۔

”اب چلو سیدھے بندرگاہ پر۔ جہاں ریننڈ پیٹیڈ بوت لئے موجود ہو گا۔ زیادہ سپیڈ سے نہ چلتا کہ پولیس پیچھے لگ جائے۔ میں اسے فون کر رہی ہوں۔۔۔ ہاسکی نے کہا تو ڈیوڈ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی جبکہ ہاسکی نے جیپ سے سیل فون نکلا۔ اس نے اسے آن کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے میں مصروف ہو گئی۔

عمران اپنے فلیٹ میں موجود ایک سائنسی رسالہ پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی نجٹ اٹھی۔ سلیمان چونکہ مارکیٹ گیا ہوا تھا اس لئے عمران فلیٹ میں اکیلا تھا۔ اس نے چند بار تو گھنٹی کو نظر انداز کیا لیکن جب گھنٹی مسلسل بجتی رہی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (اسکن) بربان خود بول رہا ہوں۔۔۔ عمران نے رسیور اٹھا کر اپنے مخصوص انداز میں اپنا تعارف کرتے ہوئے کہا۔

”میں سرسلطان کا پی اے بول رہا ہوں جناب۔ سرسلطان صاحب سے بات کریں۔۔۔ دوسری طرف سے سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چوٹک پڑا کیونکہ سرسلطان تو اسے ڈائریکٹ فون کرتے تھے اور جب کوئی سرکاری

مسئلہ ہوتا یا کوئی سیر نہیں بات ہوتی تو وہ پی اے کے ذریعے ہی فون کرتے تھے۔

”ہیلو۔ سلطان بول رہا ہوں عمران جی۔ غصب ہو گیا۔ متعار کے سربراہ العباس کو پاکیشیا سے اخوا کر لیا گیا ہے۔ میں اس وقت ہنگامی مینگ میں تھا۔ تم نے اپنے آدمی تو لگائے تھے اس کی حفاظت کے لئے۔ پھر یہ کیسے ہو گیا۔ بہت ظلم ہوا۔ پاکیشیا نے ان کی حفاظت کی گارنٹی دی تھی۔ اب کیا ہو گا۔ پاکیشیا کو بے حد نقصان پہنچ گا۔“..... سرسلطان نے بوکھلانے ہوئے انداز میں اور بے ربط انداز میں بات کرتے ہوئے کہا تو عمران سمجھ گیا کہ سرسلطان کی اس وقت ذہنی اور قلبی کیفیت کیا ہوگی۔

”مجھے تو تفصیل کا علم نہیں ہے۔ آپ تفصیل بتائیں اور حوصلہ رکھیں۔ اگر انہیں اغوا کیا جا سکتا ہے تو انہیں برآمد بھی کیا جا سکتا ہے۔“..... عمران نے انہیں شلی دینے کے انداز میں بات کرتے ہوئے کہا تو جواب میں سرسلطان نے ملٹری انسٹیلی جنس کے چیف کرنل شاہ کی پلانگ سے آگاہ کیا اور یہ بھی بتا دیا کہ ان کی سفارش پر اس پلان پر عمل کیا گیا تھا کیونکہ ان کے خیال کے مطابق یہ پلان بے حد شاندار تھا۔

”پھر ہوا کیا ہے۔“..... عمران نے پوچھا۔

”ملٹری انسٹیلی جنس کا کیپٹن احسان اپنے ساتھیوں سمیت ایڑ پورٹ کے عقبی حصے میں ایک احاطے میں موجود تھا۔ وہ اکیلا جا کر

العباس کو طیارے سے لے آیا۔ ہم مطمئن تھے کہ پیش پولیس کے کسی صدر نے ملٹری انسٹیلی جنس کے چیف کرنل شاہ کو بتایا کہ احاطے میں دو چیزوں موجود ہیں اور ملٹری انسٹیلی جنس کا کیپٹن احسان اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں وہاں پڑی ہوئی ہیں جس پر کرنل شاہ بذات خود وہاں پہنچا تو العباس غائب تھا۔ ملٹری انسٹیلی جنس کی کار قریب ہی درختوں کے ایک جھنڈ کے اندر کھڑی تھی اور بس۔ نجانے کوں لوگ انہیں اغوا کر کے لے گئے ہیں اور اب وہ کہاں ہیں جبکہ ہوٹل گرینڈ میں نقلی العباس صحیح سلامت موجود ہے اور اصل کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ ملٹری انسٹیلی جنس نے دارالحکومت سے باہر نکلنے کے تمام راستوں پر پکنگ کر رکھی ہے لیکن اب مجھے ان پر اعتماد نہیں رہا۔ جو لوگ اس انداز میں انہیں اغوا کر سکتے ہیں وہ انہیں پاکیشیا سے باہر بھی نکال لے جائیں گے اس لئے اب اللہ تعالیٰ کے بعد صرف تم پر بھروسہ ہے کہ تم خود حرکت میں آؤ تو پاکیشیا بے عزت ہونے سے نجیج جائے گا۔“..... سرسلطان نے تقریباً روتنے ہوئے لہجے میں کہا۔

”آپ بے فکر ہیں سرسلطان۔ ہمیں پاکیشیا کی عزت کا بخوبی احساس ہے اور میں العباس صاحب کو تخت الشری سے بھی باہر لے آؤں گا۔“..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ خدا یا تیرا شکر ہے۔ اب میں مطمئن ہوں۔ اب میں حکومت تارکی اور صدر صاحب کو بھی تسلی دے دوں گا۔“..... اس بار پورٹ کے عقبی حصے میں ایک احاطے میں موجود تھا۔ وہ اکیلا جا کر

سرسلطان نے پہلی بار مسراٹ بھرے لبجے میں کہا۔
”آپ بے فکر رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کامیابی دے گا۔“ عمران نے کہا۔

”ان شاء اللہ۔ اچھا اللہ حافظ۔“..... سرسلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا اور پھر جیب سے بیل فون نکال کر اس نے اسے سب سے پہلے زیر و تیرہ پر لیں کر دیا تاکہ فون اور کال دونوں محفوظ رہیں۔ پھر اس نے صدر کا نمبر پر لیں کر دیا اور اسے کان سے لگایا۔

”لیں۔ صدر بول رہا ہوں۔“..... رابط قائم ہوتے ہی صدر کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بنده ان فلیٹ قبضہ خود بول رہا ہوں۔“..... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

”مجھے معلوم ہے عمران صاحب۔ آپ کا نام میرے بیل فون کی سکرین پر ڈیپلے ہو رہا ہے۔ فرمائیے۔“..... صدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”فرماش بعد میں کیونکہ اس مہنگائی کے دور میں چاہے پختے کی دال کی ہی فرماش کرو تو لوگ بھاگ جاتے ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ تم میری بات سننے سے پہلے بھاگ جاؤ اس لئے یہ بتاؤ کہ پیش

پولیس کے صدر تم ہی ہو یا کوئی اور۔“..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ تو العباس صاحب کے ہمارے میں واردات کی اطلاع آپ تک پہنچ گئی ہے۔ میں اور کیپٹن ٹکلیل اس کی حفاظت کی ڈیلوٹی پر تھے۔ چیف نے ہمیں یہ ڈیلوٹی سوپی تھی لیکن العباس صاحب کو ہڑے ماہرانہ انداز میں انغو کر لیا گیا ہے۔ میں چیف کو روپورٹ دینے والا تھا کہ آپ کی کال آ گئی۔“..... صدر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مشکر کرو تم نے چیف کو روپورٹ ہمیں دی ورنہ چیف تمہیں چوک پر الٹا لٹکا دیتا۔ پاکیشا کی عزت پر آنچ آ رہی ہے اور تم ناکامی کی روپورٹ دے رہے ہو۔“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ ہمیں تو اس ہمارے میں معلوم ہی نہ تھا کہ مشری اٹھیلی جنس نے درپرداز یہ پلانگ کی ہوئی ہے۔ ہمیں تو طیارہ آنے کے بعد مشری اٹھیلی جنس کے کیپٹن احمد رضا نے بتایا کہ طیارے میں دو العباس آ رہے ہیں۔ ایک اصلی اور دوسرا نقلي۔ نقلي کو ایئر پورٹ کے عقب میں جب طیارہ ہڑے گا تو وہاں اتار دیا جائے گا جہاں مشری اٹھیلی جنس کا کیپٹن احسان موجود ہو گا۔ وہ اسے ساتھ لے کر قریبی احاطے تک جائے گا تاکہ اگر وہاں دشمن چھپے ہوئے ہوں تو وہ سامنے آ جائیں گے جبکہ اصل العباس ہوٹل گرینڈ چلا جائے گا۔ اس نے بتایا کہ اس خفیہ پلانگ کے ہمارے میں

اے ملٹری ائیلی جنس کے کرنل شفقت نے بتایا ہے۔ مجھے اس پر یقین نہ آیا کیونکہ طیارہ اترنے کے بعد رکانیں تھا اور میکسی کرتا ہوا چلتا رہا تھا۔ پھر ٹرینل کی چھت پر بھی کمانڈوز موجود تھے۔ وہ تو اس کارروائی کو چیک کر سکتے تھے لیکن اس کے باوجود جب طیارہ رکا اور سب لوگ اتر کر چلے گئے تو ہم نے اختیاطاً عقبی طرف کا جائزہ لیا اور پھر وہاں احاطے میں دو چیزیں اور آٹھ افراد کی لاشیں ملنیں تو مجھے یقین آیا کہ کیپٹن احمد رضا نے درست کہا ہے۔ میں نے ملٹری ائیلی جنس کے چیف کرنل شاہ کو سیل فون کے ذریعے اطلاع دی۔ اس کے بعد ہم نے ادھر ادھر پوچھ پچھ کی تو ہمیں ایک کار کے بارے میں معلومات مل گئیں۔ اب میں اور کیپٹن شکیل اس کار کے مالک کو تلاش کر رہے ہیں۔ لگتا ہے کہ کار کا رجسٹریشن نمبر جعلی تھا اس لئے ہم تاکام رہے۔ اب میں چیف کو رپورٹ دینے ہی والا تھا کہ آپ کی کال آگئی۔ آپ کو کس نے اس بارے میں بتایا ہے۔ صدر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”مجھے سرسلطان نے بتایا ہے اور پاکیشیا کی بے عزتی پر رونے کے قریب ہو رہے تھے۔ میں نے انہیں تسلی دی دی ہے۔ میں خود چیف سے بات کرتا ہوں۔“ میں بہر حال العباس صاحب کو برآمد کرنا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”میں پہلے رپورٹ دے دوں۔ پھر آپ انہیں کال کریں۔“

صدر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن وہ کار کا رجسٹریشن نمبر کیا ہے جسے تم جعلی قرار دے رہے ہو۔ میں ٹائگر کے ذمے لگاتا ہوں۔ وہ کار کو ڈھونڈ لائے گا۔“..... عمران نے کہا تو صدر نے کار کا نمبر بتا دیا اور ساتھ ہی کار کا میک اور ماذل کے بارے میں بھی بتا دیا۔

”اوکے۔“..... عمران نے کہا اور رابطہ ختم کر کے اس نے سیل فون کو واپس جیب میں ڈال لیا۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ گزرے تھے کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے رسپورٹ ٹھالیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بدہان خود اور بدہان خود بول رہا ہوں۔“..... عمران نے اپنے مخصوص لمحے میں کہا۔

”ڈیکسٹو۔“..... دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

”ارے اوہ۔ یہ تو اچھا ہوا کہ تم نے خود ہی فون کر لیا اور میری کال بج گئی۔ بے چارہ سلیمان ہر ماہ ٹیلی فون کا ہل ادا کرتے ہوئے اپنا سر پیٹا رہتا ہے اور مجھے تلقین کرتا رہتا ہے کہ میں خود کال نہ کیا کروں صرف سنا کروں۔ میں اب تمہیں فون کرنے ہی والا تھا کہ تمہاری کال آگئی۔ اب چاہے جتنی لمبی بات کرو مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔“..... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں بولتے ہوئے کہا۔

”آپ کا انداز اور لمبہ بتا رہا ہے کہ آپ فلیٹ میں اکیلے ہیں۔“..... اس بار دوسری طرف سے بلک زیر دتے اپنی اصل آواز اور لمبے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”سلیمان مارکیٹ گیا ہوا ہے ورنہ میں جب اسے بتاتا کہ میں کال کر رہا ہوں تو اس کا منہ دیکھنے والا ہوتا۔ اب اکیلا چنا کیا بھاڑ جھونگے گا۔ اب میں اکیلا تو روئے کا مشہ بناوں گا۔ بہر حال بتاؤ کہ صدر نے کیا رپورٹ دی ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”صدر نے مجھے بتایا ہے کہ آپ نے بھی اس سے فون پر بات کی ہے۔ اس کی رپورٹ کے مطابق تو معاملات بے حد سیریمیں ہیں۔ سرسلطان نے اس بارے میں فون کر کے بتایا ہے کہ آپ ان سے معلوم کریں کہ کیا اصل العباس کو کیپٹن احسان کے خواں کیا گیا تھا یا نقلی العباس کو کیونکہ کیپٹن احمد رضا نے انہیں بتایا تھا کہ نقلی العباس ملٹری ہیڈ کوارٹر میں رہے گا اور اسے ہی ہر جگہ سامنے لایا جائے گا جبکہ اصل العباس ہوٹل میں رہے گا۔ اب ہوٹل میں العباس موجود تو ہے لیکن کوئی نہیں بتا رہا کہ وہ اصل ہے یا نقل۔“..... بلیک زید نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”وہی اصل تھا جو انہوا ہوا ہے۔ ملٹری ائمیلی جنس سے خفیہ پلانگ لیک ہو گئی اور اسے انہوا کر لیا گیا۔ ہم نے اب فوری طور پر سب کام چھوڑ کر یہ معلوم کرنا ہے کہ العباس کو کس نے انہوا کیا ہے اور کہاں پہنچایا گیا ہے۔ تب ہی ان کی برآمدگی کے بارے میں کام کیا جاسکتا ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”کار کا جو نمبر صدر کو معلوم ہے وہ جعلی لکلا ہے۔ ان کا راستہ تو بند ہو گیا ہے۔ آپ نائیگر سے کہیں کہ وہ معلومات حاصل کرے کہ

انہوا کشندگان کو جو یقیناً یہودی ہوں گے یہ سہولت کوئی یہودی ہی مہیا کر سکتا ہے۔“..... بلیک زید نے کہا۔

”ہا۔ یہاں ملک میں نائیگر زیادہ موثر انداز میں کام کر سکتا ہے۔ میں اسے ابھی اس کام پر لگا دیتا ہوں۔“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور ایک بار پھر جیب سے بیل فون تکال کر اس نے اس پر نائیگر کا نمبر پریس کر دیا۔

”یہ بس۔ نائیگر بول رہا ہوں۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی نائیگر کی آواز سنائی دی۔

”کہاں موجود ہو تم۔“..... عمران نے پوچھا۔

”ملکی کلب میں بس۔“..... نائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میرے فلیٹ پر آ جاؤ۔ تمہارے ذمے انتہائی ایم جیسی کام لگانا ہے۔“..... عمران نے کہا اور فون آف کر کے اسے واپس جیب میں ڈال لیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران کو دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تو وہ سمجھ گیا کہ سلیمان مارکیٹ سے واپس آیا ہے۔

”چائے لے آؤں صاحب۔“..... سلیمان نے دروازے کے سامنے رکتے ہوئے کہا۔

”ہاں لے آؤ۔“..... عمران نے کہا تو سلیمان سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ چائے کی بھاپ اڑاتی ہوئی پیالی اٹھائے اندر داخل ہوا۔

”کیا کوئی ایم جیسی ہو گئی ہے صاحب۔“..... سلیمان نے پیالی

عمران کے سامنے میز پر رکھتے ہوئے بڑے سنجیدہ لبجے میں کہا۔
 ”ارے۔ تم نجومی ہو۔ رملی ہو یا کیا ہو۔ انہی آئے اور انہی
 تمہیں ایک جنسی کا بھی پتہ چل گیا ہے۔“..... عمران نے حیرت بھرے
 لبجے میں کہا۔

”نہ میں نجومی ہوں اور نہ ہی رملی۔ آپ سائنس کی کتابیں
 پڑھتے ہیں۔ آپ کے چہرے پر لکھی ہوئی تحریر میں پڑھ لیتا ہوں۔
 آپ کے چہرے پر لکھا ہوا واضح نظر آ رہا ہے کہ کوئی ایک جنسی ہو گئی
 ہے۔“..... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کمال ہے۔ اب میرے چہرے پر تحریر لکھی ہوتی ہے۔ کمال
 ہے۔ دیسے واقعی ایک ایک جنسی ہو گئی ہے۔“..... عمران نے کہا اور
 اس کے ساتھ ہی اس نے العباس کے اغوا کے بارے میں تفصیل
 بتا دی۔

”اوہ۔ یہ تو پورے ملک کی بے عزتی ہو گئی۔ بہت برا ہوا
 ہے۔“..... سلیمان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور واپس مڑ گیا۔
 انہی وہ دروازے تک پہنچا تھا کہ کال بیل کی آواز سنائی دی۔

”ٹائیگر ہوگا۔ جاؤ دروازہ کھولو۔“..... عمران نے کہا تو سلیمان
 کمرے سے نکل کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر
 بعد ٹائیگر سینگ روم میں داخل ہوا۔ اس نے سلام کیا اور پھر میز کی
 دوسری طرف موجود کری پر بیٹھ گیا۔

”ٹائیگر۔ تمہیں العباس کے بارے میں معلوم ہے۔ متاع کا

سر بردا۔“..... عمران نے کہا۔

”خبرات میں جو کچھ شائع ہوا ہے بس اتنا مجھے معلوم ہے
 ہاس۔“..... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے اسے
 العباس کے بارے میں تفصیل بتا دی اور پھر یہ بھی بتا دیا کہ العباس
 کو کس طرح اغوا کر لیا گیا ہے اور اب انہیں برآمد کرنا پاکیشا کی
 ذمہ داری ہے۔

”ہاس۔ یہ اغوا یقیناً یہودیوں نے کیا ہو گا اور وہ ان سے
 معلومات حاصل کریں گے۔ اس کے بعد ان کی واپسی کا کیا
 فائدہ۔ متاع کو تو ان معلومات کی بناء پر ختم کر دیا جائے گا۔“..... ٹائیگر
 نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”قدرت اپنے انداز میں کام کرتی ہے۔ العباس صاحب کی
 یادداشت ختم ہو چکی ہے۔ صرف چند روز کی تازہ یادداشت کام کرتی
 ہے۔ میں نے اس پر ایک ماہ سے بات کی ہے۔ ان کا کہتا ہے
 کہ بہت ہی ایڈوانس علاج کیا جائے تب بھی ایک ماہ سے دو ماہ
 لگ سکتے ہیں۔ اس کے بعد ان کی یادداشت بحال ہو سکتی ہے۔
 بہر حال ہمارے پاس ایک ماہ کا وقت تو موجود ہے۔“..... عمران نے
 جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے ہاس۔ میں معلوم کرتا ہوں کہ یہ کارروائی کس
 گروپ نے کی ہے۔ پھر بات آگے بڑھے گی۔“..... ٹائیگر نے کہا۔
 ”جس قدر جلد ممکن ہو سکے اس کا تمی سراغ لگاؤ۔ ہمارے

پاس وقت بے حد کم ہے اور ہاں۔ صدر نے دہاں سے ایک کار کا نمبر معلوم کیا تھا لیکن یہ نمبر جعلی ثابت ہوا ہے۔ وہ نمبر میں تمبا دیتا ہوں اور کار کا میک اور ماذل بھی۔ اگر اس کار کے بارے میں معلومات مل سکیں تو فوری طور پر آگے بڑھا جا سکتا ہے۔..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نمبر اور باقی تفصیلات تھا دیں۔

”لیں بآس۔ میں اس پر فوری کام شروع کر دیتا ہوں“۔ ٹائیگر نے کہا۔

”سنو۔ وقت ضائع مت کرنا۔ ہمارے پاس وقت نہیں ہے“۔ عمران نے کہا۔

”لیں بآس۔ میں سمجھتا ہوں بآس“۔ ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ اجائزت لے کر پیروںی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ہائکی چونکہ اب زیرِ شخصیت قرار دی جا چکی تھی اس لئے اب چیف سے ملنے کے لئے اسے مختلف جگہوں پر جانے سے نجات مل گئی تھی اور وہ کار میں سوار اس علاقے میں پہنچ گئی جہاں چیف موجود تھا۔ اس نے کار سائینڈ پر پارکنگ میں روکی اور یچے اتر کر تیز تیز قدم الٹھالی عمارت کی ایک سائینڈ پر بڑھتی چلی گئی۔ عمارت کے گوئے میں موجود ایک دروازے کے سامنے رک گراں نے اس انداز میں اپنے چہرے کو ایڈ جست کیا جیسے تصور کھیچوانے کے لئے وہ کوئی خصوصی پوز بنانا رہی ہو۔ چند لمحوں بعد ہلکی سی کھٹک کی آواز کے ساتھ ہی دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا تو ہائکی اندر داخل ہو گئی۔

یہ ایک راہداری تھی جو آگے جا کر گھوم جاتی تھی۔ ہائکی کے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ خود بخود اس کے عقب میں ہند ہو گیا۔ ہائکی بلاہموئی میں آگے بڑھتی چلی گئی۔ راہداری کا اختتام ایک دروازے

پر ہوا۔ ہاںکی نے ہاتھ بڑھا کر دروازے پر دستک دی۔
لیں۔ کم ان۔۔۔ اس کے کان میں آواز پڑی اور اس کے
ساتھ ہی دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا اور ہاںکی اندر داخل ہوئی تو پلی
کاک کا چیف کری پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ ہاںکی کے اندر داخل ہوتے
ہی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”میں تمہارے اختیال کے لئے اٹھا ہوں ہاںکی۔۔۔ چیف نے
مکراتے ہوئے کہا۔

”آپ مجھے شرمندہ کر رہے ہیں چیف۔۔۔ ہاںکی نے مکراتے
ہوئے کہا۔

”نہیں۔ تم نے کارنامہ ہی ایسا سراجعام دیا ہے کہ مجھے فخر ہے
کہ تم پلی کاک کی ایجنت ہو اور سنو۔ اب میں نے تمہیں پر ایجنت
بنانا دیا ہے۔ اب تمہارا پورا گروپ پر سیکشن کھلانے گا۔۔۔ چیف
نے کہا تو ہاںکی کے چہرے پر بے اختیار سرت کی لہریں سی دوڑنے
لگیں۔

”تھینکس چیف۔ آپ واقعی قدر شناس ہیں۔۔۔ ہاںکی نے
انتہائی سرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ یہ اس کا خواب تھا جو آئندہ
پورا ہو گیا تھا۔

”تمہاری روپورٹ میں نے پڑھ لی ہے اور کراسی سے بھی
روپورٹ مل گئی ہے۔ تم اور کراسی دونوں نے اس بار واقعی کام کیا
ہے اور موقع سے فائدہ اٹھایا ہے ورنہ جو وہاں انداز اختیار کیا

گیا تھا مجھے یہ مشن کامیاب ہوتا نظر نہ آ رہا تھا لیکن تم نے جس
طرح وہاں پہنچ کر کام کیا ہے اور موقع سے فائدہ اٹھایا ہے اس
نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے اس لئے میں نے تمہیں پر سیکشن کی
انچارج بنادیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آئندہ بھی تم اسی انداز میں
کام کرتی رہو گی۔۔۔ چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس سے بھی زیادہ چیف۔ آپ کو کبھی شکایت کا موقع نہیں
ملے گا۔۔۔ ہاںکی نے جواب دیا۔

”گذشتہ میں نے اس لئے تمہیں کال کیا تھا کہ تمہیں یہ
خوب خبری سنادوں۔۔۔ چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”چیف۔ العباس بخیریت پہنچ گیا ہے نا۔ میں تو اسے پیڈ بوٹ
پر لے جاتے ہوئے بڑی پریشان ہو رہی تھی کہ کہیں ہماری ساری
محنت ضائع نہ ہو جائے۔۔۔ ہاںکی نے کہا۔

”اوہ نہیں۔ سب کام اور کے ہو گیا ہے۔ پیڈ بوٹ گلکیسی نے
اسے بین الاقوامی سمندر میں موجود ایک جہاز پر پہنچا دیا جو اسے
لے کر آگے بڑھ گیا اور پھر مخصوص جگہ پر ہماری آبدوز موجود تھی۔
العباس کو اس آبدوز میں شفت کر دیا گیا اور پھر اسے وہاں پہنچا دیا
گیا جہاں اسے لے جانا تھا۔۔۔ چیف نے کہا۔

”چیف۔ اسے کہاں رکھا گیا ہے۔۔۔ ہاںکی نے کہا۔

”ہاں۔ اب چونکہ تم پر ایجنت ہیں چکی ہو اس لئے اب تم سے
بکھر نہیں چھپایا جانا چاہئے اور دوسری بات یہ کہ مجھے خدشہ ہے کہ

پاکیشیا سیکرٹ سروس شاید العباس کو برآمد کرنے کے لئے کام کرے تو اس کے مقابلے پر بھی تمہیں جی جانا ہوگا کیونکہ تم سے بہتر ایجنت پی کاک کے پاس نہیں ہے۔۔۔ چیف نے کہا تو ہاسکی بے اختیار اچھل پڑی۔۔۔

”اوو۔۔۔ کیا اس سلسلے میں آپ کو کوئی رپورٹ ملی ہے؟۔۔۔ ہاسکی نے چونک کر کہا۔۔۔

”کرابی نے رپورٹ دی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے خطرناک ایجنت عمران کا شاگرد ٹائیگر پاکیشیا کی انڈر ورلڈ میں ان لوگوں کو ٹرینس کرتا پھر رہا ہے جو یہودیوں کے لئے کام کرتے ہیں۔ اس سے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ عمران لازماً العباس کے پیچھے آئے گا کیونکہ وہ یہودیوں کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ اس نے جتنا نقصان یہودیوں کو پہنچایا ہے اسے بیان نہیں کیا جا سکتا۔۔۔ چیف نے قدرے جذباتی لمحے میں کہا۔

”تو پھر اسے ہلاک کیوں نہیں کر دیا گیا؟۔۔۔ ہاسکی نے قدرے حیرت پھرے لمحے میں کہا۔۔۔

”لاکھوں نہیں تو ہزاروں بار اس پر خوفناک حملے کے گئے لیکن وہ ہر بار فتح گیا۔ خوشی قسمتی اس کا ساتھ دیتی ہے۔۔۔ چیف نے کہا تو ہاسکی حیرت سے چیف کو دیکھنے لگی کیونکہ چیف نے اس انداز میں بھی کسی کی تعریف نہ کی تھی۔۔۔

”آپ مجھے اجازت دیں۔ میں پاکیشیا جا کر اس کا خاتمه کر دیتی ہوں۔ میں دیکھتی ہوں کہ وہ کیسے بختا ہے؟۔۔۔ ہاسکی نے

بڑے چیلنج بھرے لمحے میں کہا تو چیف بے اختیار پس پڑا۔

”تمہیں پاکیشیا جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ خود تمہارے پاس پہنچ جائے گا۔۔۔ چیف نے کہا تو ہاسکی بے اختیار اچھل پڑی۔۔۔

”کیا آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ اسے پہنچ چائے گا کہ یہ انہوں کی کارروائی ہاسکی نے کی ہے اور وہ یہاں میرے پیچھے پہنچ جائے گا۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے۔۔۔ ہاسکی نے کہا۔

”اسے معلوم بھی ہو جائے تو وہ تمہارے پیچھے نہیں آئے گا۔ یہ بات ذہن سے نکال دو۔۔۔ چیف نے کہا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اسے معلوم ہو جائے اور وہ پھر بھی نہ آئے۔ یہ کیسے ممکن ہے؟۔۔۔ ہاسکی کے لمحے میں ایک بار پھر حیرت نہایاں ہو رہی تھی۔۔۔

”اس لئے کہ اس کا ٹارگٹ تم نہیں بلکہ العباس کی واپسی ہے اور یہ اس کی فطرت ہے کہ وہ صرف اپنے ٹارگٹ کی طرف ہی بڑھتا ہے۔ اوھر اوھر کی سوچتا تک نہیں۔۔۔ چیف نے کہا۔

”آپ نے خود ہی تو کہا تھا کہ وہ میرے پیچھے یہاں آئے گا۔۔۔ ہاسکی نے الجھے ہوئے لمحے میں کہا۔

”میں نے یہ نہیں کہا۔ میں نے کہا تھا کہ وہ خود ہی تم تک پہنچ جائے گا اور وہ اس لئے کہ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تمہیں اور تمہارے عیشیں کو اس جزیرے کی سیکورٹی سوپ دوں جہاں العباس

کو رکھا گیا ہے۔۔۔ چیف نے کہا تو ہاسکی بے اختیار اچھل پڑی۔
”چیف۔ جب کسی کو علم ہی نہیں ہے کہ العباس کو کہاں رکھا گیا
ہے تو کوئی اس تک کیسے پہنچ سکے گا۔ پھر شاید چند دنوں کی بات
ہے۔ چند دنوں میں اس سے تمام معلومات حاصل کر لی جائیں گی۔
اور اس کے بعد یقیناً اسے گولی مار دی جائے گی۔ پھر اس کی
سیکورٹی کے بارے میں آپ کیوں سوچ رہے ہیں؟۔۔۔ ہاسکی نے
تیز تیز لہجے میں کہا۔

”تم اس عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو زیادہ اچھی طرح
نہیں جانتی اس لئے ایسی بات کر رہی ہو۔ جن باتوں کو ان لوگوں
سے جتنا زیادہ چھپایا جائے اتنی ہی جلدی وہ اسے معلوم کر لیتے
ہیں۔ یہ ان کا رویکارڈ ہے اس لئے یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ اس
مقام کا کھونج نہ لگا سکیں جہاں العباس کو پہنچایا گیا ہے اور وہاں
سے جو روپرٹ مجھے ملی ہے اس کے مطابق یہ چند دنوں کی بات
نہیں ہے بلکہ اس پر کم از کم دو ماہ لگیں گے۔۔۔ چیف نے کہا۔

”دو ماہ۔ اودہ۔ پھر تو یہ کافی وقت ہے، لیکن چیف۔ انہیں تو یہ
معلوم ہی نہیں ہو سکے گا کہ العباس کو کس گروپ نے انداز کیا ہے اور
کس انداز میں اسے پاکیشیا سے نکالا گیا ہے تو وہ کیسے اس کے
چھپے آئیں گے۔ وہ زیادہ سے زیادہ ہمارے چھپے آئیں گے لیکن
ہمیں خود معلوم نہیں ہے کہ العباس کہاں ہے۔۔۔ ہاسکی نے کہا۔

”اُن سب باتوں کو چھوڑو۔ جو کچھ ہم سوچتے ہیں وہ مجموعی سوچ

کا عکس ہوتا ہے۔ اب میں تمہیں بتا دوں کہ العباس کو اسپاں کی
مشہور بندرگاہ نارکا سے تقریباً سو کلومیٹر دور بھیرہ روم کے اندر واقع
مشہور جزیرے ملاگا میں رکھا گیا ہے۔ ملاگا میں بننے والوں کی سطح کا
ایک ہسپتال ہے جس کو ملاگا انٹرپیشل ہسپتال کہا جاتا ہے کیونکہ موسم
کے لحاظ سے یہ جزیرہ بے حد شامندر روایات کا حامل ہے۔ یہاں
پورا سال بہار رہتی ہے اور ہلکی ہلکی بارش اکثر ہوتی رہتی ہے۔ پورا
جزیرہ پھولوں سے ہر وقت لدار رہتا ہے۔ یہاں پوری دنیا کے سیاح
ہر موسم میں کثیر تعداد میں آتے جاتے رہتے ہیں۔ اس ہسپتال کا
ایک خفیہ ونگ بھی ہے جسے پیشل ونگ کہا جاتا ہے۔ اس کے بارے
میں سوائے چند مخصوص افراد کے اور کسی کو علم نہیں ہے۔ العباس کو
اس پیشل ونگ میں رکھا گیا ہے۔ ویسے ہسپتال کے گرد بھی سیکورٹی
کا انتہائی سخت نظام ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم اپنے سیکشن کے
سامنے وہاں جاؤ اور اگر عمران اور اس کے ساتھی وہاں پہنچیں تو تم
انہیں ہسپتال پہنچنے سے پہلے ہی ختم کر دو۔۔۔ چیف نے تفصیل
سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”لیں چیف۔ مجھے خود بھی جزیرہ ملاگا جانے کا بے حد شوق
ہے۔ میں نے وہاں کے بارے میں بے حد تعریفیں سن رکھی ہیں۔
وہاں سارا سال رومانیک لفڑا رہتی ہے۔۔۔ ہاسکی نے صرف
بھرے لہجے میں کہا۔

”اوے۔ میں تمہارے آرڈر کر دیتا ہوں۔ تم مجھ سے رابطہ

رکھنا۔ میں تمہیں ساتھ ساتھ آگاہ کرتا رہوں گا،”..... چیف نے کہا تو ہاسکی سر ہلاتی ہوئی اٹھی اور سلام کر کے پیرومنی دروازے کی طرف مڑ گئی۔ اس کے چہرے پر صرفت گھی اور پر صرفت شاید اس لئے تھی کہ اسے سرکاری خرچ پر کم از کم دو تین ماہ کے لئے ملا گا جیسے منجھے اور انتہائی خوبصورت جزیرے پر رہنے کی اجازت مل گئی تھی۔ ویسے اسے سو فیصد یقین تھا کہ عمران اور پاکیشیا سینکڑ سروس چاہیے پچھے پھی کیوں نہ کر لے انہیں کسی صورت بھی معلوم نہیں ہو سکتا کہ العباس کو کہاں پہنچایا گیا ہے اس لئے اس کے ذہن میں صرف تفریح ہی چھائی ہوئی تھی۔

ٹائیگر نے کار تھانہ سرکلر روڈ کے کپاؤنڈ میں موڑی اور پھر ایک سائیڈ پر موجود دو کاروں کے ساتھ اس نے کار روک دی اور پھر کار سائیڈ پر موجود دو کاروں کے ساتھ کرے کی طرف بڑھ گیا جس پر وزینگ روم کے پلیٹ لگی ہوئی تھی۔ وزینگ روم خالی پڑا ہوا تھا۔ البتہ وہاں دو باور دی پولیس والے ٹانکیں صوفوں پر رکھے بڑے اطمینان بھرے انداز میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ٹائیگر کو دیکھ کر وہ سیدھے ہو گئے۔

”جی فرمائیے“..... ان میں سے ایک نے بیٹھے بیٹھے ایسے لمحے میں کہا جیسے لٹھے مار رہا ہو۔

”میرا تعلق پیش پولیس سے ہے۔ ایس ایس او صاحب مجھے جانتے ہیں“..... ٹائیگر نے قدرے تکمانتہ لمحے میں کہا تو وہ دونوں اچھل کر کھڑے ہو گئے اور دونوں نے ہی بوکھلانے ہوئے انداز میں سیلوٹ کر دیا کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ پیش پولیس خفیہ پولیس کو

کہا جاتا ہے اور اس میں آفیسرز کی تعداد زیادہ ہوتی ہے اس لئے ٹائیگر کا لمحہ من کر انہوں نے اسے پیش پولیس کا بڑا افسر ہی سمجھا تھا۔

”اوکے۔ اب جا کر ایس ایچ او سے کہو کہ پیش پولیس کا سرکٹ آفیسر رضوان آیا ہے۔“ ٹائیگر نے ان کے سیلوٹ کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیں سر۔ لیں سر۔“ دونوں نے بوکھلانے ہوئے لمحے میں کہا اور پھر دونوں ہی بوکھلانے ہوئے انداز میں بیرونی دروازے کی طرف بھاگ پڑے۔ ان کے جانے کے بعد ٹائیگر نے جیب سے پرس نکالا اور اس کے ایک خانے میں موجود پیش پولیس کا خصوصی کارڈ نکال کر اس نے جیب میں رکھا اور پرس کو دوبارہ اندرولی جیب میں رکھ لیا۔ یہ کارڈ عمران نے اسے خصوصی طور پر بنوا کر دیا ہوا تھا تاکہ کسی ناگزیر حالات میں وہ اسے استعمال کر سکے۔

”آئیے سر۔“ چند لمحوں بعد ایک سپاہی نے واپس آ کر کہا اور ٹائیگر اس سپاہی کی رہنمائی میں عمارت کے انتہائی مغربی کونے میں ہوئے ایس ایچ او آفس میں داخل ہوا تو ادھیز عمر اور چہرے سے ہی شاطر نظر آنے والا ایس ایچ او اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”میرا نام قاسم ہے جناب اور میں تھانہ سرگلر روڈ کا ایس ایچ او ہوں۔“ ایس ایچ او نے اٹھ کر مصالحے کے لئے ہاتھ پڑھاتے ہوئے کہا۔

”رضوان احمد سرکٹ آفیسر پیش پولیس،“ ٹائیگر نے اپنا تعارف کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے وہ کارڈ نکال کر قاسم کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ ایس ایچ او قاسم نے چند لمحے غور سے کارڈ کی طرف دیکھا اور پھر یہ لمحت باقاعدہ سیلوٹ کر دیا۔

”سوری سر۔ آپ سے میں پہلے واقف نہ تھا اس لئے سیلوٹ نہ کر سکتا تھا۔“ قاسم نے سلوٹ مار گر کہا۔

”ہم دانتہ کسی کے واقف نہیں بنتے۔ تشریف رکھیں،“ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور کارڈ اس نے واپس لے کر جیب میں رکھ لیا۔

”لیں سر۔ پہلے بتائیں سر آپ کیا پینا پسند کریں گے۔“ قاسم نے قدرے بوکھلانے ہوئے لمحے میں کہا۔

”سوری۔ میں ڈیوٹی پر ہوں۔ میں نے اس لئے آپ کو تکلیف دی ہے کہ ملٹری ائیلی جنس کے کرنل شفقت کی لاش آپ کے تھانے کی حدود سے ملی ہے۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”اوہ۔ لیں سر۔ ہم تو انہیں چانتے نہیں تھے لیکن ان کی جیب سے ملٹری ائیلی جنس کا سرکاری کارڈ ملا تو ہم نے اعلیٰ حکام کو اطلاع دی جس پر ملٹری ائیلی جنس کے لوگوں نے آ کر انہیں شناخت کیا اور پھر پوسٹ مارٹم کے بعد لاش بھی ان کے حوالے کر دی گئی۔“ قاسم نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”انہیں کس طرح ہلاک کیا گیا تھا“.....ٹائیگر نے پوچھا۔
”انہیں سینے میں دو گولیاں ماری گئی تھیں اور وہ بھی قریب سے
جس کی وجہ سے وہ فوری ہلاک ہو گئے“.....قاسم نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

”کچھ پتہ چلا کہ یہ واروات کس نے کی ہے۔ قاتلوں کے
بارے میں کیا معلوم ہوا ہے“.....ٹائیگر نے پوچھا۔
”سوری سر۔ ان کی ہلاکت کے بارے میں تفییش کی جا رہی
ہے لیکن ابھی تک کوئی ٹھوں بات سامنے نہیں آئی۔ ویسے بھی ان کو
یہاں ہمارے علاقے کی حدود میں قتل نہیں کیا گیا۔ پوسٹ مارٹم
کے مطابق ان کی ہلاکت آئندھنے پہلے ہو چکی تھی۔ یہاں تو صرف
ویران علاقے میں ان کی لاش پھینک دی گئی تھی“.....ایس ایچ او
قاسم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ان کی جیبوں سے کیا سامان ملا تھا“.....ٹائیگر نے پوچھا۔
”جی۔ وہ موجود ہے۔ ابھی سرکاری طور پر اسے مشری انجینئرنگ
نے وصول نہیں کیا“.....ایس ایچ او قاسم نے کہا اور اس کے ساتھ
ہی اس نے میز کی سائیڈ پر موجود ہٹن پریس کیا تو ایک سپاہی نے
اندر داخل ہو کر سیلوٹ کیا۔

”کرٹل شفقت کا سامان لے آؤ لیکن صرف وہ سامان جوان
کی جیبوں سے نکلا ہے“.....قاسم نے اس سپاہی سے مخاطب ہو کر
کہا۔

”لیں سر“.....سپاہی نے کہا اور واپس چلا گیا۔
”کیا اور سامان بھی موجود ہے“.....ٹائیگر نے حیرت بھرے
لہجے میں کہا۔
”لیں سر۔ ان کا موت کے وقت پہنچا ہوا لباس اور جو تے
وغیرہ“.....قاسم نے جواب دیا۔

”اوہ اچھا“.....ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔
تحوڑی دیر بعد وہی سپاہی ایک شاپر اٹھانے اندر داخل ہوا اور اس
نے شاپر قاسم کے سامنے میز پر رکھ دیا۔ اس نے شاپر پر موجود تیل
کھولی اور پھر شاپر کو میز پر پلٹ دیا۔ عامہ ہی چیزوں کے ساتھ ایک
پس بھی تھا۔ ٹائیگر نے پس اٹھایا اور اسے کھول کر چیک کرنے
لگا۔ پریس میں تھوڑی سی رقم اور چند وزینگ کارڈ موجود تھے۔
اچانک ٹائیگر کی نظریں ایک خفیہ خانے پر پڑ گئیں۔ اس نے
انگلیاں ڈال کر اس خانے کو چیک کیا تو وہاں ایک کاغذ موجود تھا۔
ٹائیگر نے انگلیوں کی مدد سے کاغذ باہر لکھا تو وہ ایک تھہ شدہ چیک
تھا۔ ٹائیگر نے چیک کو کھول کر دیکھا تو وہ بے اختیار چونک پڑا
کیونکہ چیک بھاری مالیت کا تھا اور یہ کراس کلب کے مالک اور
جزل منیر کرامی کی طرف سے جاری کیا گیا تھا اور یہ کرٹل شفقت
کے نام پر تھا۔

”کیا پائی مل جائے گا“.....ٹائیگر نے قاسم سے کہا۔
”لیں سر۔ ابھی سر“.....قاسم نے میز کے کنارے پر موجود ہٹن

دیاتے ہوئے کہا تو نائیگر نے چیک کو تہہ کر کے واپس پرس میں رکھنے کی اداکاری کی جبکہ اصل چیک اس نے اپنی گود میں گرا دیا تھا۔ چونکہ قاسم پانی منگوانے میں مصروف تھا اور اس کی ساری توجہ نائیگر پر نہ تھی۔ چنانچہ نائیگر نے پرس بند کر کے میز پر رکھا اور گود میں موجود تھے شدہ چیک کو مٹھی میں بند کر کے اس نے کوت کی جیب میں ڈال لیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے قاسم کا شکریہ ادا کیا اور پھر چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے کراس کلب کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ گو کراسی یہودی نہ تھا لیکن وہ مین الاقوامی سٹھ کی تنظیموں کے لئے اکثر کام کرتا رہا تھا۔ نائیگر کی اس سے اچھی خاصی دوستی تھی کیونکہ نائیگر کو اکثر کراسی سے مفید معلومات مل جاتی تھیں۔ یہ چیک کرنی شفقت کے پرس سے نکلنے کے بعد وہ سمجھ گیا۔ تھا کہ کرنی شفقت نے کراسی کو معلومات بھیا کی ہیں جس کے معاوضے میں اسے یہ بھاری رقم کا چیک کا چیک دیا گیا اور پھر اسے ہلاک کر دیا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار کراس کلب کے کمپاؤنڈ میں داخل ہو رہی تھی۔ نائیگر نے اسے موڑا اور پھر پارکنگ میں پہنچا دیا۔ کار سے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ مین گیٹ میں داخل ہو کر وہ سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

”میرا نام نائیگر ہے۔ کراسی کو بتا دو کہ میں اس سے ملتا چاہتا ہوں“..... نائیگر نے کاؤنٹر پر رک کر وہاں موجود ایک نوجوان سے

کہا اور خود وہ تیزی سے سایہ پر موجود سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا کیونکہ کراسی کا آفس دوسری منزل پر تھا اس لئے نائیگر نے لفت کی بجائے سیڑھیاں استعمال کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ وہ چونکہ عمران کا شاگرد تھا اس لئے عمران کی پیروی ہر معاملے میں کرنا اپنا حق سمجھتا تھا اور اسے معلوم تھا کہ عمران اپنے جسم کو فٹ رکھنے کے لئے عام حالات میں لفت کی بجائے سیڑھیاں استعمال کرتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دوسری منزل پر پہنچا تو آفس کے دروازے پر ایک مسلح آدمی موجود تھا۔ اس نے نائیگر کو سلام کیا کیونکہ وہ نائیگر کو اکثر یہاں آتے جاتے دیکھتا رہتا تھا۔ نائیگر نے اس کے سلام کا جواب دیا اور پھر آفس کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہو گیا۔ یہی سی میز کے پیچھے لبے قد کا جامل اور بھینٹے کی طرح پلے ہوئے جسم کا مالک کراسی بیٹھا ہوا تھا۔

”آؤ۔ آؤ نائیگر۔ تمہاری آمد کی اطلاع مجھے مل گئی ہے۔ آؤ بیٹھو۔“..... کراسی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”شکریہ۔“..... نائیگر نے جواب دیا اور میز کی دوسری طرف کری پر بیٹھ گیا۔

”آج کیسے اوہر آنا ہوا ہے۔“..... کراسی نے آگے کی طرف بھکتے ہوئے کہا۔

”اٹھنالی اہم معاملہ ہے اور تم نے کھل کر میری مدد کرنی ہے۔“..... نائیگر نے کہا۔

”جس حد تک مجھ سے ہو سکا میں کروں گا۔ تم بتاؤ کیا معاملہ ہے۔ کسی بڑے چکر میں تو نہیں پھنس گئے“..... کراسی نے کہا۔

”ہاں۔ ایسا ہی سمجھو لو۔ میں دروازہ پند کر دوں“..... ٹائیگر نے کہا اور انھوں کر اس نے پیر دنی دروازہ اندر سے لاک کر دیا۔

”اوہ۔ تم واقعی بے حد پریشان نظر آ رہے ہو۔ فکر مت کرو میں تمہارا کھل کر ساتھ دوں گا۔“..... کراسی نے کہا جبکہ ٹائیگر اسی طرف مڑا اور بڑی میز کی سائینڈ سے ہوتا ہوا کراسی کی طرف بڑھا جیسے اس کے کان میں پکھہ کہنا چاہتا ہو۔

”ملٹری ائیلی جس کے کرنل شفقت کا قتل تمہیں کیوں کردا؟“..... ٹائیگر نے قریب آ کر قدر سے جھک کر کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیا بکواس ہے۔“..... کراسی نے یکنہت اچھلتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر یکنہت غصے کے ٹاثرات ابھر آئے تھے۔

”اس کے پرس میں سے تمہارا دیا ہوا بھاری مالیت کا چیک لکھا ہے اور اس پر تاریخ بھی وہی ہے جب اسے ہلاک کیا گیا تھا۔ تباہ دو۔ دردنا۔“..... ٹائیگر نے کراسی کی طرح آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

”شش اپ۔ نکلو یہاں سے۔ دردنا۔“..... کراسی نے ٹائیگر کے سینے پر ہاتھ مار کر اسے پیچھے ہٹانے کی کوشش کی لیکن اس سے پہلے کہ اس کا ہاتھ ٹائیگر کے سینے پر پڑتا ٹائیگر کا بازو بھلی کی سی تیزی

سے گھوما اور اس کی مڑی ہوئی انگلی کا ٹک کر اسی کی گردن کے عقبی حصے پر پوری قوت سے پڑا اور کراسی کا مضبوط اور پھیلا ہوا جسم یکنہت اس طرح ڈھیلا پڑتا چلا گیا جیسے ریت کے بورے سے ریت تکلنے کے بعد اس کی حالت ہوتی ہے۔ پھر اس کی گردن بھی سائینڈ پر ڈھلک گئی۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ حرام مغز کے مخصوص حصے پر ٹکی ہوئی چوٹ نے پیک جھکنے میں کراسی کو بے ہوشی کی وادی میں دھکیل دیا تھا ورنہ کراسی اپنے جسم کے لحاظ سے آسانی سے مار کھانے والوں میں سے نہیں تھا۔

ٹائیگر نے اسے کری پر سے ٹھیکیٹ پر اپنے کاندھے پر ڈالا اور پھر اس نے سب سے پہلے اندر سے دروازے کا لاک کھولا اور پھر میز پر رکھے ہوئے پیدا پر اس نے پیٹھ کے ساتھ موجود بال پوائنٹ کی مدد سے موٹے موٹے حروف میں لکھا کہ وہ ایک ضروری کام سے جا رہا ہے۔ چوتھکہ وہ کراسی کا دوست تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ کراسی اچانک عقبی دروازے سے چلا جاتا تھا اور ایسے ہی ثوٹ لکھ کر رکھ جاتا تھا تاکہ کلب والے پریشان نہ ہوں۔ پھر عقبی دروازہ کھول کر ٹائیگر عقبی کرنے میں آیا۔ چند لمحوں بعد وہ عقبی راہداری سے گزر کر عقبی گلی میں موجود دروازے تک پہنچ گیا۔ اس لاستے پر وہ کئی پار کراسی کے ساتھ آ جا چکا تھا اس لئے اس لاستے کے بارے میں سب کچھ معلوم تھا۔ دروازے کے قریب پہنچ کر اس نے کاندھے پر لدے ہوئے کراسی کو دروازے کے قریب

دیکھ بھال کرتا رہتا تھا۔ نائیگر نے پہلے تو سوچا کہ کراسی کو رانا ہاؤس لے جائے لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا کیونکہ وہاں زبان سخنوار نے کے بعد کراسی کو زندہ واپس نہ بھیجا جا سکتا تھا جبکہ نائیگر نے سوچ لیا تھا کہ کراسی سے سارے حالات معلوم کر کے اسے بے ہوش کر کے کسی پارک میں پہنچا دے گا تاکہ کراسی ہوش میں آ کر واپس اپنے کلب چلا جائے ورنہ کراسی کی ہلاکت کے بعد کراسی کی تنظیم نے اسے ٹنگ کرنا ہے کیونکہ آخری بار نائیگر ہی اس سے ملا تھا اور نائیگر کو کلب والے اچھی طرح جانتے تھے لیکن اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچ کر ایک بار پھر نائیگر کا ارادہ بدل گیا۔ اسے احساس ہو گیا تھا کہ کراسی موجود حالات میں بے حد اہمیت کا حال ہے۔ اس وقت ملک کی عزت داؤ پر لگی ہوئی ہے۔ کریم شفقت کے بارے میں عمران نے اسے بتا دیا تھا کہ صدر اور کیپٹن شکلیل کو العیاس کی آمد اور ایر پورٹ کے عقبی طرف اترنے کے بارے میں انہیں کیپٹن احمد رضا نے بتایا تھا اور کیپٹن احمد رضا نے انہیں عزیز مطمئن تھا۔

نائیگر نے کراسی کو ملازمِ عظم کے حوالے کیا تاکہ وہ اسے

دیوار کے ساتھ لگا کر لٹا دیا اور خود وہ دروازہ کھول کر باہر گلی میں آ گیا۔ اس نے دروازہ باہر سے بند کیا اور خود تیزی سے دوڑتا ہوا عقبی گلی سے نکل کر سائیڈ روڈ پر آیا اور پھر تیزی سے وہ کلب کے پہاڑنڈ گیٹ سے ہوتا ہوا پارکنگ میں آ گیا۔ کلب میں حالات نارمل تھے اس لئے کسی نے اس کی طرف خصوصی توجہ نہ دی اور وہ پارکنگ سے اپنی کار لے کر باہر آیا اور پھر اسے سائیڈ روڈ کی طرف دوڑا دیا اور پھر ریوس کی حالت میں گلی میں لے آیا اور دروازے کے سامنے وہ کار سے پیچے اتر۔ اس نے کار کا عقبی دروازہ کراسی ویسے ہی بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اس نے کار کا عقبی دروازہ کھولا اور کراسی کو گھیٹ کر عقبی سیٹ اور فرنٹ سیٹ کے درمیان ڈال کر اس پر چادر ڈال دی۔ اسے معلوم تھا کہ حرام مغز پر لگنے والی مخصوص چوت کے بعد کراسی از خود دس بارہ گھنٹوں سے پہلے ہوش میں نہیں آ سکتا اس لئے وہ اس کی طرف سے پوری طرح

چادر سے اسے اچھی طرح ڈھانپ کر اس نے دروازہ باہر سے بند کیا تاکہ کلب والے یہی سمجھیں کہ باہر سے اسے کراسی نے ہی بند کیا ہے۔ پھر اس نے کار کی ڈرائیور گ سیٹ سنچالی اور چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے اس کا لوٹی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جہاں اس نے ایک گٹھی کرائے پر لے کر اپنے عملی ہیڈ کوارٹر کے طور پر سچایا تھا۔ وہاں اس کا ایک آدمیِ عظم رہتا تھا جو اس کوٹھی کی

راڈر والی کرسی میں جکڑ دے اور خود وہ اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں فون موجود تھا۔ وہ پہلے لینڈ لائن سے معلوم کرنا چاہتا تھا کہ کیا عمران فلیٹ میں موجود ہے یا نہیں کیونکہ سیل فون کے بارے میں انہیں یہی ہدایت تھی کہ اسے انتہائی خاص حالات میں ہی استعمال کیا جائے۔ کمرے میں پہنچ کر اس نے کرسی پر بیٹھ کر فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیے۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی عمران کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”ٹائیگر بول رہا ہوں بس۔“..... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے تھائے جائے ہے لے کر کراسی کو اپنے ہیڈ کوارٹر تک لانے کی تفاصیل بتا دی۔

”گل۔ تم نے میں آدمی پر ہاتھ ڈالا ہے۔ میں خود آ رہا ہوں۔ اس سے تفصیلی پوچھ گھومنی چاہئے،“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے رسیور رکھ دیا۔

عمران کی کار خاصی تیز رفتاری سے اس کا لوپنی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جہاں ٹائیگر کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ ٹائیگر نے اسے فون پر تھانے سرکلر روڈ جانے سے لے کر کراسی کو ہیڈ کوارٹر لے آنے تک کی ساری تفصیل بتا دی تھی جس پر عمران نے فیصلہ کیا کہ وہ خود کراسی سے پوچھ گچھ کرے گا کیونکہ ٹائیگر کا کراسی کو رانا ہاؤس لے جانے کی بجائے اپنے ہیڈ کوارٹر لے آنے سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ ٹائیگر کراسی کو ہلاک کرنے کی بجائے واپس بھجوانا چاہتا ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ اس سے تفصیلی معلومات حاصل کرنے کی بجائے ہاتھ ہلاک رکھتا جبکہ اس وقت العباس کے انوانے ایک لحاظ سے پاکیشیا کو ہلاک کر رکھ دیا تھا اور پوری دنیا میں سورج پا ہوا تھا کہ پاکیشیا اتنے بڑے لیدر کی حفاظت نہیں کر سکا۔

عمران نے فیصلہ کر لیا تھا کہ ایسے حالات میں وہ اس داغ کو

وہ دے گا لیکن کوئی راستہ نظر نہ آ رہا تھا۔ اب پہلی بار کراہی کی صورت میں یہ راستہ نظر آیا تھا تو وہ اسے ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کوئی کے بندگی پر پہنچ گیا۔ اس نے مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجا یا تو پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک آدمی باہر آ گیا۔

”پھاٹک کھلو سکندر اعظم“..... عمران نے کار کی کھڑکی سے باہر سرگالتے ہوئے کہا۔

”یہ سر“..... آنے والے نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ عمران چار پانچ مرتبہ پہلے بھی یہاں آ چکا تھا اور وہ اعظم کو ہمیشہ سکندر اعظم کہا کرتا تھا جس پر اعظم بے حد خوش ہوا کرتا تھا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کھل گیا اور عمران کار اندر لے گیا۔ سائیڈ پر بنے ہوئے پورچہ میں یہاں نائیگر کی کار موجود تھی عمران نے اپنی کار روکی اور پھر پیچے اتر رہا تھا کہ عمارت سے نائیگر نکل کر تیزی سے عمران کی طرف پڑھا۔

”صرف اس چیک کی بتا پر تم نے اس پر ہاتھ ڈال دیا ہے یا اور کوئی وجہ بھی ہے“..... عمران نے سلام دعا کے بعد کہا۔ وہ دونوں اب عمارت کی طرف پڑھ رہے تھے۔

”باس۔ آپ نے خود بتایا تھا کہ ایئر پورٹ پر حفدر اور کیپٹن شکلیل کو ملٹری ائیلی جنس کے کیپٹن احمد رضا نے العاس کے یہاں ایئر پورٹ کے عقب میں اترنے اور ملٹری ائیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر

لے جانے کا بتایا تھا اور ساتھ ہی یہ بھی بتایا تھا کہ اسے یہ بات کریں شفقت نہ بتائی تھی۔ ان حالات میں کریں شفقت کی جیب سے اس قدر بھاری اور غیر ملکی کرنی کا چیک نکلا اور وہ بھی کراہی کا کیونکہ کراہی کے بارے میں مجھے معلوم ہے کہ وہ بین الاقوامی تنظیموں کے ساتھ کام کرتا رہتا ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ العاس کے ایئر پورٹ کے عقب میں اترنے کی خفیہ اطلاع اس کریں شفقت نے بھاری رقم کے عوض اسے مہیا کر دی ہو گی ورنہ کراہی اس قدر بھاری رقم تو کیا معمولی سی رقم بھی آسانی سے خرچ کرنے والوں میں سے نہیں ہے۔..... نائیگر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”تمہاری اس کراہی سے دوستی بہت گھری ہے کیا“..... عمران نے کہا۔

”کیا مطلب بآس۔ ان سے دوستی اس لئے رکھتا ہوں کہ ان سے بین الاقوامی تنظیموں کے بارے میں اہم معلومات مل جائیں“..... نائیگر نے جواب دیا۔

”اوہ۔ تم اس لئے نہیں چاہتے کہ کراہی ہلاک ہو جائے یا تم اس کی تنظیم سے ڈرتے ہو“..... عمران نے کہا۔

”باس۔ یہ آپ نے کیسے سوچ لیا“..... نائیگر کے لمحے میں ہلکی کی حیرت کا تاثرا بھر آیا تھا۔

”اس لئے کہ تم اسے راتا ہاؤں لے جانے کی بجائے یہاں

لے آئے ہو۔ بہر حال تم نے مجھے فون کر کے اچھا فیصلہ کیا ہے۔ کراپی داقی اس معاملے میں پوری طرح ملوث ہے اس لئے اس سے بیشادی معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔..... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ دونوں اس کمرے میں پہنچے جہاں کراپی ایک کرسی پر اسی طرح بے ہوشی کے عالم میں راؤز میں جکڑا ہوا بیٹھا نظر آ رہا تھا۔

”اے ہوش میں لے آؤ۔“..... عمران نے کہا اور خود وہ وہاں موجود دو کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ ٹائیگر نے کوٹ کی اندروں جیب سے خجرا لکلا اور پھر ایک ہاتھ سے اس نے کراپی کے بال پکڑ کر اس کا سر آگے کی طرف کیا اور پھر خجرا کی نوک سے اس نے اس کی گردن کے عقبی حصے میں ایک کٹ لگایا تو اس کو سے خون باہر رنسنے لگا اور پھر چند لمحوں بعد ہی کراپی کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے تو ٹائیگر نے خجرا کی نوک پر لگا ہوا خون کراپی کے لباس سے صاف کیا اور اسے واپس جیب میں رکھ کر وہ مڑا اور آ کر عمران کے ساتھ موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔ اعظم، عمران کی کرسی کے عقب میں موڈ بانہ انداز میں کھڑا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ عمران، ٹائیگر کا بھی استاد ہے اور ٹائیگر جس طرح دل سے عمران کی عزت کرتا ہے اس کی وجہ سے اعظم بھی عمران کی دل سے عزت کرتا تھا۔ چند لمحوں بعد کراپی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھو لیں اور پھر ایک جھلک سے سیدھا ہو گیا۔ وہ جیت بھرے انداز

میں اوہر اور درمیکھ رہا تھا اور پھر اس کی نظریں سامنے بیٹھے ہوئے عمران اور ٹائیگر پر جم گئیں۔

”اوہ۔ اوہ۔ کیا مطلب ٹائیگر۔ تم اور تمہارا استاد عمران۔ میں کہاں ہوں۔ کیا مطلب؟“..... چند لمحوں بعد کراپی نے جیت بھرے لبھے میں کہا۔

”تم اس وقت اپنے کلب میں نہیں ہو کراپی۔ تم نے پاکیشیا کی عزت کو ختم کرنے کی سازش کی ہے اور تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ کتنا بڑا جرم ہے۔ ایسا جرم کہ تمہارے جنم کو آرے سے چیر دیا جائے تب بھی یہ اس بڑے جرم کے مقابلے میں کم ہے۔“..... عمران نے یکنہت غراتے ہوئے لبھے میں کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ میرا ایسے کسی جرم سے کیا تعلق۔ میں نے کوئی جرم نہیں کیا۔ تم اپنے شاگرد ٹائیگر سے پوچھ لو۔ میں نے کبھی کوئی غلط کام نہیں کیا۔“..... کراپی نے تیز لبھے میں کہا۔

”سن۔ تم نے تارکی سے آنے والے یہودیوں کے سب سے بڑے دشمن اور متعال کے سربراہ العباس کو پاکیشیا سے اغوا کر کے لے جانے کی سازش میں بھرپور حصہ لیا ہے۔ یہودیوں کی تنظیم کے ساتھ مل کر تم نے ملٹری انسٹیلی جنس کے کرفل شفقت کو چکر دے کر اور اس کو لاکھوں ڈالرز کا چیک دے گر تم نے اس سے ایز پورٹ پر اترنے والے العباس کو اغوا کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے اس لئے اب تم یہ بتا کر اس غلطی کی تلافی کر سکتے ہو اور یہ تمہارے

پاس آخری موقع ہے کہ تم نے کس تنظیم کے ساتھ مل کر یہ کام کیا ہے۔ العباس کو یہاں سے کہاں لے جایا گیا ہے درستہ یہ سن لو کہ تمہاری روح سے بھی ہم اصل معلومات حاصل کر لیں گے لیکن پھر تمہاری لاش کو گھرو بھی نصیب نہیں ہو گا۔ عمران نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا۔

”میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ کرٹل شفقت میرے کلب میں آتا رہتا ہے۔ اس سے میرا لین دین چلتا ہے۔ کرٹل شفت کو جو چیک میں نے دیا ہے وہ اسی لین دین کا سلسلہ ہے۔“ کرابی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ تم نے مہلت ضائع کر دی اس لئے اب تمہیں مزید مہلت نہیں مل سکتی۔ اس کے نتھیں کاٹ دو۔ پھر یہ خود ہتی سب کچھ بتا دے گا۔“ عمران نے کہا۔

”لیں باس۔“..... ٹائیگر نے کہا اور اٹھ کر اس نے کوت کی اندر ورنی جیب سے وہی خیبر نکالا جس سے اس نے اس کی گردان کے عقبی حصے میں کٹ لگایا تھا اور کٹ سے خون نکلنے کی وجہ سے کرابی کو ہوش آیا تھا اور پھر خیبر نکال کر ٹائیگر بڑے چارحانہ انداز میں کرابی کی طرف بڑھنے لگا۔

”رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ۔“..... یکخت کرابی نے چیختے ہوئے کہا۔

”وہیں رک جاؤ ٹائیگر۔ اب میں اسے زندہ رہنے کا آخری

چاں دینا چاہتا ہوں۔“..... عمران نے کہا تو ٹائیگر، کرابی کی سایہ

میں کھڑا ہو گیا۔

”مجھے حلف دو کہ تم مجھے ہلاک نہیں کرو گے۔“..... کرابی نے کہا۔

”اگر تم اعتقاد کرنا چاہو تو کرو، نہ کرنا چاہو تو نہ کرو۔ ہمارے پاس اب مزید ضائع کرنے کے لئے وقت نہیں ہے۔“..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں بتا دیتا ہوں۔ پورٹ لینڈ کے دارالحکومت سائیگو سے ایک پارٹی آئی۔ میرا تعلق بھی پورٹ لینڈ سے ہے اور اس پارٹی کے چیف سے بھی میرے تعلقات ہیں اس لئے مجھے اس چیف نے فون کر کے کہا کہ میں اس پارٹی کے لئے یہاں کام کروں۔ چنانچہ یہاں میں نے کام کیا۔ مجھے اس پارٹی نے کہا کہ ملٹری انسٹی چنس سے آنے والے العباس کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں۔ ملٹری انسٹی چنس کا کرٹل شفقت میرے کلب میں آتا رہتا تھا اس لئے میں نے اسے بلوالیا اور اس پارٹی سے ملوایا۔ وہ تیار ہو گیا۔ اس نے بھاری رقم مانگی جو اس پارٹی کے کہنے پر میں نے اپنا چیک اسے دیا۔ اس نے بتایا کہ اصل العباس کو ایک پورٹ کے عقب میں طیارے سے اتار دیا جائے گا اور وہاں سے وہ ملٹری انسٹی چنس کے ہیڈ کوارٹر پہنچ جائے گا اور وہیں رہے گا۔ اس کام کے لئے ملٹری انسٹی چنس کے کمپنی احسان اور اس کے چند ساتھیوں کو

حکم دیا گیا۔ یہ وہی دن تھا جس دن العباس نے آنا تھا۔ پارٹی کے کہنے پر میں نے کرفل شفقت کو روک لیا اور جب پارٹی کام کرنے میں کامیاب ہو گئی تو میں نے اسے ہلاک کر دیا اور اس کی لاش دیا نے میں پھینکوا دی تاکہ اس کا ہم سے رابطہ کا علم کسی کو نہ ہو سکے لیکن وہ چیک نکالنا میں بھول گیا۔ بس یہ ہے ساری بات۔“

کراپی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کیا نام تھا اس پارٹی کا اور کس تنظیم سے اس کا تعلق ہے۔“

عمران نے پوچھا۔

”میں ایجنت کا نام ہاںکی ہے۔ اس کے رو ما تھت ڈیوڈ اور گروز اس کے ساتھ تھے۔ اس کے علاوہ وہ چند مزید افراد بھی تھے جو ایک علیحدہ کوٹھی میں رکھے گئے تھے جبکہ ہاںکی، ڈیوڈ اور کروز علیحدہ کوٹھی میں رہائش پذیر تھے۔ ان کا تعلق یہودیوں کی بڑی معروف لیکن خفیہ تنظیم پی کاک سے ہے۔ اس کا سیکشن پورٹ لینڈ میں کام کرتا ہے اور ایکریما سیکشن کا چیف بھی پورٹ لینڈ میں ہوتا ہے۔“

کراپی نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”یہاں سے العباس کو کیسے باہر نکالا گیا۔“..... عمران نے پوچھا۔

”بندرگاہ پر ایک سپیڈ بوٹ موجود تھی۔ العباس کو بے ہوش کر کے ایئر پورٹ سے سپیدھا بندرگاہ پر موجود سپیڈ بوٹ پر پہنچایا گیا۔

سپیڈ بوٹ اسے لے کر میں الاقوامی سمندر میں موجود ایک ایکریمان جنگی جہاز تک پہنچی اور وہاں سے العباس کو ایک فوجی طیارہ لے کر

ایکریما روانہ ہو گیا۔ اس کے بعد وہ کہاں گیا مجھے معلوم نہیں جبکہ ہاںکی اور اس کے ساتھی ایک چارٹرڈ طیارے سے واپس ایکریما چلے گئے۔..... کراپی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اب تم اسے کفرم کیسے کراؤ گے تاکہ ہمیں یقین ہو سکے کہ تم نے جو کچھ بتایا ہے وہ درست ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”میں نے جو کچھ بتایا ہے سو فتحمد درست ہے۔ یہ سن لو۔“

کراپی نے ہوش چلاتے ہوئے کہا۔

”کفرمیشن انتہائی ضروری ہے۔ پورٹ لینڈ فون کر کے ہاںکی سے بات کرو اور کچھ بھی کہو لیکن ہمیں کفرم کراؤ کہ تم نے جو کچھ بتایا ہے وہ درست ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”مجھے ہاںکی کا نمبر معلوم نہیں ہے۔“..... کراپی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹائیگر۔“..... عمران نے ٹائیگر سے کہا جو اس کے قریب ہی کھڑا تھا۔

”لیں بس۔“..... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

”میں فون کرتا ہوں۔ میں کرتا ہوں فون۔ مجھے مت ہاروں میں فون کرتا ہوں۔“..... کراپی نے یکنہت ہدیانی لہجے میں کہا۔ وہ واقعی بے حد خوفزدہ نظر آ رہا تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ وہ فیلڈ کا آدمی نہیں ہے ورنہ وہ اس انداز میں خوفزدہ نہ ہوتا۔

”نمبر بتاؤ۔“..... عمران نے کہا تو کراپی نے پورٹ لینڈ کا رابطہ

نمبر اور پھر پورٹ لینڈ کے دارالحکومت سائیگو کا رابطہ نمبر بتا کر ہائکی
کافون نمبر بتا دیا۔

”ٹائیگر۔ اس کے باتے ہوئے نمبر پر لیں کر کے لاڈر کا بٹن
آن کرو اور پھر رسیور اس کے کان سے لگا دو۔“..... عمران نے کہا تو
ٹائیگر نے چند لمحوں میں اس کے حکم کی تعیل کر دی۔ لاڈر کا بٹن
پر لیں ہونے کی وجہ سے دوسری طرف گھنٹی بجھنے کی آواز سنائی دے
رہی تھی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

”لیں سر۔“..... ایک نسوائی آواز سنائی دی۔

”کراسی بول رہا ہوں پاکیشی سے۔ میدم ہائکی سے بات کرنی
ہے۔“..... کراسی نے کہا۔

”ہائکی بول رہی ہوں۔ کیا ہوا ہے۔ کیوں یہاں فون کیا ہے۔“
دوسری طرف سے قدرے سخت لبجے میں کہا گیا۔

”میدم۔ کرشل شفقت کو آپ کے حکم پر ہلاک کر دیا گیا تھا
لیکن اب ملڑی اٹیلی جنس بڑی سختی سے اس کی ہلاکت پر کام کر رہی
ہے۔ مجھے خطرہ ہے کہ وہ مجھے تک نہ پہنچ جائیں۔ آپ اجازت دیں
تو میں چیف سے بات کر کے دہاں سائیگو شفت ہو جاؤں۔“
کراسی نے کہا۔

”اس میں میری اجازت کا کیا تعلق ہے۔“..... دوسری طرف
سے ایک بار پھر سخت لبجے میں کہا گیا۔

”چیف تو مجھے اجازت دے دے گا لیکن آپ نے اگر مخالفت

کی تو چیف انکار کر دے گا اس لئے آپ سے کہہ رہا ہوں۔“
کراسی نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ تم یہاں آنے کی بجائے ایکریمیا کی کسی اور
ریاست میں ڈیرہ ڈال لو۔ بہر حال اگر چیف اجازت دے دیں تو
پھر میں کیوں اعتراض کروں گی۔ او کے۔ گذ بائی۔“..... دوسری
طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے
رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور فون سیٹ لا کر عمران کی سائیڈ پر موجود
ٹپکی پر رکھ دیا۔

”آپ میں خود اس ہائکی سے بات کرتا ہوں۔ تم اس کراسی
کے منہ پر ہاتھ رکھ دو تاکہ یہ چیخ نہ پڑے۔“..... عمران نے کہا اور
اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پر لیں
کرنے شروع کر دیے۔ آخر میں اس نے لاڈر کا بٹن بھی پر لیں
کر دیا۔

”لیں۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی وہی پہلے والی نسوائی آواز
دوبارہ سنائی دی۔

”کراسی بول رہا ہوں۔“..... عمران نے کراسی کی آواز اور لبجے
میں کہا تو سامنے بیٹھے ہوئے کراسی کے چہرے پر انتہائی حیرت
کے تاثرات ابھر آئے لیکن ٹائیگر نے چونکہ اس کے منہ پر ہاتھ رکھا
ہوا تھا اس لئے وہ کوئی آواز نہ نکال سکا تھا۔

”ابھی تو بات ہوئی ہے۔ پھر کیوں نکال کی ہے۔“..... ہائکی نے

اس بار خاصے غصیلے لبجے میں کہا۔

”میڈم۔ ناراض ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ تو اپنا مشن
مکمل کر کے واپس چلی گئی ہیں لیکن میرے لئے یہاں مسائل پیدا
ہو گئے ہیں اس لئے آپ کو میری مدد کرنا ہو گی کیونکہ آپ کی وجہ
سے میرے ساتھ یہ سب ہوا ہے۔“..... عمران نے کراہی کی آواز
اور لبجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”تم نے اپنی مرضی کی رقم وصول کی ہے۔ اب کس قسم کی امداد
چاہے ہو۔“..... ہائسکی کے لبجے میں بدستور غصہ موجود تھا۔

”میں رقم کی بات نہیں کر رہا میڈم۔ میں سائیگو آ رہا ہوں۔
آپ مجھے وہاں ایڈجسٹ ہونے میں میری مدد کریں۔ آپ کا وہاں
بہت اثر و رسوخ ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”سوری۔ میں تو ایک مشن کے سلسلے میں سائیگو سے باہر بلکہ
بہت دور جا رہی ہوں۔ تم نے جو کچھ کہنا ہے چیف سے کہو اور
سنو۔ آئندہ مجھے فون مت کرنا ورنہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھو
گے۔“..... ہائسکی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل
پر رکھ دیا۔ عمران نے بھی مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا اور شائینگر کو
کراہی کے منہ سے ہاتھ ہٹانے کا اشارہ کر دیا۔

”تم جیرت انگلیز صلاحیتوں کے مالک ہو۔“..... کراہی نے ہاتھ
بٹتے ہی ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
”یہ ہائسکی رہتی کہاں ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”مجھے معلوم نہیں کیونکہ میری اس سے یہاں پہلی ملاقات ہوئی
ہے۔ البتہ جاتے ہوئے اس نے اپنا کارڈ دیا تھا جس پر اس کا نام
اور اس کے ساتھ ہی یہ فون نمبر موجود تھا جو میں نے بتایا ہے۔“
کراہی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا چیف کہاں رہتا ہے۔“..... عمران نے پوچھا۔

”چیف سے میری دو بار وہاں ملاقات ہوئی ہے۔ دونوں بار کلڑو
کلب میں ہوئی ہے۔ کلڑو کلب سائیگو کا معروف ترین کلب ہے
جس میں زیر پر زمین دنیا کے افراد سے لے کر اعلیٰ ترین حکام بھی
آتے رہتے ہیں۔ چیف بھی وہاں آتا ہے۔ اس کا نام میکارٹو ہے۔“
کراہی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا حلیہ کیا ہے۔“..... عمران نے پوچھا تو کراہی نے حلیہ بتا
دیا۔

”اوکے۔ تم نے چونکہ ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے اس لئے میں
تمہیں زندہ واپس جانے کی اجازت اس شرط پر دے رہا ہوں کہ
اگر تم نے ہمارے بارے میں ہائسکی یا اس کے چیف کو کوئی اطلاع
دی تو پھر تمہیں زمین پر کہیں جائے پناہ نہ ملے گی۔“..... عمران نے
کہا۔

”آپ بے فکر رہیں۔ میں آئندہ بھی آپ سے تعاون کرتا
رہوں گا۔“..... کراہی نے سرت بھرے لبجے میں کہا۔

”ٹائیگر۔ اسے ہاف آف کر کے واپس پہنچا دو۔“..... عمران نے

اٹھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی مڑ کر پیروں دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ابھی اس نے ایک قدم ہی اٹھایا تھا کہ کراسی کی چیخ سنائی دی لیکن عمران مرا نہیں کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس کو بے ہوش کرنے کے لئے اسے چوت لگائی گئی ہے۔

ہاسکی نے رسیور کریڈل پر ٹھیک دیا۔ اسے کراسی پر بے حد غصہ آ رہا تھا۔ کراسی نے جس انداز میں اس سے گفتگو کی تھی اس نے ہاسکی کو خاصا صدمہ پہنچایا تھا کیونکہ پاکیشیا میں رہتے ہوئے کراسی نے اس انداز میں اس سے کبھی بات نہ کی تھی لیکن اب وہ اس انداز میں یوں رہا تھا جیسے اس پر قیامت اس کی وجہ سے ٹوٹ پڑی اور

”مجھے اس سے کھل کر بات کرنا پڑے گی۔ یہ شخص آسانی سے میرا پیچھا نہیں چھوڑے گا اور ہو سکتا ہے کہ یہ میرے بارے میں ملٹری ایسلی جنس کو بھی مجری کر دے۔“..... ہاسکی نے اچاک ایک خیال کے تحت کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا کر انگوائری کے نمبر پر پیس کر دیئے۔

”انگلو اسری پلیز“..... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی

دی۔

192

”یہاں سے اپنیاں ملک پا کیشاں کا رابطہ نمبر اور اس کے دار الحکومت کا رابطہ نمبر دیں“.....ہاسکی نے کہا۔

”ہوٹل کریں“.....دوسری طرف سے کہا گیا تو ہاسکی سمجھ گئی کہ آپ پیراپ کمپیوٹر سے معلومات حاصل کرے گی۔

”ہیلو میڈم“.....چند لمحوں بعد آپ پیر کی آواز دوبارہ سنائی دی۔
”لیں“.....ہاسکی نے کہا۔

”نمبر توٹ کریں“.....دوسری طرف سے کہا گیا اور ساتھ ہی دونوں نمبرز بتا دیے گئے۔

”تحینک یو“.....ہاسکی نے کہا اور گریڈل دبادیا۔ پھر ٹون آنے پر اس نے یکے بعد دیگرے دونوں نمبر پر لیں کر کے کراس کلب کا نمبر پر لیں کر دیا جو اسے پا دھنا۔ دوسری طرف سمجھنی بچنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

”کراس کلب“.....ایک نسوائی آواز سنائی دی۔

”میں پورٹ لینڈ ایکریمیا سے بول رہی ہوں۔ میرا نام ہاسکی ہے۔ کراسی سے بات کرو“.....ہاسکی نے کہا۔

”باس تو موجود نہیں ہیں۔ آپ منیر رابرٹ سے بات کر لیں“.....دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ منیر رابرٹ بول رہا ہوں“.....چند لمحوں بعد ایک مرد اسے آواز سنائی دی۔

193

”میرا نام ہاسکی ہے اور میں ایکریمیا کی ریاست پورٹ لینڈ سے بول رہی ہوں۔ کراسی سے بات کرنی ہے“.....ہاسکی نے کہا۔

”میڈم۔ میں آپ کو جانتا ہوں۔ آپ بس کے پاس آتی رہتی تھیں۔ بس تو پچھلے دو اڑھائی گھنٹوں سے آفس میں موجود نہیں ہیں اور نہ ہی یہ بتا کر گئے ہیں کہ وہ کہاں جا رہے ہیں“.....منیر رابرٹ نے مواد بانہ لجھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ابھی چند منٹ پہلے اس نے مجھے فون کیا ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ وہ دو اڑھائی گھنٹوں سے غائب ہے“.....ہاسکی نے جمرت بھرے لجھے میں کہا۔

”میں درست کہہ رہا ہوں۔ بس نے کہیں اور سے آپ کو فون کیا ہو گا۔ یہاں وہ اپنے آفس میں موجود تھے کہ ان کے ایک دوست نائیگر ان سے ملنے آئے۔ پھر بس اور نائیگر دونوں عقیقی راستے سے چلے گئے۔ بس میز پر نوت لکھ گئے کہ وہ کسی ضروری مشن پر جا رہے ہیں۔ اس کے بعد دو اڑھائی گھنٹے گزر چکے ہیں۔ نہ بس واپس آئے ہیں اور نہ ہی ان کی طرف سے کوئی اطلاع آئی ہے“.....منیر رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ نائیگر کون ہے جس سے ملنے کے بعد وہ غائب ہوا ہے“.....ہاسکی نے کہا۔

”باس غائب نہیں ہوئے۔ خود نائیگر کے ساتھ گئے ہیں۔ نائیگر

ان کا گھر ادوات ہے۔ اس کا تعلق انڈر ورلڈ سے ہے۔ ویسے کہا جاتا ہے کہ وہ پاکیشیا سکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے خطرناک ایجنت علی عمران کا شاگرد ہے۔۔۔ میگر رابرٹ نے کہا تو ہاسکی بے اختیار اچھل پڑی۔

”اوہ۔ تو یہ مسئلہ ہے۔۔۔ ہاسکی نے بے اختیار ہو کر کہا۔

”آپ کیا کہہ رہی ہیں میدم۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کچھ نہیں۔ میں پھر فون کروں گی۔۔۔ ہاسکی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”معاملات مشکوک ہیں۔ میرا خیال ہے کہ کراچی سکرٹ سروس کی قید میں ہے اور اس سے مجھے گن پواست پر فون کرایا گیا ہے۔۔۔ ہاسکی نے رسیور رکھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک پار پھر رسیور اٹھایا اور شیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔

”لیں۔۔۔ چیف کی سرد آواز سنائی دی۔ چونکہ اب وہ پی کاک میں زیرو پر سلسلی قرار دے دی گئی تھی یعنی ایسی شخصیت جس کی چینگ کی ضرورت نہ تھی اس لئے اب اس کے پاس چیف کا براہ راست نمبر تھا اور وہ چیف سے براہ راست بات کر سکتی تھی ورشہ اسے چیف سے بات کرنے کے لئے بجائے کتنے پاپڑ بنانے پڑتے تھے۔

”ہاسکی بول رہی ہوں چیف۔۔۔ ہاسکی نے کہا۔

”کوئی خاص بات۔۔۔ چیف نے پوچھا تو ہاسکی نے پاکیشیا سکرٹ کا فون آنے سے لے کر وہ خود پاکیشیا فون کرنے تک کے تمام حالات بتا دیئے۔

”تو تم کس نتیجہ پر پہنچی ہو۔۔۔ چیف نے کہا۔

”چیف۔ میرا خیال ہے کہ کراچی پاکیشیا سکرٹ سروس کے ہاتھ لگ گیا ہے اور انہوں نے اس سے گن پواست پر مجھے فون کرایا ہے۔ وہ یقیناً میرے پارے میں کنفریشن چاہتے ہوں گے۔۔۔ ہاسکی نے کہا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ انہیں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ العباس کو تم نے انخوا کیا ہے۔۔۔ چیف نے کہا۔

”لیں باس۔ قرآن سے تو یہی معلوم ہوتا ہے۔۔۔ ہاسکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے انہیں یہ تو نہیں بتایا کہ تم جزویہ ملاگا جا رہی ہو۔۔۔ چیف نے کہا۔

”نہیں چیف۔ البته میں نے یہ ضرور کہا ہے کہ میں پورٹ لینڈ سے باہر جا رہی ہوں۔۔۔ ہاسکی نے کہا۔

”تو اب تم نے فون کیوں کیا ہے۔۔۔ چیف نے پوچھا۔

”اس لئے چیف کہ آپ مجھے اجازت دیں تو میں پاکیشیا جا کر اس عمران کا اور پاکیشیا سکرٹ سروس کا خاتمه کر دوں۔۔۔ ہاسکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا دعویٰ تھا کہ وہ تم تک نہیں پہنچ سکتے۔ اب تم خود کہہ رہی ہو کہ وہ تم تک پہنچ گئے ہیں۔ اب بھی تمہارا یہی خیال ہے کہ تم آسانی سے ان کا خاتمہ کر لو گی۔ سنو یا سکی۔ میں نے پاکیشی سیکرٹ سروس اور اس عمران کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کی ہیں۔ یہ انتہائی خطرناک ترین لوگ ہیں لیکن ہم نے انہیں صرف ایک ماہ تک العباس تک پہنچنے سے روکنا ہے اس کے بعد ہم العباس سے تمام معلومات لے کر اسے پلاک کر دیں گے اور پھر متاع کے ساتھ ساتھ اس عمران کا خاتمہ کرنے کے لئے پوری طاقت استعمال کریں گے اس لئے میں نے تمہیں کہا تھا کہ تم ملاگا پہنچ جاؤ کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ عمران تمہارے پیچے لازماً ملاگا پہنچ جائے گا۔" چیف نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اس سے ہمیں کیا فائدہ ہو گا چیف؟" ہاںکی نے کہا تو چیف بے اختیار بُش پڑا۔

"تو تم اب تک یہم نہیں سمجھ سکی" چیف نے کہا۔

"کیسی یہم چیف؟" ہاںکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے کہا ہے کہ ہم نے پاکیشی سیکرٹ سروس اور عمران کو ایک ماہ زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ ماہ تک روکنا ہے۔ مجھے معلوم تھا کہ تم نے پاکیشی میں کام کرتے ہوئے کوشش کی ہے کہ تم تک العباس کے اغوا کا سراغ نہ پہنچ لیکن پاکیشی سیکرٹ سروس اس معاملے میں میں الاقوایی شہرت رکھتی ہے اس لئے وہ لازماً تم تک پہنچ جائے گی

اور اگر تمہیں ملاگا بھجوادیا جائے تو لامحالہ وہ لوگ یہی سمجھیں گے کہ العباس ملاگا میں ہے۔ ملاگا میں اول تو تم عمران اور پاکیشی سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر دو گی کیونکہ میرے نزدیک تم اس سے کسی طرح بھی کم نہیں ہو اور اگر ایسا نہ ہو سکا تو وہ العباس کو ملاگا میں تلاش کرتے پھریں گے جبکہ العباس ملاگا میں نہیں ہے۔ وہاں ہسپتال ضرور ہے لیکن اس کا کوئی خفیدہ ونگ نہیں ہے۔ اس طرح ایک ماہ بہر حال گزر جائے گا اور ڈاکٹروں نے حقی طور پر پیشگوئی کی ہے کہ وہ ایک ماہ کے اندر اندر العباس کی یادداشت واپس لا کر اس سے تمام معلومات مشینزی کے ذریعے حاصل کر لیں گے۔ اس طرح ہمارا مشن پورا ہو جائے گا۔" چیف نے جواب دیا تو ہاںکی کے چہرے پر تکدر کے تاثرات ابھر آئے۔

"تو چیف۔ آپ نے مجھے قربانی کا بکرا بناتے ہوئے یہ منصوبہ بندی کی ہے۔" ہاںکی نے تکدر بھرے لہجے میں کہا۔

"اول تو تم بکرا کی بجائے بکری کا فقط استعمال کرو۔ دوسرا بات یہ کہ ایسا نہیں ہے۔ میں عمران کو تمہارے ہاتھوں مروانا چاہتا تھا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تم اس سے کسی طرح بھی کم نہیں ہو لیکن ساتھی میں العباس کو بھی بچانا چاہتا تھا اس لئے یہ یہم تیار کی گئی ہے لیکن اب تمہیں وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم یہیں رہو۔ عمران اور اس کے ساتھی لامحالہ یہاں سامنگیو آئیں گے اور یہاں تم زیادہ آسانی سے ان کا خاتمہ کر سکتی ہو۔" چیف نے

کہا۔

”لیں چیف۔ یہ تو میرا اپنا شہر ہے۔ یہاں تو میرا سیکشن بھی موجود ہے اور ہم انہیں نہ صرف آسانی سے ٹریں کر لیں گے بلکہ انتہائی آسانی سے ان کا خاتمہ بھی کر لیں گے لیکن چیف اگر العباس ملاگا میں نہیں ہے تو پھر کہاں ہے؟“..... ہاسکی نے کہا۔

”اس کا علم مجھے بھی نہیں ہے۔ اس کا علم چیف باس کو ہے۔ العباس کو چیف باس نے خاموشی سے اپنی تحویل میں لے لیا تھا اور پھر وہ غائب ہو گیا۔ اب سوائے چیف باس کے اور کسی کو معلوم نہیں ہے اور تھے ہی معلوم ہو سکتا ہے کہ العباس کہاں ہے؟“..... چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے چیف۔ پھر اب مجھے اجازت ہے کہ میں یہاں عمران اور اس کے ساتھیوں کو میریپ کر کے ان کا خاتمہ کر دوں؟“..... ہاسکی نے قدرے سرت بھرے لے چکے میں کہا۔

”ہاں۔ تمہیں نہ صرف اجازت ہے بلکہ اب یہ تمہارا مشن بھی ہے۔“..... چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ہاسکی نے بھی رسور رکھ دیا۔

عمران داش مژل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب عادت احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

”بیٹھو۔“..... عمران نے رسمی سلام دعا کے بعد کہا اور پھر خود بھی اپنے لئے مخصوص کری پر بیٹھ گیا۔

”عمران صاحب۔ العباس کے سلسلے میں آپ نے کوئی پیش رفت کی ہے یا نہیں۔ پاکیشیا کے لئے تو یہ ایک بہت بڑا مسئلہ بن گیا ہے۔“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”اس سلسلے میں ٹائیگر کی وجہ سے کچھ پیش رفت ہوئی ہے لیکن اصل نارگش پھر بھی سامنے نہیں آ سکا۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا پیش رفت ہوئی ہے؟“..... بلیک زیرو نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے ٹائیگر کی کارکردگی کے بعد کراسی سے

ہوئے والی گفتگو روہر ادی۔

"تو یہ پاکی یا اس کا بس بتائے گا کہ العباس کو کہاں رکھا گیا ہے"..... بلیک زیر و نے کہا۔

"میرے خیال میں انہیں بھی معلوم نہیں ہو گا کیونکہ العباس والا مسئلہ اتنا بڑا ہے کہ ان چھوٹے درجے کے اینجنس کو نہیں بتایا جا سکتا"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس پارٹی نے پاکیشیا میں اتنا بڑا مشن تکمیل کیا ہے اور آپ اسے چھوٹے درجے کے اینجنس کہہ رہے ہیں"..... بلیک زیر و کے لیے میں ہلکی سی حیرت کا تاثرا بھرا آیا تھا۔

"کرنل شفقت کی غداری کی وجہ سے وہ کامیاب ہوئے ہیں ورنہ شاید العباس کو یہاں سے انغو کرنا ان کے لئے ناممکن ہوتا"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چلیں ہاںکلی چھوٹے درجے کی اینجنس ہو گی لیکن اس کا بس تو بہر حال بس ہے"..... بلیک زیر و نے کہا۔

"پی کاک کا فائل بس یہ میکارٹو نہیں ہو سکتا جو کراسی جیسے آدمی سے دوستی رکھتا ہو۔ ہو سکتا ہے یہ کسی سیکیشن کا بس ہو۔ مجھے اس کے بڑے بس کو تلاش کرنا ہو گا۔ وہ عمر و عیار کی زیبیل دینا"..... عمران نے کہا تو بلیک زیر و بے اختیار ہنس پڑا کیونکہ عمران نوں نمبرز والی اپنی مرتب کردہ ڈائری کو عمر و عیار کی زیبیل کہا کرتا تھا۔ بلیک زیر و نے میز کی دراز کھوئی اور پھر مرخ جلد والی خیتم تھا۔

ڈائری نکال کر اس نے عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے ڈائری لی اور پھر اسے کھول کر اس کے درق پٹھنے لگا۔ کافی دیر بعد اس کی نظریں ایک صفحے پر جم گئیں۔ پھر اس نے ڈائری بند کر کے میز پر رکھی اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور انکو اس کے نمبر پر لیں کر دیئے۔

"انکو اس کی پلیز"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"یہاں سے ایکریمیا اور پھر ناراک کا رابطہ نمبر دیں"..... عمران نے کہا تو چند لمحوں بعد دونوں رابطہ نمبرز بتا دیتے گئے۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

"ملل ماسٹر زٹریڈنگ"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی تو بلیک زیر و یہ الفاظ سن کر بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ شاید یہ نام اس کے لئے نیا تھا۔

"ماسپل سیکیشن انچارج کا نمبر دیں۔ میں پاکیشیا سے پرس آف ذھمپ بول رہا ہوں"..... عمران نے کہا۔

"اوکے سر۔ ہولڈ کریں"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"ہیلو۔ ماسپل سیکیشن انچارج ہاکسن بول رہا ہوں"..... چند لمحوں

کی خاموشی کے بعد ایک مردانتہ آواز سنائی دی لیکن آواز سے محسوس ہوتا تھا کہ بولنے والا خاصی عمر کا آدمی ہے۔

”فون محفوظ ہے“..... عمران نے کہا۔

”لیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”تو پھر ویری اولاد ہاکسن کا یونگ بھیجا علی عمران ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں اور اگر فون محفوظ نہیں ہے تو پھر پرنس آف ڈھپ بول رہا ہوں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تم نائلی بولائے۔ تم کھال سے ٹپک پڑئے۔“ دوسری طرف سے ہستے ہوئے بچہ میں کہا گیا۔

”ابھی ابھی درخت سے پکا ہوں لیکن ابھی کچا ہوں اس لئے تمہاری اولاد پناہ میں آنا چاہتا ہوں درخت کچا بھی کھایا جا سکتا ہوں“..... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے ہاکسن کافی دریک بے اختیار ہستا رہا۔

”نائلی بولائے۔ تمہاری یہ باتیں دوسروں کو ہنسنے پر مجبور کر دیتی ہیں۔ میں نجات کرنے عرصے بعد اس طرح نہیں رہا ہوں“..... ہاکسن نے ہستے ہوئے کہا۔

”یہاں پاکیشیا میں ٹیلی فون کے اس قدر بڑے بڑے بل آئتے ہیں کہ ہستا ہوا آدمی بھی روئے پر مجبور ہو جاتا ہے اس لئے اگر تم مزید ہننا چاہتے ہو تو میں فون بند کر دوں تاکہ بل کم

آنے“..... عمران نے کہا تو ہاکسن ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ ”فون بند کرو گے تو پھر کچے ہی کھائے جاؤ گے۔ بولو۔ کیسے ہون کیا ہے“..... دوسری طرف سے ہستے ہوئے کہا گیا۔

”تم نے مجھے ایکریمیا میں ہوئے والی ملاقات میں بتایا تھا کہ تم نے لعل ماسٹر ز جوان کر لی ہے اور تم اس کے اس سیکشن کے انجارج ہو جس کا تعلق یہودی تنظیموں سے ہے اس لئے اسے ماسٹر کا نام دیا گیا ہے“..... عمران نے اس بارہ بخوبی لمحہ میں کہا۔ ”ہاں۔ میں اس سیکشن کا انجارج ہوں“..... ہاکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ایک یہودی تنظیم ہے پی کاک۔ کیا تمہارے پاس اس بارے میں معلومات ہیں“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ کیا پوچھنا ہے تم نے اس بارے میں“..... ہاکسن نے بخوبی لمحہ میں کہا۔

”تم اتنے بڑے سیکشن کے انجارج ہو۔ اس کے باوجود تم ابھی تک نہیں سمجھ سکتے کہ میں پاکیشیا سے یہودی تنظیم پی کاک کے بارے میں کیا پوچھ سکتا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”تو تم اولاد ہاکسن کا امتحان لیتا چاہتے ہو تو پھر سنو۔ مجھے اطلاع مل چکی ہے کہ یہودی تنظیم پی کاک نے پاکیشیا سے متاع کے سربراہ کو بڑی کامیابی سے انداز کر لیا ہے اور یہ بتا دوں کہ یہ کام پی کاک کے ایک چھوٹے سے سیکشن نے کیا ہے لیکن اس مشن

کے بعد اسے پر سیشن کا درجہ دے دیا گیا ہے”..... اولڈ ہاکن نے تیز لمحے میں کہا۔
”جونام تم نے وانستہ نہیں بتایا وہ میں بتا دیتا ہوں کہ یہ کام یا سکی اور اس کے ساتھیوں نے کیا ہے جو پورٹ لینڈ کے دارالحکومت سائیگو میں رہتی ہے۔ مجھے تو یہ معلوم کرتا ہے کہ العباس کو کہاں رکھا گیا ہے۔ کیا تم اس معاملے پر کوئی روشنی ڈال سکتے ہو؟”..... عمران نے کہا۔

”میں نے تسلیم کر لیا ہے کہ تم واقعی بہت باخبر ہو لیکن تم جو کچھ پوچھ رہے ہو وہ میرے اختیار سے بڑھ کر ہے۔ اس لئے سوری۔“..... ہاکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پہلے یہ بتاؤ کہ تمہیں معلوم ہے یا نہیں۔ اختیارات کی بات بعد کی ہے“..... عمران نے تیز لمحے میں کہا۔

”ہا۔ جس سیٹ پر میں ہوں وہاں ایسی معلومات ملتی رہتی ہیں لیکن میں چھ ماہ بعد اس سیٹ سے ریٹائر ہو جاؤں گا۔ اس کے بعد اگر تم چاہو گے تو میں تمہیں بتا دوں گا کیونکہ پھر میری سیٹ میرے راستے میں حائل نہ ہوگی“..... ہاکسن نے کہا۔

”اور رقم بھی بھاری مل جائے گی“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ہاکسن ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑا۔

”ظاہر ہے“..... ہاکسن نے کہا۔
”اوہ اگر تمہیں یہ ضمانت مل جائے کہ یہ بات تمہاری زندگی میں لا د

کبھی لیک آؤٹ نہ ہوگی کہ تم نے اس بارے میں کسی کو بتایا ہے اور تمہاری مطلوب رقم بھی تمہیں فوراً مل جائے اور تمہاری سیٹ بھی اس راستے میں حائل نہ ہو تو پھر تمہارا کیا جواب ہے؟“..... عمران نے کہا۔

”میں تو خود کہہ رہا ہوں کہ سیٹ جب حائل نہ رہے گی تو میں بتا دوں گا لیکن چھ ماہ تمہیں انتظار کرنا پڑے گا کیونکہ چھ ماہ بعد میری ریٹائرمنٹ ہے“..... ہاکسن نے کہا۔

”یہ بتاؤ کہ آفس ٹائم کے بعد جب تم گھر یا کلب جاتے ہو تو کیا آفس یا سیٹ تمہاری بات چیت میں حائل ہوتی ہے اور خاص طور پر اس وقت جب بھاری دولت بھی فرمی مل رہی ہو۔ چھ ماہ بعد مجھے حالات کیا سے کیا ہو جائیں؟“..... عمران نے کہا۔

”وفیں۔ آفس کے بعد میں آزاد ہوتا ہوں“..... ہاکسن نے کہا۔

”تو اب بتاؤ کہ تم آفس سے اٹھ کر کس وقت گھر جاؤ گے؟“..... عمران نے کہا تو چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ہاکسن ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”اب میں سمجھ گیا تمہاری بات۔ بہر حال مجھے گھر جانے کی خردورت نہیں ہے کیونکہ آفس کا وقت ختم ہو چکا ہے اور یہ فون مکمل طور پر محفوظ ہے۔ البتہ تمہیں رقم بھی دینا ہوگی تو زیادہ نہیں صرف دس لاکھ ڈالرز اور ساتھ ہی یہ وعدہ بھی کہ تم میرانام سامنے نہیں لا د

جے۔..... ہاکسن نے کہا۔

”تم اپنا اکاؤنٹ نمبر اور بینک کے بارے میں بتا دو۔ میں فوری طور پر تمہارے اکاؤنٹ میں دس لاکھ ڈالر زٹرانسفر کر دیتا ہوں۔ باقی رہا وعددہ تو تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں جو بات کہتا ہوں اس پر عمل بھی کرتا ہوں“..... عمران نے کہا تو ہاکسن نے اکاؤنٹ نمبر اور بینک کے بارے میں تفصیل بتا دی۔ عمران کے کہنے پر سامنے بیٹھے ہوئے بلیک زیر نے رائٹنگ پیدا اٹھا کر اس پر ہاکسن کی پتائی ہوئی تفصیل ساتھ ساتھ لکھنا شروع کر دی۔

”اوکے۔ لفظ گھنٹے بعد تمہارے اکاؤنٹ میں رقم پہنچ جائے گی“..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مجھے تم پر اعتماد ہے تو سنو۔ منیاں کے سربراہ العباس کو شمالی بحر اوقیانوس کے ایک جزیرے ساڑھوم پہنچایا گیا ہے۔ جزیرہ اسپان کی مشہور بندرگاہ پورٹو سے تقریباً ڈریٹھ سو بھری میل کے فاصلے پر ہے۔ یہ سارا علاقہ اسپان کے ایک بہت بڑے بحری اسٹریٹس ساڑھوم کے قبضے میں ہے اور اس جزیرے کا نام بھی اس نے اپنے نام پر رکھا ہوا ہے۔ وہاں اس کا ہیڈکوارٹر ہے۔ وہ صرف اسٹریٹس ہی نہیں بلکہ بہت بڑا اور بدنام گلینگٹر بھی ہے۔ اسپان کی بندرگاہ پورٹو سے ساڑھوم جزیرے اور اس کے اردوگرد کے علاقوں میں آپی نرسریوں کا انتہائی گھنٹا جنگل ہے۔ یہ جزیرہ ساڑھوم بھی انہی نرسریوں سے بھرا ہوا ہے۔ وہاں جانے اور وہاں سے واپس آنے

کے خصوصی راستے ہیں جن سے صرف ساڑھوم کے آدمی ہی والقہ ہیں۔ باقی تمام بھری جہاز اور سپیڈ بلوں اور دوسرے چھوٹے یوٹس پورٹو سے باکیں ہاتھ سے ہوتے ہوئے ایکریمیا کا چکر کاٹ کر ساڑھوم سے دور جا لکھتے ہیں۔ ساڑھوم کی حدود میں جو کشتی، لانچ یا چھوٹا بڑا بھری جہاز پہنچ جائے اسے لوٹ لیا جاتا ہے اور جہاز کو بھی تباہ کر دیا جاتا ہے اس لئے وہاں ہر طرف اس کی دہشت پھیلی ہوئی ہے۔ ساڑھوم نے ساڑھوم جزیرے کے درمیان اپنا ہیڈکوارٹر بنایا ہوا ہے اور وہاں اس نے اپنے آدمیوں کے لئے ایک جدید ترین ہسپتال بھی بنارکھا ہے۔ یہ ساڑھوم یہودی ہے اور یہودی تنظیم پیکاک کے ایک سیکیشن کا انچارج بھی ہے جس کا کام غیر یہودیوں کے لئے نمایاں افراد کو یہ دردی سے ہلاک کرنا ہے۔ العباس کو میں سے نمایاں افراد کو یہ دردی سے ہلاک کرنا ہے۔ العباس کو ساڑھوم جزیرے پر پہنچا کر اس ساڑھوم کے حوالے کر دیا گیا ہے اور پیکاک نے دس ٹاپ یہودی ڈاکٹرز اور جدید ترین مشینری بھی وہاں پہنچا دی ہے تاکہ العباس پر جس قدر جلد ممکن ہو سکے کام کیا جاسکے۔..... ہاکسن نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تمہیں اس قدر تفصیلی معلومات کیسے مل گئیں؟“..... عمران نے قدرے مشکوک لمحے میں کہا تو ہاکسن بے اختیار ہنس پڑا۔ ”لکل ماسٹرز پوری دنیا میں اسی لئے تو مشہور ہے کہ ہمارے مخبر دنیا کے ہر خطے میں ہر چھوٹی ہری چھوٹوں پر موجود ہیں۔ معلومات میں آپی نرسریوں کا انتہائی گھنٹا جنگل ہے۔ یہ جزیرہ ساڑھوم بھی انہی نرسریوں سے بھرا ہوا ہے۔ وہاں جانے اور وہاں سے واپس آنے

ہے۔ ساڑٹوم کا ایک ٹاکب ہے جس کا نام کارشو ہے۔ وہ ہمارا مخبر ہے جو جزیرہ ساڑٹوم پر ہی رہتا ہے۔ اس نے یہ اطلاع پہنچائی ہے لیکن میں نے اس کا روکارڈ نہیں رکھا۔ البتہ میرے ذہن میں یہ سب محفوظ رہا تھا۔..... ہاکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ اسپان کے ساحلی شہر اور پندرگاہ پورٹو میں کوئی ایسا آدمی جو ساڑٹوم تک ہمیں گایہ کر سکے۔ اس کے لئے معاوضہ علیحدہ دوں گا۔..... عمران نے کہا۔

”تمہیں دوسروں سے کام لینے کا فن آتا ہے۔ صرف دس ہزار ڈالر زمزید بیچ دینا۔ پورٹو میں ایک کلب ہے گرباٹ کلب۔ اس کا ماں گرباٹ ہے۔ وہ بھی گینکستر اور بھرپور اسٹریٹ ہے لیکن جب سے یہودی تنظیم پی کاک سے مل کر ساڑٹوم نے عروج حاصل کیا ہے اسے زیر دیا گیا ہے اور اب وہ مجبوراً کلب تک محدود ہو کر رہ گیا ہے لیکن وہ خود اور اس کے آدمی اس سارے علاقے کے کیڑے ہیں۔..... ہاکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا گرباٹ اور اس کے آدمی ہم سے تعاون کریں گے یا وہ ہمارے بارے میں الٹا ساڑٹوم کو اطلاع کر دیں گے۔..... عمران نے کہا۔

”میں اسے فون کر دوں گا اور تمہارا نام مع ڈگریوں کے اے بتا دوں گا اور اسے بتا دوں گا کہ تم یہودی نہیں ہو بلکہ یہودیوں کے دشمن نمبر ایک ہو تو پھر گرباٹ دل و جان سے تمہاری مدد کرے گا۔

کیونکہ اسے ساڑٹوم نے یہودی تنظیموں سے مل کر جب سے محدود کر کے اسی کا کاروبار ختم کیا ہے وہ پوری دنیا کے یہودیوں کا سخت دشمن بن چکا ہے۔..... ہاکسن نے کہا۔

”اوکے۔ پہنچ جائے گی رقم۔ فون کرتا نہ بھولنا۔..... عمران نے کہا اور رسپور رکھ دیا۔

”بڑی خوفناک تفصیلات ہیں۔ مجھے تو ان پر یقین نہیں آ رہا۔۔۔ بلیک زیر و نے کہا۔

”نہیں۔ لعل ماسٹر ز اور خصوصاً یہ بوڑھا ہاکسن انتہائی باعتماد ہیں اور سمجھے جاتے ہیں۔ ویسے یہ تفصیلات ہمیں شاید چھ ماہ کی مخت اور کوشش سے بھی نہ مل سکتیں۔ تم دس ہزار ڈالر زمزید شامل کر کے فارلن پینک کو کہہ دو کہ وہ ہاکسن کے اکاؤنٹ میں فوری منتقل کر دیں۔..... عمران نے کہا اور انھوں کھڑا ہوا۔

”آپ کہاں چا رہے ہیں۔۔۔ بلیک زیر و نے جیران ہو کر پوچھا۔

”میں لا بھری ی جا کر اس پورے علاقے کے بارے میں تفصیل چاننا چاہتا ہوں۔ میں تھوڑی دیر بعد واپس آؤں گا۔..... عمران نے کہا اور اس طرف کو چل پڑا جو هر لا بھری کا دروازہ تھا۔ لا بھری میں اس نے تقریباً دو گھنٹے گزار دیئے۔ اس نے دنیا بھر کی اٹسوں، نقشوں اور اٹھریٹ پر موجود معلومات کی بناء پر اس سارے علاقے کے بارے میں بڑی بیش قیمت معلومات حاصل کر لی تھیں۔ دو

گھنٹے بعد جب اسے یقین ہو گیا کہ اب اس سے زیادہ معلومات وہ یہاں پہنچے حاصل نہ کر سکے گا تو وہ ایک طویل سانس لے کر اٹھا اور پھر لا بیرپری سے نکل کر واپس آپریشن روم میں آ کر اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ قدرے تھکا ہوا سانظر آ رہا تھا۔

”میں آپ کے لئے چائے لے آتا ہوں“..... بلیک زیرو نے کہا اور اٹھ کر پچن کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد بلیک زیرو کچن سے باہر آیا تو اس کے دونوں ہاتھوں میں چائے کی پیالیاں موجود تھیں۔ اس نے ایک پیالی عمران کے سامنے رکھی اور دوسرا لے کر وہ اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

”کچھ معلومات ملی ہیں یا نہیں“..... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”بہت کچھ معلومات مل گئی ہیں لیکن اس سارے علاقوں کے بارے میں جو کچھ معلوم ہوا ہے اس سے ایک اور بات بھی سامنے آئی ہے کہ یہاں ایکشن کے لئے زیادہ آدمی نہیں ہونے چاہئیں۔ جتنے کم لوگ ہوں گے اتنا ہی زیادہ تیزی سے ایکشن کر سکیں گے۔ وہاں کے آبی نسل باقی سمندروں میں اگئے والے آبی نسلوں سے قدرے مختلف ہیں۔ باقی دنیا بھر میں ایسے آبی نسل اوپر سے اتنے خطرناک نہیں ہوتے لیکن سمندر کے اندر ان کا پھیلاوا بہت زیادہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے ان میں سے نکنا کسی کے بس میں نہیں رہتا لیکن یہ سمندر کی سطح کے باہر بھی انتہائی خطرناک ہیں کیونکہ نسلوں کے دونوں کنوارے تکوار سے بھی زیادہ تیز ہوتے ہیں اور جو

چیز بھی ان نسلوں سے نکلا تی ہے یا ان کے اندر سے گزرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو پہ نسل انہیں شدید زخمی کر دیتے ہیں یا وہ ہلاک بھی ہو جاتے ہیں اس لئے مخصوص انداز کی کور یوٹس جنہیں وہاں کاروکپا جاتا ہے، کو استعمال کر کے وہاں موجود مخصوص راستوں کو استعمال کرتے ہوئے وہاں سے گزرا جا سکتا ہے لیکن یہ سب کچھ انتہائی خطرناک ہے اس لئے کم لوگ زیادہ بہتر رہیں گے۔“

عمران نے چائے کی چکلیاں لیتے ہوئے کہا۔

”لیکن عمران صاحب۔ اس جریے پر ہیلی کا پٹر کی مدد سے بھی تو پہنچا جا سکتا ہے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”وہاں اس ساڑٹوم کا مکمل ہولڈ ہے اور لازماً اس نے وہاں ہر قسم کے انتظامات کر رکھے ہوں گے جن میں ایفی ایئر کرافٹ نہیں بھی یقیناً موجود ہوں گی“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر آپ مختصر ٹیم لے جائیں گے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”میں تو سوچ رہا ہوں کہ اکیلا چلا جاؤں“..... عمران نے کہا۔

”اگر آپ اکیلے جانے کا سوچ رہے ہیں تو پھر مجھے اکیلے جانے کا موقع دیں۔ آپ یہاں داش منزل سنبھالیں“..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار نہیں پڑا۔

”میں تو ویسے بھی اکیلا ہوں جبکہ تمہارے ساتھ تو پوری ٹیم ہے“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار نہیں پڑا۔ عمران نے باٹھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”جولیا بول رہی ہوں“..... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

”اکسٹو“..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”لیں باس“..... جولیا کا لہجہ یکخت مودبانہ ہو گیا۔

”صقدر، کیپشن شکیل اور تنوری کو اپنے فلیٹ پر کال کرو۔ عمران تمہیں وہاں بریف کرے گا۔ عمران کی سربراہی میں پاکیشیا کے لئے انتہائی اہم ترین مشن پر تمہیں بھجوایا جا رہا ہے لیکن اس بار میں نے قیصلہ کیا ہے تم اور تنوری علیحدہ اپنے طور پر کام کرو گے جبکہ عمران، صقدر اور کیپشن شکیل اپنے طور پر علیحدہ کام کریں گے اور یہ بھی بتا دوں کہ اس مشن میں تنوری تمہیں لیڈر کرے گا“..... عمران نے کہا اور پھر مزید کوئی بات کئے بغیر اس نے رسپور رکھ دیا۔

”یہ فیصلہ آپ نے کیوں کیا۔ جولیا تو بہت برا منائے گی“۔

بلیک زیو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ انتہائی تیز رفتار مشن ثابت ہو گا کیونکہ جس طرح کا راستہ ہے اگر عام حالات میں کام کیا جائے تو شاید ایک ماہ تک ہم جزیرہ ساداً نوم تک پہنچ بھی نہ سکیں اور اگر العیاس سے معلومات حاصل کر لی گئیں تو پھر نہ صرف متاع کو تباہ کر دیا جائے گا بلکہ یہودی تنظیمیں مزید طاقتور ہو جائیں گی اس لئے انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنے کے لئے تنوری کو لیڈر بنانے کی ضرورت تھی“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو بلیک زیو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

سافر جبو جیٹ فضا میں پرواز کر رہا تھا۔ وسیع و عریض چہاز سافروں سے بھرا ہوا تھا۔ ایک سیٹ بھی خالی نظر نہ آ رہی تھی۔ ایکریکٹو کلاس میں جولیا اور تنوری دونوں اکٹھے پیشے ہوئے تھے لیکن تنوری کے چہرے پر زبردست کھچاؤ اور کشیدگی کے ناثرات نظر آ رہے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی چیز اس کی مرضی کے خلاف ہو رہی ہو اور ہوہا سے روکنے کی خواہش کے باوجود ایسا نہ کر پا رہا ہو جبکہ جولیا کے گوہنٹ بھیخے ہوئے تھے لیکن چہرے پر کشیدگی نظر آ رہی تھی اور وہ جس انداز میں ہوٹ چیڑا رہی تھی اور دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو مردہ تر دڑ رہی تھی اس سے محسوس ہوتا تھا کہ وہ بھی ذہنی طور پر شدید کھچاؤ کا شکار ہے۔

”میرا خیال ہے کہ پورٹو ایز پورٹ پر ہمیں علیحدہ ہو جانا چاہئے“..... یکخت جولیا نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا لیکن اس کی

جو لیا نے اپنے کمرے کی چالی لی اور تنور سے کچھ کہے بغیر اپنے کمرے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ تنور اپنے کمرے کی چالی لے کر اس کے پیچھے آیا لیکن جب وہ اپنے کمرے تک پہنچا تو جو لیا اپنے کمرے میں جا چکی تھی اور اس نے دروازہ بند کر لیا تھا۔ تنور اس وقت سے اپنے کمرے میں بڑی پے چینی بلکہ غصے کی حالت میں مسلسل ٹھہر رہا تھا۔ نجانے کس وقت اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو تنور ایک جھٹکے سے رکا اور اس نے مڑ کر ہاتھ بڑھایا اور میز پر موجود فون کا رسیور اٹھایا۔

”لیں“..... تنور نے غراتے ہوئے لبجے میں کہا۔

”میرے کمرے میں آ جاؤ تاکہ آئندہ کا لائچہ عمل طے کیا جاسکے“..... دوسری طرف سے جو لیا نے زم لبجے میں کہا۔

”میں کتنی بار بتاؤں میں جو لیا کہ لیدر میں ہوں اس لئے لائچہ عمل میں نے طے کرنا ہے تم نے نہیں لیکن تم میری بات سنتی ہی نہیں اور یہ بھی سن لو کہ چیف نے مجھے لیدر بنایا ہے اس لئے تمہیں اگر کوئی اعتراض ہے تو چیف سے بات کرو ورنہ میرے احکامات کی تعییں کرو“..... تنور نے تیز لبجے میں کہا۔

”میں نے چیف سے بات کی ہے۔ اس نے یہی کہا ہے کہ لیدر تم ہو اس لئے لائچہ عمل بھی تم ہی طے کرو گے لیکن چیف نے یہ کی طرف متوجہ ہواں لئے اس نے مستقل نوعیت کا میک اپ کر لیا۔“..... جو عام سے میک اپ واشر سے بھی واش نہ ہو سکتا تھا۔ اس میک اپ میں اس کا نام اوبراے تھا۔ کمرے کی چاپیاں ملتے ہی

آواز اس قدر کم تھی کہ ان کی سیٹوں سے ماحقہ سیٹوں پر موجود لوگ بھی اسے نہ سن سکے ہوں گے۔

”اوپن جگہ پر باتیں نہیں ہو سکتیں۔ ہوٹل جا کر دیکھ لیں گے۔“..... تنور نے حیرت انگیز طور پر بڑے زم لبجے میں کہا اور جو لیا نے بھی سیز فائر کے طور پر اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ دونوں اس وقت اسپاں کے مشہور شہر اور بند رگاہ پورٹو جارہے تھے اور اب ان کا سفر تقریباً ختم ہی ہونے والا تھا۔ جہاڑ زیادہ سے زیادہ نصف گھنٹے بعد پورٹو ایئر پورٹ پر لینڈ کر جانے والا تھا۔ ان کا خیال درست ثابت ہوا اور جہاز پورٹو ایئر پورٹ پر لینڈ کر گیا اور اس سے تقریباً ایک گھنٹے بعد پورٹو کے سب سے شاندار اور معیاری ہوٹل کپوزٹ کے ایک کمرے میں تنور اس طرح ٹھہر رہا تھا جیسے وہ کسی نیچے پر پہنچا چاہتا ہو جبکہ جو لیا ساتھ دالے علیحدہ کمرے میں تھی کیونکہ پاکیشیا سے کرانس پیش کر اور کرنس سے یہاں پورٹو کے اس ہوٹل میں دو کمرے بک کر لئے گئے تھے۔ جو لیا اپنی اصل شکل میں تھی جبکہ تنور نے یورپی میک اپ کر کر کھا تھا اور یہ میک اپ مستقل نوعیت کا نظر آ رہا تھا کیونکہ یہاں پورٹو میں گواہیا کی سیاحوں کی خاصی تعداد آتی جاتی رہتی تھی لیکن تنور نہیں چاہتا تھا کہ کوئی خصوصی طور پر اس تھا جو عام سے میک اپ واشر سے بھی واش نہ ہو سکتا تھا۔ اس میک اپ میں اس کا نام اوبراے تھا۔ کمرے کی چاپیاں ملتے ہی

آواز اس قدر کم تھی کہ ان کی سیٹوں سے ملحوظہ سیٹوں پر موجود لوگ بھی اسے نہ سن سکتے ہوں گے۔

”اوپن جگہ پر پاتیں نہیں ہو سکتیں۔ ہوٹل جا کر دیکھ لیں گے۔“
تویر نے حیرت انگریز طور پر ہڑے نرم لبجے میں کہا اور جولیا نے بھی
تیز فائر کے طور پر اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ دونوں اس وقت اپان
کے مشہور شہر اور بندرگاہ پورٹو چارہ ہے تھے اور اب ان کا سفر تقریباً
ختم ہی ہونے والا تھا۔ جہاز زیادہ سے زیادہ نصف گھنٹے بعد پورٹو
ایئر پورٹ پر لینڈ کر جانے والا تھا۔ ان کا خیال درست ثابت ہوا
اور جہاز پورٹو ایئر پورٹ پر لینڈ کر گیا اور اس سے تقریباً ایک گھنٹے
بعد پورٹو کے بس سے شاندار اور معیاری ہوٹل کپوزٹ کے ایک
کمرے میں تویر اس طرح ٹہل رہا تھا جیسے وہ کسی نتیجے پر پہنچنا چاہتا
ہو جبکہ جولیا ساتھ وائے علیحدہ کمرے میں تھی کیونکہ پاکیشی سے
کرانس پہنچ کر اور کرانس سے یہاں پورٹو کے اس ہوٹل میں دو
کمرے بک کرالے گئے تھے۔ جولیا اپنی اصل شکل میں تھی جبکہ
تویر نے یورپی میک اپ کر رکھا تھا اور یہ میک اپ مستقل نوعیت کا
نظر آ رہا تھا کیونکہ یہاں پورٹو میں گواہیاں سیاحوں کی خاصی تعداد
آتی جاتی رہتی تھیں لیکن تویر نہیں چاہتا تھا کہ کوئی خصوصی طور پر اس
کی طرف متوجہ ہواں لے اس نے مستقل نوعیت کا میک اپ کر لیا
تھا جو عام سے میک اپ واشر سے بھی واش نہ ہو سکتا تھا۔ اس
میک اپ میں اس کا نام اوبراٹ تھا۔ کمرے کی چاپیاں ملتے ہی

جو لیا نے اپنے کمرے کی چاپی لی اور تویر سے کچھ کہے بغیر اپنے
کمرے کی طرف پڑھتی چل گئی۔ تویر اپنے کمرے کی چاپی لے کر
اس کے پیچے آیا لیکن جب وہ اپنے کمرے تک پہنچا تو جولیا اپنے
کمرے میں جا چکی تھی اور اس نے دروازہ بند کر لیا تھا۔ تویر اس
وقت سے اپنے کمرے میں بڑی بے چینی بلکہ غصے کی حالت میں
مسلسل ٹہل رہا تھا۔ نجاتے کس وقت اچانک فون کی گھنٹی تج اٹھی تو
تویر ایک جھٹکے سے رکا اور اس نے مڑ کر ہاتھ بڑھایا اور میز پر
موجود فون کا رسیور اٹھا لیا۔

”لیں۔۔۔ تویر نے غرانتے ہوئے لبجے میں کہا۔

”میرے کمرے میں آ جاؤ تاکہ آئندہ کا لاجم عمل طے کیا جا
سکے۔۔۔ دوسری طرف سے جولیا نے نرم لبجے میں کہا۔

”میں کتنی بار بتاؤں میں جولیا کے لیڈر میں ہوں اس لئے لاجم
عمل میں نے طے کرنا ہے تم نے نہیں لیکن تم میری بات سنتی ہی
نہیں اور یہ بھی سن لو کہ چیف نے مجھے لیڈر پینا یا ہے اس لئے تمہیں
اگر کوئی اعتراض ہے تو چیف سے بات کرو ورنہ میرے احکامات کی
تعقیل کرو۔۔۔ تویر نے تیز لبجے میں کہا۔

”میں نے چیف سے بات کی ہے۔ اس نے یہی کہا ہے کہ
لیڈر تم ہو اس لئے لاجم عمل بھی تم ہی طے کر دے گے لیکن چیف نے یہ
بھی کہا ہے کہ میں مشورہ دے سکتی ہوں۔ ماننا نہ ماننا تھا ری مرضی
ہے۔ اسی لئے تو کہہ رہی ہوں کہ میرے کمرے میں آ جاؤ تاکہ میں

کر لائج عمل طے کر لیں۔” جولیا نے اسی طرح نرم لمحے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”تو پھر تمہیں میرے کمرے میں آنا چاہئے اور پہلے یہ سن لو کر میں اپنے لائج عمل میں کسی مشورے کو پسند نہیں کرتا۔“..... تنویر نے اسی طرح تیز لمحے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں آ رہی ہوں۔ اب چیف کو کون سمجھائے کہ تم ابھی بچے ہو اس لئے بچوں کی طرح اتنا پستی اور ضد کا شکار ہو۔ تم جسے بچے کو لیڈر بننے کا حق ہی نہیں ہے۔ بہر حال میں آ رہی ہوں،“..... دوسری طرف سے جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ جولیا کی بات سن کر تنویر کا چہرہ ایک بار پھر آگ کے شعلے کی طرح بھڑک اٹھا تھا لیکن اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر نجٹھی تو تنویر نے ایک جھٹکے سے رسیور اٹھالیا۔

”اپ کیا ہے۔“..... تنویر نے انتہائی جھٹکے دار لمحے میں کہا۔ اس نے یہ سمجھ کر رسیور اٹھایا تھا کہ جولیا کی کال ہے۔

”چیف بول رہا ہوں۔“..... دوسری طرف سے چیف کی غرائلی ہوئی آواز سنائی دی تو تنویر بے اختیار اچھل پڑا۔

”لیں۔ لیں چیف۔ لیں سر۔“..... تنویر نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لمحے میں کہا۔

”جولیا نے مجھے فون کر کے بتایا ہے کہ تم سربراہ بننے ہی یکسر بدلتے گئے ہو۔ میں نے اسے کہہ دیا ہے کہ تنویر بہر حال لیڈر ہے اس

لئے اس کے ساتھ تعاون کرنا اس کا فرض ہے اور اس نے مجھے وعدہ کیا ہے۔ میں نے تمہیں اس لئے فون کیا ہے کہ تمہیں سربراہ بنانے کا یہ مطلب نہیں کہ جولیا تمہاری ماتحت بن گئی ہے اور اس کی تمام صلاحیتیں تم میں منتقل ہو چکی ہیں۔ جولیا نے صرف انتہائی باصلاحیت اور تجربہ کار ایجنسٹ ہے بلکہ وہ ڈپٹی چیف بھی ہے اور ڈپٹی چیف کی حیثیت سے وہ تمہیں ہر حکم دے سکتی ہے لیکن اس کے باوجود وہ تمہارا لفاظ کر رہی ہے۔ تمہیں اس لئے سربراہ بنایا گیا ہے کہ میں مشن میں تمہاری کامیابی چاہتا ہوں۔ ناکامی کا لفظ میری لغت میں نہیں ہے اور نہ ہی تاکام افراد کو زندہ رہنے کا کوئی حق ہے اس لئے مل جل کر کام کرو درنے مجھے تمہارے خلاف کوئی بڑا ایکشن لیتا ڈے گا۔ کوشش کرو کہ جولیا کو شکایت کا موقع نہ ملے۔“..... چیف نے مسلسل بولتے ہوئے تنویر کو باقاعدہ سرزنش کرتے ہوئے کہا تو تنویر نے بے اختیار ایک طویل سائنس لیا اور پھر رسیور رکھ کر اس نے سائنس کو اس طرح باہر نکلا جسے سیٹی بجارتا ہو۔

”چیف بہت غصے میں ہے۔ عبرت ناک سزا بھی دے سکتا ہے۔“..... تنویر نے بڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ مژ کمر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا تاکہ جولیا کے کمرے میں خود جائے لیکن جسے ہی اس نے دروازہ کھولا اور باہر نکل رہا تھا کہ جولیا اپنے کمرے سے نکل کر اس تک پہنچ گئی۔

”کہاں جا رہے ہو تم۔“..... جولیا نے جیران ہو کر کہا۔

”تمہارے کمرے میں آ رہا تھا تم سے مشورہ کر کے لائج عمل طے کرنے کے لئے۔“..... تنویر نے نرم لبجے میں کہا تو جولیا اس طرح چونک کراہے دیکھنے لگی جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ یہ وہی تنویر ہے جو اس کی ایک ایک بات پر آگ بگولا ہو رہا تھا۔

”ٹھیک ہے۔ باہر بات کرنے کی بجائے اندر بیٹھ کر بات کی جائے۔“..... جولیا نے کہا اور پھر وہ دونوں ہی تنویر کے کمرے میں داخل ہوئے اور تنویر نے دروازہ بند کر دیا۔

”تمہارا رویہ اور لہجہ کیسے اور کیوں بدلتا گیا ہے۔“..... جولیا نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”اس کی وجہ سے جس کی وجہ سے تمہارا رویہ اور لہجہ بدلا تھا۔“..... تنویر نے جواب دیا تو جولیا بے اختیار بس پڑی۔

”اوہ۔ تو چیف نے جہاڑ پلاکی ہے۔ ایسا ہونا بھی چاہئے تھا۔ بہر حال بتاؤ کیا کرنا ہے۔“..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تمہارا کیا خیال ہے کہ میں نے ذرا مے کا سکرپٹ لکھ رکھا ہے کہ پڑھ کر شادوں گا۔ ہم نے ساٹلائم پہنچنا ہے اور وہاں سے العاس کو نکالنا ہے اس لئے ہمیں کوئی ایسا لائج عمل طے کرنا ہے جس سے یہ کام ہو سکے کیونکہ چیف نے ایک بار پھر دھمکی دی ہے کہ ناکامی کی صورت میں عبرتاک سزا دی جا سکتی ہے۔“..... تنویر نے کہا تو جولیا ایک بار پھر بس پڑی۔

”تم پھر غصہ کھا رہے ہو۔ تم نے کہا تھا کہ لائج عمل طے کرو۔“

گے اور میں اس پھر صرف عمل کرنے کی پابند ہوں گی تو مجھے یہ شرط منظور ہے۔ کیا ہے لائج عمل۔ بولو۔ میں اس پر ہر طرح سے عمل کروں گی۔“..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم اپنے کمرے میں آرام کرو۔ میں جا کر حالات کا جائزہ لیتا ہوں۔ مجھے کوئی نہ کوئی راستہ بہر حال مل ہی جائے گا۔“..... تنویر نے کہا۔

”میں تمہارے ساتھ رہوں گی کیونکہ چیف کا یہی حکم ہے۔ شاید چیف کو خطرہ ہے کہ تم مجھے یہیں چھوڑ کر خود اکٹھے ہی ساٹلائم پہنچ جاؤ گے۔“..... جولیا نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آؤ۔“..... تنویر نے اٹھتے ہوئے کہا تو جولیا بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

”لیکن جاؤ گے کہاں۔“..... جولیا نے کہا۔

”بندرگاہ پر تاکہ وہاں سے کوئی راستہ نکالا جائے۔“..... تنویر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

فون کی گھنٹی بجتے ہی آرام کری پر شم دراز ہاںکی ایک جھٹکے سے سیدھی ہوئی اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔
”یہ“ ہاںکی نے کہا۔

”فریڈ بول رہا ہوں فرام پا کیشنا“..... ایک مردانہ آواز سنائی دی تو ہاںکی اور زیادہ سیدھی ہو گئی۔
”کیا رپورٹ ہے فریڈ“ ہاںکی نے انتہائی اشتیاق آمیز لے جائی۔

”عمران اپنے دو ساتھیوں سمیت اسی وقت ایئر پورٹ پر موجود ہے اور یہ تینوں کرانس جائز ہے ہیں“..... فریڈ نے کہا۔

”کرانس کیوں“ ہاںکی نے بے اختیار چونک کر کہا۔
”اب میں کیا کہہ سکتا ہوں میڈم۔ آپ نے میری ڈیوٹی تو یہی لگائی تھی کہ میں عمران کی نگرانی کروں اور اگر وہ ملک سے باہر

جائے تو میں آپ کو رپورٹ دوں“..... فریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پرواز کا نمبر کیا ہے“..... ہاںکی نے پوچھا تو فریڈ نے نمبر بتا دیا۔

”عمران اور اس کے ساتھی کن حلیوں میں ہیں۔ حلیوں کی تفصیل بھی بتا دو“..... ہاںکی نے پوچھا۔

”عمران کو تو میں جانتا ہوں۔ وہ اپنے اصل چہرے میں ہے۔ البتہ اس کے دونوں ساتھیوں کو میں نہیں جانتا لیکن وہ ہیں مقامی“..... فریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی تینوں کے حلیبے بھی تفصیل سے بتا دیے۔

”تم ایئر پورٹ آفس سے ان کے نام معلوم کرو اور اگر ہو سکے تو ان کے کاغذات کی کاپیاں حاصل کر لو تاکہ ان کی تعداد یہ حاصل کی جاسکیں“..... ہاںکی نے کہا۔

”یہی میڈم۔ یہ کام ہو جائے گا کیونکہ یہاں پیسے دے کر سب کچھ حاصل کیا جاسکتا ہے“..... فریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”یہ کاغذات اس نمبر پر جو میں نے تمہیں بتایا تھا فیکس کر دینا“..... ہاںکی نے کہا۔

”یہی میڈم“..... فریڈ نے کہا تو ہاںکی نے رسیور رکھ دیا۔ وہ پیشی چند لمحے سوچتی رہی پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر ایک پار پھر رسیور اٹھایا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے نمبر پر لیں

کرنے شروع کر دیئے۔
”ہنری بول رہا ہوں“..... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز
ٹائی دی۔

”ہاںکی بول رہی ہوں“..... ہاںکی نے کہا۔

”اوہ۔ آپ میڈم۔ حکم“..... دوسری طرف سے چونک کر کہا
گیا۔

”ہنری۔ پاکیشیا سے ایک فلاٹ کے ذریعے تین آدمی کرانس
پڑھے ہیں۔ ان کے جلیسے میں بتا دیتی ہوں اور فلاٹ نمبر
بھی“..... ہاںکی نے کہا اور ساتھ ہی اس نے جلیسے اور فلاٹ نمبر اور
اس کے بارے میں باتی تفصیلات بھی بتا دیں۔

”لیں میڈم۔ میں نے نوٹ کر لیا ہے“..... ہنری نے کہا۔

”ان تینوں افراد کی انہتائی سخت نگرانی کرنی ہے لیکن یہ سن لوکہ
یہ تینوں انہتائی خطرناک سیکرٹ ایجنت ہیں اس لئے ایسا نہ ہو کہ الٹا
تمہارا آدمی ان کے ہاتھ لگ جائے اور معلوم کرتا ہے کہ یہ لوگ
کرانس سے آگے کہاں جاتے ہیں۔ پھر تم نے مجھے فوراً اطلاع
دینی ہے“..... ہاںکی نے کہا۔

”لیں میڈم“..... ہنری نے جواب دیا۔

”ان کے کاغذات میں نے پاکیشی ایئر پورٹ سے ملکوائے
ہوئے ہیں۔ ان کی کاپیاں بھی میں فیکس کر دوں گی۔ نگرانی ضرور
کرنا۔ لیکن ہاتھ پیر پھا کر“..... ہاںکی نے کہا۔

”آپ نے بتا دیا ہے میڈم۔ اب میں خاص خیال رکھوں
گا۔“..... ہنری نے موڈبانہ لجھے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو ہاںکی
نے ارسیور رکھ کر ساتھ ہی پڑے ہوئے اثرکام کا رسیور اٹھایا اور
یکے بعد دیگرے کئی نمبر پریس کر دیئے۔

”لیں میڈم“..... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”مارگریٹ۔ پاکیشیا سے فریڈ چند کاغذات فیکس کرے گا۔ ان
کاغذات کو تم کرانس میں ہنری کو فیکس کر دینا“..... ہاںکی نے کہا۔

”لیں میڈم“..... دوسری طرف سے موڈبانہ لجھے میں جواب دیا
گیا تو ہاںکی نے رسیور رکھ دیا اور پھر اس نے میز پر پڑی ہوئی ایک
فائل اٹھائی اور آرام کری پر شیم دراز ہو کر فائل کا مطالعہ کرنا شروع
کر دیا۔ کافی دیر تک کام کرنے کے بعد وہ اٹھ کر ریسٹ کرنے
ایک علیحدہ کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ پھر نجات کتنی دیر بعد ایک بار
پھر فون کی گھنٹی بچ اٹھی تو ہاںکی نے رسیور اٹھا لیا۔

”لیں“..... ہاںکی نے کہا۔

”ہنری بول رہا ہوں کرانس سے“..... دوسری طرف سے کرانس
میں پی کاک کے ایجنت ہنری کی آواز سنائی دی۔

”کیا ہوا۔ یہ لوگ پہنچ گئے کرانس“..... ہاںکی نے چونک کر
لپوچھا۔

”لیں میڈم۔ کاغذات کی کاپیاں بھی مجھ تک پہنچ گئی تھیں۔ ہم
نے ایئر پورٹ پر چیکنگ کی۔ یہ تینوں افراد پاکیشیا سے کرانس

پہنچے۔ پہاں ان کے لئے ریز اسٹ ہوٹل میں کمرے بک تھے۔ ایز پورٹ سے یہ تینوں ہوٹل چلے گئے اور پھر تینوں ہی ایک کمرے میں اکٹھے ہو گئے۔ ہم نے ایف سی کیوں کے ذریعے ان کی بات چیت سن لیکن چونکہ وہ کوئی ایشیائی زبان بول رہے تھے اس لئے ان کی باتیں سمجھ میں نہیں آ سکیں۔ ہنری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اب تم نے ان پر مستقل نظر رکھنی ہے کہ یہ لوگ کرانس سے کہاں جاتے ہیں۔“ ہاسکی نے کہا۔

”لیں میڈم۔ ہم پوری طرح ہوشیار ہیں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے۔ کوئی بھی خاص بات ہو تو تم نے مجھے فوراً کال کرنی ہے۔“ ہاسکی نے کہا اور رسپور رکھ کر وہ اٹھی اور ریسٹ روم سے نکل کر اپنے آفس میں پہنچ گئی۔ وہاں بیٹھ کر وہ کافی دیر تک کام کرتی رہی۔ پھر کلب جانے کے لئے نکل کھڑی ہوئی۔ دوسرے روز وہ ابھی آفس پہنچی ہی تھی کہ فون کی گھنٹی نج اٹھی تو کرسی پر بیٹھتے ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر رسپور اٹھا لیا۔

”لیں۔“ ہاسکی نے کہا۔

”ہنری بول رہا ہوں میڈم۔ کرانس سے۔“ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”لیں۔ کوئی خاص بات۔“ ہاسکی نے چونک کر پوچھا۔

”میڈم۔ وہ تینوں افراد جو پاکیشی سے کرائس آئے تھے آج صحیح“

اسپان کے دارالحکومت لاگس رواثت ہو گئے ہیں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”تمہارا مطلب یورپی ملک اسپان ہے یا کوئی اور۔“ ہاسکی نے قدرے حیرت بھرے لجھے میں کہا۔

”یورپی ملک اسپان میڈم۔“ ہنری نے جواب دیا۔

”کب گئے ہیں اور کب پہنچیں گے۔“ ہاسکی نے پوچھا۔

”وہ پہنچنے والے ہوں گے۔ صحیح ہونے سے پہلے وہ روانہ ہوئے ہیں۔“ میں نے اس وقت کال کی تھی تو آپ کے آفس سے بتایا گیا کہ آپ اس وقت آفس آتی ہیں اس لئے اب دوبارہ فون کر رہا ہوں۔“ ہنری نےوضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”انہوں نے میک اپ تو نہیں کئے۔“ ہاسکی نے پوچھا۔

”نو میڈم۔ وہ انہی کاغذات کے تحت گئے ہیں۔“ ہنری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔“ ہاسکی نے کہا اور رسپور رکھ دیا۔

”اسپان کے دارالحکومت لاگس۔ وہاں یہ لوگ کیا کرنے گئے ہوں گے۔“ ہاسکی نے بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر ایک خیال کے تحت وہ چونک اٹھی۔ اس نے رسپور اٹھایا۔ فون سیٹ کے نچلے حصے میں موجود سفید رنگ کا بٹن پر لیں کیا اور پھر تیزی سے بٹن پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف گھنٹی بجئے کی آواز سنائی دیتی رہی اور پھر رسپور اٹھا لیا گیا۔

”ریڈ فلیگ“..... دوسری طرف سے مردانہ آواز میں کہا گیا۔
”زیو پر سپلیٹی ہاسکی بول رہی ہوں“..... ہاسکی نے مودبانہ لمحے میں کہا۔

”لیں۔ چیف بس فرام دس اینڈ۔ کیوں براہ راست کال کی ہے“..... بھاری مردانہ آواز میں کہا گیا۔

”چیف بس۔ پاکیشیا کے خطرناک ایجنت عمران اور اس کے دو ساتھیوں کی نگرانی کرائی جا رہی ہے۔ یہ تینوں العباس کو واپس حاصل کرنے کے لئے پاکیشیا سے نکلے ہیں۔ یہ تینوں پہلے پاکیشیا سے کرافس پہنچ اور پھر کرافس سے یورپی ملک اسپان کے دارالحکومت لاگس پہنچ ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ انہیں کہیں نہ کہیں سے یہ معلوم ہو گیا ہے کہ العباس کو کہاں رکھا گیا ہے جبکہ ہمیں اس بارے میں علم نہیں ہے جبکہ بس نے اجازت دی ہے کہ میں اور میرا سیکشن عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمه کر دے لیکن اب ہم صرف نگرانی کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتے۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ مجھے تا دیں کہ العباس کو کہاں رکھا گیا ہے تاکہ ہم اس جگہ کی پہنچ کر کے ان کا خاتمه کر سکیں۔ ہاسکی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”العباس کو وہاں رکھا گیا ہے جہاں تک نہ تم پہنچ سکتی ہو اور نہ پاکیشی ایجنت۔ چاہے انہیں معلوم ہی کیوں نہ ہو جائے اس لئے تم ان کے خاتمہ کا مشتمل کرو۔ العباس کی فکر چھوڑ دو۔“

دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ہاسکی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر تیزی سے نمبر پر لیس کرتے شروع کر دیئے۔

”کارس کلب“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”کارس سے بات کرو۔ میں ہاسکی بول رہی ہوں پورٹ لینڈ سے۔“..... ہاسکی نے کہا۔

”ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”سیلو۔ کارس بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”ہاسکی بول رہی ہوں۔ پی کاک پر سیکشن سے۔“..... ہاسکی نے کہا۔

”لیں میڈم۔ حکم فرمائیں“..... دوسری طرف سے اس پار انہتائی مودباتہ لمحے میں کہا گیا۔

”تین آدمیوں کے حلینے نوٹ کرو۔ یہ کرافس سے اسپان کے دارالحکومت آج پہنچ ہیں۔ کسی نہ کسی ہوٹل میں ان کا قیام ہو گا۔ انہیں ٹریس کرو اور پھر ان کی نگرانی کراؤ کہ یہ کیا کرنے دارالحکومت آئے ہیں۔ یہ وہاں کہاں جاتے ہیں اور پھر مجھے روپورٹ کرو۔“..... ہاسکی نے کہا۔

”لیں میڈم۔ حلیئے بتائیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو ہاںکی نے قیوں کے حلیئے اور قد و قامت کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

”میں نے نوٹ کر لئے ہیں میڈم۔ پورے دارالحکومت میں ہمارے آدمی پھیلے ہوئے ہیں۔ ہم جلد ہی ان کا سراغ لگایں گے اور پھر ان کی نگرانی شروع کر دی جائے گی“..... کارن نے موذبان لجھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ خیال رکھنا کہ یہ پاکیشیائی ایجنت ہیں اور انہیانی خطرناک لوگ ہیں۔ اس لئے اپیانہ ہو کہ الٹا تمہارا کوئی آدمی ان کے ہاتھ لگ جائے اور یہ ہمارے بارے میں اس سے معلومات حاصل کر کے غائب ہو جائیں۔ ایجنتس ہوتے کی وجہ سے یہ کسی بھی وقت میک اپ تبدیل کر سکتے ہیں۔ ہر بات کا خیال رکھنا ہو گا اور ساتھ ساتھ روپورٹ دینا ہو گی“..... ہاںکی نے کہا۔

”لیں میڈم۔ آپ بے فکر رہیں۔ ویسے اگر آپ نے ان کا خاتمه کرنا ہے تو یہ کام بھی ہو سکتا ہے“..... کارن نے کہا۔

”ٹھیں۔ تم نے صرف نگرانی کرنی ہے۔ اگر یہ لوگ یہاں سے آگے کہیں نہ گئے تو پھر میں اپنے سیکشن سمیت وہاں پہنچ کر خود یہ کام کروں گی جس میں تمہاری مدد امیں حاصل رہے گی کیونکہ یہاں تم پی کاک کی نمائندگی کر رہے ہو“..... ہاںکی نے کہا۔

”لیں میڈم۔ جیسے آپ کا حکم“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے“..... ہاںکی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔
”یہ لوگ آخر اسپاں کیوں گئے ہوں گے“..... ہاںکی نے رسیور رکھ کر بڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اس بارے میں مزید کچھ سوچتی فون کی گھٹی بچھی تو اس نے ہاتھ پڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیں“..... ہاںکی نے کہا۔

”ہنری بول رہا ہوں میڈم۔ کرانس سے“..... دوسری طرف سے ہنری کی آواز سنائی دی تو ہاںکی چونک پڑی۔
”کوئی خاص بات“..... ہاںکی نے پوچھا۔

”لیں میڈم۔ ان تینوں افراد کے درمیان ہونے والی ایشیائی زبان میں گفتگو کا ایک حصہ ایک خصوصی ذریعے سے ٹرانسلیٹ کرایا گیا ہے۔ اس کے مطابق یہ لوگ اسپاں کی بندرگاہ پورٹو سے دو اڑھائی سو بھری میل کے فاصلے پر جزیرہ ساڈاؤم جانے کا پروگرام بنا رہے تھے۔ ان کے مطابق پاکیشیا سے اخوا ہونے والی کسی بڑی شخصیت کو ساڈاؤم میں رکھا گیا ہے“..... ہنری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے۔ تمہارا شکر یہ۔ تم نے انہیانی اہم کام کیا ہے۔ گلا بائی“..... ہاںکی نے سرت بھرے لجھے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”تو اس لئے چیف بس کہہ رہے تھے کہ پاکیشیائی ایجنت وہاں

تک کسی صورت نہیں پہنچ سکتے لیکن یہ واقعی خطرناک ایجنت ہیں جنہوں نے پاکیشیا میں بیٹھے بیٹھے معلوم کر لیا کہ العباس کو سماڑٹوم میں رکھا گیا ہے اور چیف بس نے مجھے اس بارے میں اشارہ تک نہیں دیا۔ بہر حال اب ان ایجنٹوں کے خلاف فوراً کوئی کارروائی کرنا ہو گی۔..... ہاںکی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کی طرف ہاتھ بڑھا دیا تاکہ پورٹو میں ایک پارٹی سے بات چیت کر کے وہاں ان ایجنٹوں کو فریں کرنے کا کام لگا سکے کیونکہ اسے یقین تھا کہ یہ ایجنت پورٹو سے آگے کسی صورت بھی نہ بڑھ سکیں گے اور ان کا خاتمه وہی پورٹو میں ہی کرنا پڑے گا۔

حصہ اول ختم شد

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

پیکاک

حصہ دوم

منظہر کلیم ایم اے

اس ناول کے تمام نام، مقام، گردوارہ و اقلuat اور پیش کردہ چھوٹی سی قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت شخص اتفاقی ہوگی۔ جس کے لئے پبلشر، مصنف پر غرضی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

تیری اور جولیا دونوں پورٹو کی بندگاہ کے وسیع و عریض ایریے میں اس طرح گھومتے پھر رہے تھے کہ جیسے کسی پارک میں گھومتے ہوئے وہاں کے ماحول کو انجوانے کر رہے ہوں۔ یہاں بے شمار چھوٹے بڑے ہوٹل اور کلب بھی موجود تھے۔ لوگ آ جا رہے تھے۔ کاروں اور ٹیکسیوں کا بھی خاص ارش تھا اور یہاں بوڑھے ملاج بھی اپنی مخصوص وردیوں میں لمبیں اس طرح گھومتے پھرتے نظر آ رہے تھے جیسے اپنے شہری دور کو اب بھی زندہ دیکھ رہے ہوں۔

”ہمارے یہاں آنے کا مقصد کیا ہے تیری؟“..... جولیا نے قدرے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

”کسی ایسے آدمی کی تلاش جو ہمیں ساؤنوم ٹک پہنچنے کا محفوظ راستہ بتا سکے؟“..... تیری نے جواب دیا۔

”تو کیا کسی کے چہرے پر لکھا ہوا ہو گا کہ وہ محفوظ راستہ بتا سکتا

ناشر ----- مظہر کلکم احمد
اهتمام ----- محمد ارسلان قیشی
شیخن ----- محمد علی قیشی
طائع ----- سلامت اقبال پرنٹنگ پرائیس ملتان

کتب منگوائی کا پتہ

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ ملتان
Mobile 0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

E-Mail Address
arsalan.publications@gmail.com

ہے۔ جولیا نے کہا تو تنویر بے اختیار ہنس پڑا۔

”ہاں۔ اس کے چہرے پر لکھا ہوا ہو گا۔ تم چاہو تو کسی ریسٹوران میں بیٹھ کر چائے پی لو۔ میں پنچ جاؤں گا۔“..... تنویر نے جواب دیا۔

”نہیں۔ میں اس ماحول میں اکسلی نہیں بیٹھ سکتی۔“..... جولیا نے جواب دیا تو تنویر نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے اسے جولیا کی یہ بات بے حد پسند آئی ہو اور ایک بار پھر وہ دوتوں آگے بڑھنے لگے۔ اچانک تنویر ایک جگہ رک گیا۔ جولیا بھی ٹھہر کر رک گئی۔ سامنے ایک پھر پر ایک بوڑھا ملاج بیٹھا ہوا تھا لیکن اس کے چہرے پر شکستگی کے تاثرات واضح نظر آ رہے تھے۔

”آپ کا کیا نام ہے؟“..... تنویر نے آگے بڑھ کر کہا تو سر جھکا کر بیٹھا ہوا بوڑھا بے اختیار چونک پڑا۔

”تم کون ہو۔ کیا سیاح ہو؟“..... بوڑھے نے امید بھرے لبھے میں کہا۔

”ہم سیاح بھی ہیں اور اس علاقے پر یونیورسٹی کی طرف سے مضمون لکھنے کے لئے تیاری کرنے یہاں آئے ہیں۔ اگر آپ ہمیں مخصوص معلومات دے سکیں تو ایک سو ڈالر کا نوت نکالا اور اسے گنگ کی طرف ساتھ ہی جس قدر چاہو شراب بھی۔“..... تنویر نے کہا تو بوڑھے کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

”اوکے۔ تو آؤ کہیں بیٹھتے ہیں؟“..... بوڑھے نے اٹھتے ہوئے

کہا۔

”نام تو تم نے بتایا نہیں اور کیا بتاؤ گے؟“..... جولیا نے کہا۔

”میرا نام گنگ ہے اور مجھے اب اولاد گنگ کہا جاتا ہے۔ کبھی میں بھی اس علاقے کا واقعی گنگ تھا۔ ہر کام میں نہایاں رہتا تھا لیکن اب میں بوڑھا اور ناکارہ ہو گیا ہوں۔ بہر حال تمہیں میں تمام معلومات دے سکتا ہوں بلکہ تم نے بہترین آدمی کا انتخاب کیا ہے۔ میرے علاوہ اور کوئی آدمی اب زندہ نہیں رہا جو تمہیں حقائق پر مبنی معلومات دے سکے۔“..... بوڑھے گنگ نے اپنی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

”آؤ ہمارے ساتھو۔“..... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ اسے ساتھ لئے ایک چھوٹے سے ریسٹوران میں آ کر بیٹھ گئے۔ یہاں زیادہ رش اور شور نہ تھا۔ ویژہ کو انہوں نے گنگ کے لئے شراب اور اپنے لئے مشروبات کا آمدوردے دیا۔

”تم شراب نہیں پیتے؟“..... بوڑھے گنگ نے انہائی حیرت بھرے لبھے میں کہا۔

”ہمیں ڈاکٹر نے روک دیا ہے ورنہ ہم دن رات پیتے ہی شراب تھے۔“..... تنویر نے کہا تو گنگ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تنویر نے جیب سے سو ڈالر کا نوت نکالا اور اسے گنگ کی طرف بوڑھا دیا۔ گنگ نے اس طرح نوت کو جھپٹا جیسے وہ دنیا کی کوئی انمول چیز ہو اور جلدی سے اپنی جیب میں ڈال دیا۔ پھر اس سے

پہلے کہ مزید بات ہوتی دیٹر نے شراب کی بول اور مشروبات لاکر سرد کر دیئے۔

”ہاں۔ اب پوچھو۔ تم کیا معلوم کرنا چاہتے ہو؟..... کنگ نے شراب کا گلاس آدھے سے زیادہ بیک وقت اپنے حلق میں اتنا نے کے بعد کہا۔ اب اس کے چہرے پر بشاشت نمایاں ہو گئی تھی اور اس کی آنکھوں میں بھی چمک پیدا ہو گئی تھی۔

”تمہیں معلوم ہے کہ پورٹو بے ساؤٹوم جانا تقریباً ناممکن ہے جب تک ساؤٹوم خود اس کی اجازت نہ دے لیکن ہم نے ساؤٹوم نہ صرف پہنچا ہے بلکہ وہاں سے صحیح سلامت واپس بھی آتا ہے۔ تم اس بارے میں ہماری کیا مدد کر سکتے ہو؟..... تنویر نے کہا تو کنگ نے باقی آدھا گلاس حلق میں انڈیلا اور پھر گلاس میز پر رکھ کر جب شامل ہوں جو پنس کارس کی طرح ساؤٹوم کے ستائے ہوئے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ پنس کارس امیر آدمی ہے اور میں غریب ہوں۔..... کنگ نے کہا اور اٹھ کر اس طرح بیرونی دروازے کی طرف ہڑھتا چلا گیا جیسے ان کا واقف ہی نہ ہو۔ تنویر نے دیٹر کو پلا کر اسے بل دیا اور پھر وہ دلوں اٹھ کر اس ریسٹوران سے باہر آگئے۔

”اسے تم رکھو اور یہ دوسرا نوٹ بھی لے لو۔ ہمارا کوئی فلٹ مقصد نہیں ہے۔ ہم صرف ایڈوپیٹ کے طور پر ایسا کرنا چاہتے ہیں۔ اگر تم میں ہمت نہیں ہے تو کسی اور کے ہارے میں بتا دو جو یہ ہمت رکھتا

ہو۔..... تنویر نے کہا اور سوڈالر کا ایک اور نوٹ نکال کر پہلے نوٹ پر رکھا اور دونوں نوٹ کنگ کی طرف بڑھا دیئے۔

”اگر تم ایسا کرنا چاہتے ہو تو پھر کارس کلب چلے جاؤ۔ اس کا ماںک رابرٹ ہے جسے پنس کارس کہا جاتا ہے۔ وہ بھی میری طرح بوڑھا آدمی ہے لیکن وہ ذنگ کی چوٹ پر ساؤٹوم کی مخالفت کرتا ہے اور ساؤٹوم اس کا آج تک کچھ نہیں بگاڑ سکا۔ وہ تمہیں سب کچھ بتا دے گا۔ اسے میرا نام لے دینا۔..... کنگ نے دلوں کو جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

”تمہارا نام سن کر کیا وہ کام کرے گا۔..... تنویر نے کہا۔ ”کام تو وہ اپنی مرضی کا معاوضہ لے کر کرے گا۔ میرا نام لینے پر وہ کام کرنے پر آمادہ ہو جائے گا کیونکہ میں بھی ان لوگوں میں سے سوڈالر کا نوٹ نکالا اور اسے واپس تنویر کی طرف بڑھا دیا۔

”آئی ایم سورکی۔ میں ساؤٹوم کے خلاف تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا ورنہ وہ مجھے تو کیا میرے پورے خاندان کو سر عام اڑا دے گا اور کسی میں بھی اتنی جرأت نہیں کہ وہ اس کا یا اس کے آدمیوں کا ہاتھ پکڑ سکے اور تم بھی اس خیال سے باز آ جاؤ ورنہ مارے جاؤ گے۔..... کنگ نے کہا۔

”اسے تم رکھو اور یہ دوسرا نوٹ بھی لے لو۔ ہمارا کوئی فلٹ مقصد نہیں ہے۔ ہم صرف ایڈوپیٹ کے طور پر ایسا کرنا چاہتے ہیں۔ اگر تم میں ہمت نہیں ہے تو کسی اور کے ہارے میں بتا دو جو یہ ہمت رکھتا

نون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی نمبر پر لس کر دیئے۔
 ”کاؤنٹر سے روکی بول رہا ہوں۔ ایک سیاح جوڑا آپ سے ملاقات چاہتا ہے۔ انہیں اولڈ کنگ نے بھیجا ہے۔۔۔۔۔ کاؤنٹر میں روکی نے موڈبائیس لجھے میں کہا۔
 ”بھجوادو،۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو روکی نے رسیور رکھ

”سامنے گلی میں چیف کا آفس ہے۔ باہر نام لکھا ہوا ہے۔ چلے جاؤ“..... روکی نے دائیں ہاتھ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو تنور سر ہلاتا ہوا اس طرف مڑ گیا۔ جولیا اس کے پیچے تھی۔ گلی کے آخر میں واقعی ایک دروازہ تھا جس کے باہر کارس کی نیم پلیٹ موجود تھی لیکن وہاں کوئی مسلح آدمی موجود نہ تھا۔ تنور نے آگے بڑھ کر دروازے پر دباؤ ڈالا تو وہ کھلتا چلا گیا۔ تنور آگے بڑھا اور کمرے میں داخل ہو گیا۔ اس کے پیچے جولیا تھی۔ کمرہ آفس کے انداز میں چاہا ہوا تھا اور میز کی دوسری طرف ایک خاصا بوڑھا آدمی کری پر بیٹھا بڑے غور سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

”میرا نام مارشل ہے اور یہ میری ساتھی مارگریٹ ہے۔۔۔۔۔ تنویر
نے میر کی سائیڈ سے آگے بڑھ کر مصالحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے
ہوئے کہا۔

”معاف کرنا۔ میں اٹھ نہیں سکتا اس لئے مجبوری ہے۔“ کارسن نے پیشے بیٹھے مصالحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

”ہم مکمل اندریہ سے روشنی کی طرف جا رہے ہیں اور بہتر ہے تم اس قسم کے کوئی مشش دینے کی بجائے خاموش رہو۔ میں اپنے پارے میں اپنے کوئی مشش سننے کا عادی نہیں ہوں۔ اگر زیادہ تھک گئی ہو تو واپس جا کر ہوٹل میں آرام کرو۔“..... تنویر نے قدرے درشت لبھے میں کہا۔

”چلوٹھیک ہے۔ میں بھی دیکھتی ہو کہ روشنی کب اور کہاں ملتی ہے تھہیں؟“..... جولیا نے بھی منہ بتاتے ہوئے جواب دیا تو تنور کا چہرہ غصے سے بھڑک اٹھا لیکن پھر وہ کچھ سوچ کر خاموش رہا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کارکن کلب کے سامنے پہنچ گئے۔ یہ دو منزلہ عمارت تھی اور پہاں آنے والے تمام افراد عام سے ملاج و کھانی دے رہے تھے۔

”اس یوڑھے عیار نے کتنی رقم ایئٹھلی ہے آپ سے۔“ کاؤنٹر
میں نے کہا۔

”ہم نے اسے کوئی رقم نہیں دی۔ تم کارسن سے بات کرو یا
کسیں اجازت دو کہ ہم اس کے آفس چلے جائیں“..... تنویر نے
قدارے سخت لمحے میں کہا تو کاؤنٹر میں نے ہامنے پڑے ہوئے

"اوہ اچھا۔ کوئی بات نہیں"..... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر پچھے ہٹ کر جولیا کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ جولیا مصافحہ کرنے کی بجائے ایک کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔

"بھیں اولڈ سنگ نے بھجا ہے"..... تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے فون پر بتایا گیا ہے اور اسی لئے تو میں نے تمہیں بلا لیا ہے۔ کیا مسئلہ ہے"..... کارن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہم ساؤنوم جزیرے پر ساؤنوم کی مرضی کے بغیر جانا اور واپس آنا چاہتے ہیں۔ صرف ایڈ و پیجر کے طور پر کیونکہ بظاہر ساؤنوم کی اجازت کے بغیر وہاں کسی صورت ہم نہیں پہنچ سکتے"..... تنویر نے کہا۔

"ویسے تو یہ تامکن ہے لیکن میرے پاس ایک راستہ موجود ہے مگر یہ اس قدر سیف نہیں ہے کہ کہا جاسکے کہ کوئی مشکل حائل نہیں ہو گی لیکن یہاں کم مشکلات ہیں۔ تم مجھے اصل بات بتاؤ کہ تم کیوں وہاں جانا چاہتے ہو"..... کارن نے کہا۔

"یہی اصل بات ہے"..... تنویر نے جواب دیا۔

"دیکھو۔ میری پوری زندگی ایسے ہی معاملات میں گزری ہے۔ میں کبھی ساؤنوم جزیرے اور اس پورے علاقے کا پرنس تھا لیکن اب صرف ایک کلب تک محدود ہو کر رہ گیا ہوں اس لئے مجھے ساؤنوم سے کوئی دچکی نہیں ہے مگر اس طرح میں تمہاری زیادہ اچھی طرح مدد کر سکوں گا۔ جہاں تک میرا خیال ہے تم دونوں ساؤنوم

سے متاع کے سربراہ العباس کو واپس لانا چاہتے ہو جسے ساؤنوم میں رکھا گیا ہے"..... کارن نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"تم جو مرضی آئے سمجھ لو۔ بہر حال تم ہماری مدد کرو اور ہمیں کوئی سیف راستہ بتا دو۔ پوری تفصیل کے ساتھ۔ اس کا جو معاوضہ تم کھو گے وہ ہم دینے کے لئے تیار ہیں"..... تنویر نے کہا۔

"معاوضہ تو بہر حال میں لوں گا اور معاوضہ ہے دس لاکھ ڈالر۔ کیا تم اتنی رقم دے سکتے ہو"..... کارن نے کہا۔

"نہیں۔ اتنی رقم مخفی ایڈ و پیجر کے لئے خرچ نہیں کی جاسکتی۔ ہم زیادہ سے زیادہ ایک لاکھ ڈالر دے سکتے ہیں۔ لیکن ہے تو بتا دو درجہ ہم کسی اور کو اس کام کے لئے تلاش کر لیں گے"..... تنویر نے کہا۔

"اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ تم واقعی ایڈ و پیجر کے لئے آئے ہو۔ بہر حال دو ایک لاکھ ڈالر"..... کارن نے فوراً ہی سرٹر ہوتے ہوئے کہا تو تنویر نے کوٹ کی اندرونی جیب سے چیک بک سے علیحدہ اور ایک چیک پر رقم لکھ کر دستخط کئے اور اسے چیک بک سے علیحدہ کیا اور کارن کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ گاریقہ ڈی چیک ہے"..... تنویر نے کہا تو کارن نے چیک لے لیا۔ وہ کچھ دیر چیک کو غور سے دیکھتا رہا پھر اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے چیک تبہہ کر کے جیب میں ڈالا اور پھر سائیڈ پر جھک کر اس نے دونوں اطراف میں رکھی

ہوئی بیساکھیاں اٹھا کر ان کی مدد سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”آؤ میرے ساتھ تاکہ تفصیل سے بات ہو سکے“..... کارس نے کہا اور بیساکھیوں کی مدد سے مڑکر وہ عقینی کمرے میں داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے تنویر اور جولپا بھی کمرے میں داخل ہوئے۔ کارس نے لاسٹ جلائی اور پھر ایک دیوار پر موجود بہت بڑے پوسٹر پر موجود لاسٹ جلا دی۔

”بیٹھو“..... کارس نے اس پوسٹر کے سامنے موجود کریبوں پر بیٹھنے کا اشارہ کیا تو تنویر اور جولپا کریبوں پر بیٹھ گئے۔

”دیکھو۔ یہ پورٹو بندراگاہ ہے۔ یہ ساؤٹوم جزیرہ اور پورٹو سے ساؤٹوم تک اور ساؤٹوم کے چاروں طرف آبی نسل جنہیں یہاں اس علاقے میں راقا کہا جاتا ہے انہائی خطرناک ہیں۔ سمندر کے اندر بھی اور باہر بھی ہیں۔ سمندر کے اندر ان کی جڑیں اس طرح پھیلی ہوئی ہیں کہ ان کے درمیان کوئی بوٹ نہیں چل سکتی اور باہر اس لئے خطرناک ہیں کہ یہ انسان کا گلا تو ایک طرف بوٹ کی لکڑی کو بھی کاٹ دیتی ہیں۔ اس میں سیف راستے بننے ہوئے ہیں جنہیں ساؤٹوم اور اس کے خاص آدمی جانتے ہیں۔ ان راستوں پر صرف ساؤٹوم کی اجازت سے ہی مخصوص کشتیوں میں سفر کیا جا سکتا ہے جس کی ظاہر ہے وہ اجازت نہیں دے گا۔ میرے پاس ایک راستہ ہے لیکن یہ راستہ بھی انہائی خطرناک ہے۔ صرف ہمت اور حوصلے والے افراد اس راستے پر سفر کر سکتے ہیں۔ یہ بات نہیں کہ

اس کا علم میرے علاوہ اور کسی کو نہیں، سب کو ہے۔ ساؤٹوم کو بھی ہے اس لئے اس نے اس راستے میں چار جگہوں پر ناکے لگائے ہوئے ہیں اور یہ ناکے چھوٹے چھوٹے جزیرے ہیں۔ اس راستے پر سفر کرنے والا ان جزیروں کے سامنے سے ہی گزر کر آگے بڑھ سکتا ہے اور ان چاروں چھوٹے جزیروں پر ساؤٹوم کے خطرناک لوگ تعینات ہیں۔ ان لوگوں سے کس طرح نہیں ہے یہ بات سفر کرنے والا خود سوچ سکتا ہے۔۔۔ کارس نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”وہ راستہ کون سا ہے اور کس طرح کراس ہو گا رافا کی موجودگی میں“..... تنویر نے کہا۔

”یہ دیکھو۔ یہ سرخ رنگ کی لکیر۔ یہی راستہ ہے۔ اس راستے پر صرف اوپنجے کناروں والی بوٹ سفر کر سکتی ہے۔ اس بوٹ کو یہاں ڈیل بوٹ کہا جاتا ہے کیونکہ سطح سے اس کے چاروں طرف کے کنارے خاصے بلند ہوتے ہیں اور ان کناروں پر تیز دھار کے ایسے آلات لگے ہوئے ہیں جو زملوں کو کاٹ دیتے ہیں۔ یہ بوٹ بھی میں تمہیں مہیا کر سکتا ہوں اور اپنا بوٹ کیپن بھی، جو تمہیں ساؤٹوم جزیرے تک لے جا سکتا ہے بشرطیکہ تم ناکوں کو کور کر سکو۔۔۔ کارس نے کہا۔

”لیکن تمہارے آدمی کو بھی تو موت کا خطرہ ہو سکتا ہے۔ پھر“..... تنویر نے کہا۔

”نہیں۔ وہ میرا آدمی ہے۔ اسے ہلاک نہیں کیا جائے گا بلکہ اسے واپس بھیج دیا جائے گا۔ البتہ تمہارے بارے میں میری کوئی گارنٹی نہیں اور نہ ہی میں گارنٹی دے سکتا ہوں اس لئے پہلے بتا رہا ہوں۔“..... کارس نے کہا۔

”اچھا۔ یہ بتاؤ کہ ساڈلوم میں خود ساڈلوم کہاں رہتا ہے اور جزیرے کی اندر ولی ساخت کیا ہے؟“..... تنویر نے کہا۔

”ساڈلوم جزیرے کے چاروں طرف گھننا جنگل موجود ہے۔ البتہ ایک سائیڈ پر یہ جنگل کاٹ کر راستہ بنایا گیا ہے۔ یہاں سے ہی ساڈلوم میں داخل ہوا جا سکتا ہے۔ لیکن یہاں ساڈلوم کے انہتائی خطرناک افراد تینات ہیں جو بغیر اجازت داخل ہونے والوں کو فوراً گولی مار دیتے ہیں۔ ان کی تعداد بھی کافی ہے اور یہ پھیلے ہوئے ہیں۔ ساڈلوم جزیرے کے اندر درمیان میں بڑی بڑی عمارتیں بنی ہوئی ہیں جن کے گرد اونچی فصیل نما دیواریں ہیں جن میں ایک بڑا گیٹ ہے جس سے اندر چاکا اور باہر آیا جا سکتا ہے۔ چاروں کونوں میں چیک پوسٹس بنی ہوئی ہیں اور یہاں ایشی ایز کرافٹ گھنیں بھی موجود ہیں جو ہر یکیلی کا پڑ اور جہاز کو فضا میں ہی اڑادیتی ہیں۔“..... کارس نے کہا۔

”اسمیگن کا مال کیسے اندر لاپا اور باہر لے جایا جاتا ہے؟“..... جولیا نے پہلی بار بات کرتے ہوئے کہا۔

”تم عقلمند عورت ہو۔ تم نے بہت اچھا سوال پوچھا ہے۔“

اسمیگن کے مال کے لئے عقی طرف بڑے بڑے گودام بنے ہوئے ہیں اور وہاں سے مال اندر لے جایا جاتا ہے اور باہر نکالا جاتا ہے۔ اس راستے پر صرف مخصوص بوٹس سفر کر سکتی ہیں اور یہ بوٹس صرف ساڈلوم کے آدمیوں کے پاس ہیں۔ ان کی بھی باقاعدہ چیکنگ ہوتی رہتی ہے اور اگر تم اس العباس کو چھڑوانے کے لئے آئے ہو تو یہ بتا دوں کہ اس فصیل کے اندر ایک عمارت میں ہسپتال بنایا گیا ہے اس کی نشانی یہ ہے کہ اس پر اونچی صلیب لگی ہوئی صاف نظر آتی ہے۔ العباس کو اس ہسپتال میں رکھا گیا ہو گا۔ ساڈلوم بھی ایک عمارت میں رہتا ہے۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ یہ ساڈلوم بھی ایک عمارت میں رہتا ہے۔ انتہائی سرخ رنگ کے پتھروں سے بنی ہوئی ہے اور اس پر سرخ عمارت سرخ رنگ کے پتھروں سے بنی ہوئی ہے جس پر جنگلی بھینسا بنانا ہوا ہے۔ یہی ساڈلوم کی نشانی ہے کیونکہ وہ خود بھی جسمانی طور پر جنگلی بھینسے سے کسی طرح بھی کم نہیں ہے۔ وہ انہتائی سفاک اور جھکڑا الو قسم کا انسان ہے۔ دوسروں کو ہلاک کر کے اسے شیطانی خوشی حاصل ہوتی ہے۔“..... کارس نے قدرے نفرت بھرے لمحے میں کہا تو تنویر بھجو گیا کہ اس کی ساڈلوم سے ذاتی دشمنی ہے۔

”تمہارا آدمی کہاں ملے گا اور یہ ڈبل بوٹ کیسے مل سکتی ہے؟“..... تنویر نے کہا۔

”تو کیا سب کچھ سننے اور جانتے کے بعد بھی تم اس لڑکی کو ساتھ لے کر اس خطرناک راستے پر سفر کر دے گے۔ تمہاری زندگیاں

راتے میں بھی اور جزیرے پر بھی سو فیصد تو نہیں نوے قیصد داؤ پر لگی ہوئی ہوں گی۔ کارس نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ باتیں چھوڑو۔ خوف کی بجائے ہمیں یہ سب سن کر لطف آ رہا ہے کہ ہمارا ایڈوپچر شاندار رہے گا۔“..... تنویر نے کہا تو کارس بے اختیار ہنس پڑا۔

”گذ۔ تمہارا حوصلہ واقعی قابل داد ہے۔ بہر حال کشی کا معاوضہ ایک لاکھ ڈالرز اور کیپٹن کا معاوضہ بچاس ہزار ڈالرز ہے۔ یہ معاوضہ ادا کر دو گے تو پھر تمہیں بوٹ اور کیپٹن دونوں مل جائیں گے۔“..... کارس نے کہا تو تنویر نے ایک بار پھر جیب سے چیک بک نکالی اور ایک چیک لکھ کر اس نے اسے چیک بک سے علیحدہ کیا اور کارس کی طرف بڑھا دیا جواب ایک کری پر بیٹھ چکا تھا۔ کارس نے چیک لے کر اسے غور سے دیکھا اور پھر تھہ کر کے جیب میں ڈال لیا۔

”کب جانے کا ارادہ ہے۔“..... کارس نے پوچھا۔

”کیا ہمیں رات کو سفر کرنا چاہئے یا دن کو۔“..... جو لیا نے پوچھا۔

”رات کو سفر ممکن ہی نہیں ہے۔ کیپٹن کی ذرا سی غفلت کا انعام عبر تنگ ہو سکتا ہے۔ دن کو سفر نہیک رہے گا۔“..... کارس نے جواب دیا۔

”تو کل صحیح سات بجے کا وقت نہیک رہے گا۔“..... تنویر نے کہا۔ ”نہیک ہے۔ تم دونوں صحیح سات بجے سے پہلے زوٹی گھاٹ پر چینچ جانا۔ میں وہاں خود موجود ہوں گا۔“..... کارس نے کہا۔

”اچھا۔ اب یہ بتا دو کہ تم ہمارے جانے کے بعد ساؤٹوم کو فون تو نہیں کرو گے تاکہ تم دولت بھی کمالو اور اپنی اور اپنے آدمی کی جاتیں بھی بچالو۔“..... تنویر نے کہا تو کارس بے اختیار چونک پڑا۔

”تم نے یہ بات سوچی ہی کیوں۔ اپنے چیک واپس لو اور جاؤ یہاں سے۔ کارس کو تم نے اس قدر گھشا سمجھ لیا ہے۔ اگر کارس اس قدر گھشا ہوتا تو اب تک ساؤٹوم کے ہاتھوں ایک ہزار بار ہلاک ہو چکا ہوتا۔“..... کارس نے بڑے غصیلے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی جیب سے چیک نکال لئے۔

”اس میں اتنا غصہ دکھانے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ بھی ایک امکانی صورت ہو سکتی ہے۔ ہمارا معاملہ تمہارے ساتھ پہلی بار ہو رہا ہے اس لئے ہمیں شہیں معلوم کہ تم کس فطرت اور طبیعت کے آدمی میں ڈال لیا۔

”ہو۔“..... تنویر نے مشہ بنا تے ہوئے کہا۔

”بے فکر ہو کر جاؤ۔ تم خود ہمت ہار گئے تو دوسرا بات ہے ورنہ نہ میرا آدمی بیچھے ٹھیک گا اور نہ ہی میری طرف سے تمہیں کوئی شکایت ہو گی بلکہ اگر تم ساؤٹوم کا خاتمہ کر دو تو یہ میرے لئے انتہائی اطمینان بخش کام ہو گا۔“..... کارس نے کہا۔

”اوکے۔ اب ہمیں اجازت۔ ہم کل صحیح ساڑھے چھ بجے زوٹی

گھاٹ پر پہنچ جائیں گے۔۔۔ تنویر نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے اٹھتے ہی جولیا بھی اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر تنویر نے کارس سے مصافحہ کیا اور مڑ کر وہ دونوں اس آفس کے دروازے سے باہر آگئے۔

اسیان کے دارالحکومت کے ایک ہوٹل کے کمرے میں صدر اور کیپشن ٹکلیل بیٹھے ہوئے تھے جبکہ عمران صبح سے ہی اپنے کمرے سے غائب تھا۔ اس وقت دوپھر ہو چکی تھی لیکن عمران کی واپسی نہ ہوئی تھی۔

”اس وقت جولیا اور تنویر ہمارے ساتھ ہوتے تو دونوں ہی عمران کو کوس رہتے ہوتے کہ خود کام کرتا ہے دوسروں کو کرنے نہیں دیتا۔۔۔ صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس بارنجانے کیوں چیف نے جولیا اور تنویر کو علیحدہ ٹیکم بنا دیا ہے۔ میری بھروسے تو یہ حکمت نہیں آئی۔۔۔ کیپشن ٹکلیل نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ صدر کوئی جواب دیتا تو ان کی گفتگی بچ اٹھی تو صدر نے ہاتھ پڑھا کر رسیور اٹھا لیا کیونکہ یہ کمرہ اسی کے نام سے بک تھا۔

وجہ۔۔۔ صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”کیا کروں۔۔۔ شدید خطرہ لاحق ہو گیا ہے کہ کہیں بچا کچھا بھی
باتھ سے نکل جائے۔۔۔ عمران نے کہا تو صدر اور کیپن ٹکلیل
دونوں چونک کر اور حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھنے لگے۔
”بچا کچھا کیا مطلب؟۔۔۔ صدر نے حیرت بھرے لمحے میں
کہا۔۔۔

”پہلے سیکرت سروس کی ایک بڑی ٹیم ہوتی تھی۔۔۔ چیف نے
اسے آدھا کر دیا تو میں نے سوچا کہ چلو اتنا ہی غیبت ہے لیکن
اب چیف نے اسے مزید سکیٹر دیا ہے۔۔۔ اب دونوں پر مشتمل ٹیم کا
میں سربراہ ہوں اس لئے میں نہیں چاہتا کہ اسی پہنچی چھی ٹیم کی
سربراہی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھوں۔۔۔ عمران نے دعاخت کرتے
ہوئے کہا تو صدر بے اختیار نفس پڑا جبکہ کیپن ٹکلیل کی آنکھوں
میں بھی سرست کی چمک نمایاں ہو گئی تھی۔۔۔

”آپ کا فون آنے سے پہلے یہی بات ہو رہی تھی۔۔۔ کیپن ٹکلیل
کہہ رہا تھا کہ چیف نے جولیا اور تنور کو علیحدہ کیوں کر دیا ہے اور
واقعی یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔۔۔ صدر نے کہا۔۔۔

”لنج آ رہا ہے۔۔۔ وہ کر لو۔۔۔ پھر بتاؤں گا۔۔۔ عمران نے کہا اور
بھر واقعی چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور دو دیٹرالیاں دھکلتے ہوئے
اندر داخل ہوئے اور انہوں نے کھانے کا سامان میز پر لگا دیا۔
ساتھی پانی کی یوں میں بھی رکھ دیں اور بھرٹالیاں دیں ایک

”لیک۔۔۔ صدر سعید پول رہا ہوں۔۔۔ صدر نے کہا۔۔۔
”صرف صدر سعید نہیں بلکہ صدر سعید یار جنگ بہادر کہا کرو
تاکہ دوسرے پر رعب تو پڑے۔۔۔ دوسری طرف سے عمران کی
چیکتی ہوئی آواز سنائی دی۔۔۔
”آپ آ گئے واپس۔۔۔ صدر نے چونک کر کہا۔۔۔

”ہاں اور اب اپنے کمرے میں تم دونوں کا انتظار کر رہا ہوں
تاکہ مجھے لج نصیب ہو سکے۔۔۔ اکیلا کھاؤں تو اماں بی کی جوستیاں یاد
آ جاتی ہیں جو کبھی یہیں کہ اکیلا کھانے والے کے ساتھ شیطان
شامل ہو جاتا ہے اور کھانے سے برکت اڑ جاتی ہے۔۔۔ دوسری
طرف سے عمران نے مسلسل یوں ہوئے کہا۔۔۔

”ٹھیک ہے۔۔۔ ہم آ رہے ہیں۔۔۔ صدر نے کہا اور رسیور رکھ
دیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عمران کی باتوں کا چرخہ آسمانی سے نہیں
رسکے گا۔۔۔

”آؤ کیپن۔۔۔ عمران صاحب سے بات چیت بھی ہو جائے اور
لنج بھی کر لیا جائے۔۔۔ صدر نے اٹھتے ہوئے کہا تو کیپن ٹکلیل
بھی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں عمران کے
کمرے میں داخل ہوئے تو عمران نے اٹھ کر ان کا اس طرح
استقبال کیا جیسے وہ کوئی مہمان ہوں اور کافی عرصے بعد ملاقات ہو
رہی ہو۔۔۔

”آپ بہت پریشان نظر آ رہے ہیں عمران صاحب۔۔۔ کوئی خاص

طرف کھڑی کر کے وہ واپس چلے گئے۔ کھانا کھانے کے بعد عمران، صدر اور کیپن شکیل نے باری باری جا کر ہاتھ دھونے اور پھر عمران نے انٹر کام پر روم سروس کو کافی بھجوانے اور کھانے کے برتن ترالیوں میں رکھے اور واپس چلے گئے جبکہ ایک دیڑنے آگئی کافی کا سامان میز پر رکھا اور واپس چلا گیا تو صدر نے کافی کی عنین پیالیاں بٹائیں اور ایک عمران اور ایک کیپن شکیل کے سامنے رکھی اور تیری چیزیں اپنے سامنے رکھلی۔

”ہاں۔ تم پوچھ رہے تھے کہ چیف نے اس بار جولیا اور تنوری کی علیحدہ ٹیم کیوں بنائی ہے تو اصل بات یہ ہے کہ یہ مشین بنائی گئی ہے“..... عمران نے کافی کا گھوٹ لیتے ہوئے کہا۔

”سزا کے لئے۔ کیا مطلب؟“..... صدر نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”جولیا ڈپٹی چیف ہے اور عام طور پر جب میں موجود نہ ہوں تو جولیا کو ہی سربراہ بنایا جاتا ہے لیکن اس بار تنوری کو سربراہ بنایا گیا ہے۔ کیوں۔ اس لئے کہ جولیا کو سزا دی جائے اور تنوری کو بھی۔ تنوری کو اس لئے کہ اس کی بات جولیا نے مانتی نہیں اور تنوری کی مردائیہ اتنا شدید مجرد ہو گی تو دونوں کو سزا ملتی رہے گی“..... عمران نے کہا۔

”ایسا کیوں کیا گیا ہے عمران صاحب؟“..... کیپن شکیل نے بڑے سمجھہ لمحے میں کہا۔

” بتایا تو ہے کہ دونوں کو سزا دینے کے لئے اور مجھے میری اوقات بتانے کے لئے کہ بڑا ٹیم کا سربراہ بننا پھرتا تھا“..... عمران نے جواب دیا۔

” عمران صاحب۔ سمجھیدہ ہو جائیں ورنہ“..... صدر نے کہا۔

” ورنہ کیا“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

” ہم دونوں بھی جولیا اور تنوری کی طرح علیحدہ ٹیم بنالیں گے۔ پھر آپ کیا کریں گے؟“..... صدر نے کہا تو عمران بے اختیار نہیں پڑا۔

” ارے۔ ارے۔ یعنی بالکل ہی ہے وقت۔ چلو بتا دیتا ہوں بلکہ بتانا تو اب مجبوری بن گئی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ مشین جس انداز کا ہے اس کے لئے تنوری کا ڈائریکٹ ایکشن ہے حد ضروری ہے۔ جولیا کو اس لئے ساتھ رکھا گیا ہے کہ جولیا اسے اپنی سمجھے داری سے کسی حد تک متوازن رکھے گی لیکن ہوا الٹا کام۔ دونوں ہی ایک دوسرے سے اڑ پڑے جس پر چیف نے مداغلت کی اور جولیا کو الگ جھاڑ پڑی اور تنوری کو الگ۔ اب دونوں بقول چیف مل کر کام کر رہے ہیں“..... عمران نے کہا۔

” آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ کیا آپ نے چیف سے بات کی ہے؟“..... صدر نے کہا۔

” ہاں۔ ایک ٹپ کے سلسلے میں ان سے بات ہوئی ہے تو انہوں نے بتایا ہے“..... عمران نے جواب دیا۔

گے۔ مطلب ہے کہ مختلف تنظیموں کو اس قدر البحائیں گے کہ وہ ان دونوں کی طرف متوجہ ہی نہ ہو سکیں گے۔..... عمران نے سنجیدہ لمحے میں تفصیل سے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”لیکن جولیا اور تنویر کیسے یہ مشن مکمل کریں گے۔ کیا وہ اسکے راستے کی مشکلات پر قابو پالیں گے اور پھر راستے تو بے حد مشکل ہیں۔ آپ کو ان سے رابطہ رکھنا چاہئے۔..... اس بار کیپٹن شکلیں نے کہا۔

”تنویر کی فکر مت کرو۔ وہ ذیشگ ایجنت ہے۔ وہ ساؤٹوم جیسے بدمخاشوں اور گلینکسٹروں کے بس سے باہر ہے۔ پھر ساتھ جولیا بھی ہے تو سونے پر سہا گے والا کام ہو جائے گا اور جہاں تک رابطہ کا تعلق ہے تو چیف نے منح کیا ہے کہ ان سے کسی قسم کا رابطہ نہیں رکھا جائے گا تاکہ کسی ایجنت کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ ان کا تعلق عمران سے ہے یا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ چیف بہتر جانتے ہیں لیکن اب ہم نے یہاں بیٹھ کر کیا کرنا ہے۔..... صدر نے کہا۔

”ہم نے یہاں سے پورلو جانا ہے اور وہاں ہم نے یہودی تنظیموں کا راستہ روکنا ہے تاکہ وہ یہ نہ سمجھ سکیں کہ اصل مشن کوئی جانتا نہیں۔ پھر مشن بھی تنویر شامل کا ہے اس لئے مشن تو مکمل کرے گی تنویر اور جولیا کی ٹیم جبکہ ہم مختلف تنظیموں کی توجہ ہٹائے رکھیں گے اور تنویر اور جولیا کے راستے سے کافی ہٹاتے رہیں۔

”اگر یہ مشن تنویر اور جولیا کا ہے تو ہم کیا کریں گے۔..... صدر نے کہا۔

”مشن کے راستے کے کافی ہٹائیں گے۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ پلیز کھل کر بات کریں۔ یہ انتہائی اہم مشن ہے۔ پاکیشیا کی عزت کا سوال ہے۔..... صدر نے کہا۔

”چیف نے اس بار مجھے قربانی کا بکرا قرار دیا ہے اور کچھ نہیں۔..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”آپ پھر ہڑپی سے اڑ رہے ہیں عمران صاحب۔..... صدر نے کہا۔

”تم سیدھی کی بات بھی نہیں سمجھتے۔ پوری دنیا میں بے چارہ عمران بدنام ہے۔ سب کے سامنے وہی ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس کا چیف چھپے ہوئے ہیں۔ اب جو تنظیم العباس کو اغوا کر کے لے گئی ہے اسے بھر حال یہ تو معلوم ہو گا ہی کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس کے پیچھے آئیں گے۔ یہودیوں کے پاس ایک تنظیم نہیں ہے بے شمار نہیں ہیں لیکن اس کے سامنے صرف عمران ہے اس لئے لاحالہ عمران کی ہی مگرائی ہو گی جبکہ جولیا اور تنویر کو کوئی جانتا نہیں۔ پھر مشن بھی تنویر شامل کا ہے اس لئے مشن تو مکمل کرے گی تنویر اور جولیا کی ٹیم جبکہ ہم مختلف تنظیموں کی توجہ ہٹائے رکھیں گے اور تنویر اور جولیا کے راستے سے کافی ہٹاتے رہیں۔

تو صدر اور کیپن شکلیل دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔
”عمران صاحب۔ کون ہماری نگرانی کر رہا ہے؟“..... کیپن شکلیل
نے پوچھا۔

”جو معلومات مجھے ملی ہیں ان کے مطابق کرانس میں جو گروپ
ہماری نگرانی کر رہا تھا وہ کرانس میں پی کاک کا ایجنسٹ ہے اور جس
کو وہ رپورٹ دے رہا تھا وہ پی کاک کے پرسکیشن کی انچارج
ایک خاتون ہائیکی ہے اور یہی وہ ہائیکی ہے جس نے پاکیشی سے
انہائی کامیابی سے العباس کو اغوا کیا ہے اس لئے اسے آسان نہ لپا
جائے“..... عمران نے کہا اور ایک بار پھر صدر اور کیپن شکلیل دونوں
نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”ہم کیے انہیں ٹریس کریں گے“..... صدر نے کہا۔
”ہم نے نہیں۔ انہوں نے ہمیں ٹریس کرنا ہے اسی لئے ہم
اپنے اصل چہروں میں ہیں“..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ اس لئے پاکیشی ایئر پورٹ پر ہماری نگرانی کی جا رہی
تھی“..... صدر نے چونک کر کہا۔

”ہا۔ اور نہ صرف پاکیشی ایئر پورٹ پر بلکہ کرانس میں اور
یہاں بھی نگرانی کی جا رہی ہے۔ مقابلہ شاید پورٹو جا کر ہو گا“..... عمران
نے کہا۔

”تو کب چلتا ہے پورٹو“..... صدر نے بے جیجن سے لمحے میں
کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ تم دونوں ایکشن میں آنے کے لئے بیتاب
ہو لیکن بغیر کسی ٹپ کے وہاں جانا اپنے آپ کو موت کے منہ میں
ڈالنے کے مترادف ہے اس لئے میں صح سے اسی کام میں مصروف
تھا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں نے ایک معقول ٹپ کا بندوبست
کر لیا ہے جو وہاں پی کاک اور دوسری یہودی تنظیموں کے خلاف
بھی ہمارے لئے کام کرے گی۔ گویا پاس پاکیشی سے چلتے
ہوئے بھی ایک ٹپ موجود تھی جو مجھے اس آدمی نے دی تھی جس
نے سماڑؤم کے بارے میں اطلاع دی تھی لیکن مجھے خدا شہ تھا کہ یہ
ٹپ الٹا ہمارے لئے پھنسنے نہ بن جائے اس لئے میں نے اسے
ڈراپ کر دیا اور نئی ٹپ ٹریس کرنے میں لگا رہا“..... عمران نے کہا۔

ساؤٹوم سر سے گنجھا تھا۔ ناک طوطے کی چونچ کی طرح مڑی ہوئی تھی۔ خھوڑی کی بناوٹ ہتھوڑے جیسی تھی۔ آنکھیں چھوٹی تھیں لیکن ان میں تیز شیطانی چمک تھی اور وہ چہرے مہرے سے انتہائی عیار، شاطر، سفاک اور ظالم دکھائی دیتا تھا۔ اس کا جسم جنگلی بھینے کی طرح پلا ہوا تھا۔ وہ اپنے بڑے سے آفس میں کرسی پر اس طرح اکٹا ہوا بیٹھا تھا جیسے اس کے پورے جسم کو کلف لگا ہوا ہو۔ میز پر دو مختلف رنگوں کے فون پڑے ہوئے تھے جن پر وقتے دفعے سے کالیں آ رہی تھیں اور وہ بڑے تحکمانہ لبجے میں جواب دے رہا تھا کہ کمرے کا دروازہ گھلا اور ایک لیے قدم کا نوجوان جس کا جسم درزشی تھا، اندر داخل ہوا۔ اس نے بڑے موبدانہ انداز میں ساؤٹوم کو سلام کیا۔

”بیٹھو“..... ساؤٹوم نے آنے والے سے کہا اور وہ میز کی

وسری طرف موجود کری پر اس طرح بیٹھ گیا جیسے گرسی کی سیٹ پر کیلوں کے تیز سرے باہر کو لکھے ہوئے ہوں۔

”تمہیں معلوم ہے کہ متاع کا سربراہ العباس اس وقت ہمارے پاس ہے“..... ساؤٹوم نے آگے کی طرف بھکے بغیر اسی طرح اکٹے ہوئے انداز میں پات کرتے ہوئے کہا۔

”لیں چیف“..... نوجوان نے انتہائی فدویانہ لبجے میں جواب

دیتے ہوئے کہا۔

”اس کو واپس لے جانے کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس حركت میں آ چکی ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ سروس انتہائی خطرناک ایجنٹوں پر مشتمل ہے اور خاص طور پر اس کا سربراہ عمران نامی آدمی ہے جو یہودیوں کا دشمن نمبر ایک ہے اس لئے میں نے تمہیں کال کیا ہے کہ پورٹو سے لے کر ساؤٹوم جزیرے تک اور ساؤٹوم جزیرے پر سب جگہ ریڈارت کر دو“..... ساؤٹوم نے اسی طرح اکٹے ہوئے لبجے میں کہا۔

”حکم کی تعییل ہو گی چیف“..... نوجوان نے اٹھ کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اور مزید احکامات سنو اور ان کی تعییل کرو۔ جنگی دفاعی کشتیاں پورے علاقے میں گستاخی کریں گی۔ جو کوئی اجنبی آدمی یا کشتی نظر آئے اسے اڑا دو۔ چیک پوسٹوں کو میرا یہ حکم پہنچا دو کہ کوئی ہیلی کا پتھر، کوئی ہوائی جہاز صحیح سلامت جزیرے تک نہ پہنچے۔ کسی طرف

سے بھی کوئی کششی، لائچ یا بھری جہاز جس پر ساؤنوم کا جھنڈا نہ لہرا رہا ہو اور جسے اپنی طرح چیک نہ کر لیا گیا ہو اسے صحیح سلامت جزیرے تک نہیں پہنچنا چاہئے۔ پورے سمندر کو لاشون سے بھر دو لیکن ساؤنوم پر موجود العیاس تک کوئی نہ پہنچ سکے۔..... ساؤنوم نے احکامات دیتے ہوئے کہا۔

”احکامات کی مکمل تعقیل ہو گی چیف۔“..... توجوان نے ایک بار پھر اٹھ کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہارا کیا نام ہے۔“..... ساؤنوم نے کہا۔ یہ اس کی خاص عادت تھی کہ وہ جان بوجھ کر نام بھول جانے کا کہہ دیتا تھا۔

”خادم کا نام جیری ہے چیف۔“..... توجوان نے ایک بار پھر اٹھ کر انہائی فدویانہ لمحے میں کہا۔

”ہاں جیری۔ اور تم یہاں کی سیکورٹی کے چیف ہو۔“..... ساؤنوم نے کہا۔

”آپ کی مہربانی ہے چیف۔“..... جیری نے ایک بار پھر اٹھ کر کہا۔

”تو جاؤ اور جو احکامات دیئے گئے ہیں ان پر عمل کرو اور سنو۔ معمولی سی کوتاہی ہوئی تو تم سمیت تمہاری پوری سیکورٹی لاشون میں تبدیل کر دی جائے گی۔“..... ساؤنوم نے تیز اور انہائی درشت لمحے میں کہا۔

”احکامات کی تعقیل ہو گی چیف۔“..... جیری نے سر جھکاتے

ہوئے کہا اور پھر مڑے بغیر اٹا چلتا ہوا دروازے سے باہر گیا اور اس کے باہر جاتے ہی دروازہ خود بخود بیند ہو گیا تو ساؤنوم نے ہاتھ پڑھا کرنون کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر دیا۔ اس نے سیٹ آپ ہی ایسا رکھا ہوا تھا کہ وہ ایک نمبر پریس کرتا تھا اور اس کی سیکریٹری کے فون پر مکمل نمبر آن ہو جایا کرتے تھے۔

”چیک پوسٹ نمبر چار کا اتصارچ اینڈو بات کر رہا ہے۔“
وسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”ساؤنوم۔“..... ساؤنوم نے کہا۔

”لیں چیف۔ حکم چیف۔ لیں چیف۔“..... وسری طرف سے انہائی یوکھلانے ہوئے لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا گیا۔

”چیک پوسٹ نمبر فور کو ریڈ الرٹ کر دو۔ کوئی اجنبی آدمی، اجنبی شخصی، لائچ یا جہاز کوئی بھی چیک پوسٹ کو صحیح سلامت کر اس نہ کر سکے اور میگا واکس کو اوپن کر دو تاکہ جو کچھ وہاں ہو وہ سنائی دے سکے۔“..... ساؤنوم نے درست اور سخت لمحے میں کہا۔

”حکم کی تعقیل ہو گی چیف۔“..... وسری طرف سے انہائی مدد بانہ لمحے میں کہا گیا۔

”حکم نہیں احکامات کی تعقیل کرو ورنہ تم سیت ساری چیک پوسٹ غائب کر دی جائے گی۔“..... ساؤنوم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دیا اور پھر ٹون آئے پر اس نے چیک پوسٹ نمبر تین کو بھی ایسی ہی ہدایات دیں اور اس طرح چیک پوسٹ

نمبر دو اور ایک کو بھی تفصیلی پہایات دی گئیں۔ ان پہایات کے بعد اس نے رسیور رکھ دیا لیکن دوسرے لمحے اس نے دوسرے رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور اس کے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے جیسا کہ اس کا خاص فون تھا جس کا تعلق سیکرٹری سے تھا۔ دوسری طرف گھنٹی بجھنے کی آواز سنائی دیتی رہی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

”سٹون بول رہا ہوں“..... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”سڑاٹوم“..... سڑاٹوم نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

”اوہ آپ۔ حکم فرمائیں“..... دوسری طرف سے قدرے فرم لکھت انتہائی مودبادا نہ ہو گیا تھا۔

”جزیرے پر مزید مال کب پہنچ رہا ہے“..... سڑاٹوم نے پوچھا۔

”پندرہ روز کے اندر چیف“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اسے ایک ماہ کے لئے روک دو۔ ایک ماہ تک جزیرے پر نہ کوئی مال آئے گا اور نہ ہی کوئی مال یہاں سے جائے گا۔“ سڑاٹوم نے چیختے ہوئے لمحے میں کہا۔

”لیں چیف۔ حکم کی تقلیل ہو گی“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اور سنو۔ اس ایک ماہ کے دوران تمہاری کوئی موڑ بوت، لاقچا یا جہاز کوئی چیز جزیرے کے قریب نہیں آئے گی ورنہ اسے تباہ کر دیا جائے گا۔“ سڑاٹوم نے تیز لمحے میں کہا۔

”لیں چیف“..... دوسری طرف سے اسی طرح انتہائی مودبادا نہ لمحے میں کہا گیا تو سڑاٹوم نے کریڈل پر لیں کیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ اس کا خاص فون تھا جس کا تعلق سیکرٹری سے تھا۔ دوسری طرف گھنٹی بجھنے کی آواز سنائی دیتی رہی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

”سڑاٹوم“..... سڑاٹوم نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

”اوہ آپ۔ حکم فرمائیں“..... دوسری طرف سے قدرے فرم لمحے میں کہا گیا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں تم کچھ جانتے ہوئے سڑاٹوم نے کہا۔

”صرف سننا ہوا ہے کہ دنیا کے انتہائی خطرناک ترین لوگ ہیں۔ انہوں نے آج تک ناکامی کا منہ نہیں دیکھا اور کامیابی ان کے ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ خاص طور پر ایک آدمی عمران کے بارے میں تو کہا جاتا ہے کہ وہ بھیڑ کی طرح معمول نظر آتا ہے لیکن بھیڑ کی کھال میں دراصل بھیڑیا ہے۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟“ جیگر نے کہا۔

”مجھے بتایا گیا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس جس کی سربراہی عمران کر رہا ہے سڑاٹوم آ رہی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ انہیں اپنے ہاتھوں سے ہلاک کر دوں۔ کیا تمہارے پاس اس عمران کی کوئی تصویر ہے؟“ سڑاٹوم نے کہا۔

”مجھے شک پڑتا ہے کہ کارس نے ہمارے ساتھ گیم کھیلے ہے۔۔۔ جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت ہوٹل کے اس کمرے میں موجود تھے جو تنویر کے نام پر سبک تھا۔ جولیا تیار ہو کر تنویر کے کمرے میں آ گئی تھی اور تنویر بھی اس دوران تیار ہو چکا تھا۔ پھر تنویر نے روم سروس کو فون کر کے ناشتوں وہیں کمرے میں ہی منگوالیا اور ناشتوں کرنے اور کافی پینے کے بعد تنویر نے روم سروس کو فون کر کے دیپر کو کال کیا اور اس کے برتن لے جانے کے بعد تنویر اٹھ کھڑا ہوا جبکہ جولیا نے اٹھتے ہوئے کارس پر اپنے شک کا اظہار کیا۔

”جو ہو گا دیکھ لیں گے۔ بہر حال ہمیں آگے تو بڑھنا ہے۔“ تنویر نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور پھر اپنے پیچھے آنے والی جولیا کو راستہ دینے کے لئے وہ سائیڈ پر

”وہ لوگ میک اپ کرنے کے ماہر ہیں اس لئے تصویر کا کوئی
فاائدہ نہیں ہے۔ البتہ اس عمران کی ایک نشانی بتائی جاتی ہے کہ وہ
زیادہ دیر تک سمجھیدہ نہیں رہ سکتا۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں“..... جیگر
نے جواب دیا۔

"تو پھر اس کیسے پہچانا جائے؟..... ساڑھوں نے کہا۔

"کہاں پر اور کس مقام پر"..... چینگر نے لپوچھا۔

”پورٹو میں اور کہاں۔ یہیں سے وہ ساڑھوم پہنچنے کی حفاظت کرے گا،“ ساڑھوم نے کہا۔

”کوئی ایسا آدمی اسے ٹریس کر سکتا ہے جو اس سے اچھی طرح
واقف ہو۔۔۔ یادگیر نے کہا۔

”اچھا“..... ساڑھو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔
”جب بیہاں آئے گا تو پھر دیکھ لیں گے۔ اب کہاں اس کے
پیچے بھاگتے رہیں“..... ساڑھو نے کہا اور پھر میز پر موجود شراب
کی بوتل اٹھا کر اس نے اس کا ڈھکن ہٹایا اور اسے منہ سے لگا لیا
اور جب تک بوتل میں موجود شراب کا آخری قطرہ اس کے حلق
میں نہیں اتر گیا اس نے بوتل کو منہ سے علیحدہ نہیں کیا۔ پوری بوتل
پی کر اس نے خالی بوتل سانیدھ پر پڑی ہوئی بڑی سی ٹوکری میں¹
پھینک دی اور دوسری بوتل کی طرف ہاتھ ہڑھا دیا۔ وہ بے تحاشا
شراب پینے میں مشہور تھا اس لئے کچھ کہا نہیں جا سکتا تھا کہ کتنی
بوتلیں پینے کے بعد اس کا ہاتھ رکے گا۔

ہٹ گیا۔ جو لیا کرے سے باہر آئی تو اس کے عقب میں تنویر بھی باہر آ گیا۔ اس نے دروازہ لاک کیا اور پھر چاہیاں کاؤنٹر پر دینے کے بعد انہیں یہ نوٹ کرا دیا کہ وہ دارالحکومت سے باہر جا رہے ہیں اور انہیں واپس آنے میں دو چار روز لگ جائیں گے اس لئے ان کے کمروں میں موجود سامان کا خیال رکھا جائے۔ پھر دونوں ہوٹل کے میں گیٹ سے باہر آ گئے۔

”اسلحے کا کیا ہو گا؟“..... جو لیا نے کہا۔

”میں نے کارس کو فون پر کہہ دیا تھا کہ وہ ہمارے اسلحے کا بندوبست کرے اور اس نے وعدہ کر لیا ہے کہ میرا مطلوبہ اسلحہ کوست گارڈ کی چیک پوسٹ سے کیسٹر ہو جانے کے بعد مجھے مل جائے گا کیونکہ یہاں کوست گارڈ چیک پوسٹ اسلحہ اور مذہبیات چیک کرتا ہے۔“..... تنویر نے ہوٹل سے باہر موجود ٹیکسی کاروں میں سے ایک ٹیکسی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تو جو لیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی نے انہیں زوگنگی گھاٹ کے قریب ڈریپ کر دیا اور واپس چلی گئی تو تنویر اور جو لیا دونوں گھاٹ کی طرف بڑھتے لگئے۔

”ہیلو مسٹر مارشل اور مس مارگریٹ؟“..... اچانک انہیں کچھ فاصلے سے آواز سنائی دی تو وہ دونوں تیزی سے اس طرف کو ٹرے چہاں سے آواز آئی تھی تو انہوں نے کارس کو پیسا کھیوں کی بدھ سے کھڑے دیکھا۔ وہ نظا میں اس طرح ہاتھ ہلا رہا تھا جیسے کسی کو

متوجہ کرنے کے مخصوص اشارہ کیا جاتا ہے۔

”یہ خود یہاں موجود ہے۔ آؤ۔“..... تنویر نے جو لیا سے کہا اور پھر وہ دونوں مڑکر اس کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

”ہیلو۔“ میں یہاں اس لئے خود آپ کے استقبال کے لئے کھڑا ہوں کہ ڈبل بوٹ آپ کو اسلحہ سمیت کوست گارڈ چیک پوسٹ کراس کرنے کے بعد ملے گی کیونکہ کوست گارڈ کا چیف نیا آ گیا ہے اور اس نے یہاں بے حد سختی کر رکھی ہے اس لئے ملی بھگت سے ڈبل بوٹ کو پہلے ہی چیک پوسٹ سے باہر لے جایا جاتا ہے تاکہ وہ چیک پوسٹ کی چینگ میں شامل ہی نہ ہو۔“..... کارس نے کہا۔

”تو ہم یہاں سے کس پر جائیں گے؟“..... تنویر نے کہا۔

”اس کا بندوبست کر لیا گیا ہے۔ یہاں سے ہم ایک عام بوٹ میں جائیں گے اور چیک پوسٹ کے بعد آپ کو ڈبل بوٹ میں سوار کر دیا جائے گا اور عام بوٹ واپس آ جائے گی۔“..... کارس نے کہا۔

”ڈبل بوٹ کے کیپٹن کا کیا نام ہے؟“..... تنویر نے پوچھا۔

”اس کا نام روشو ہے اور آپ اس پر ہر معاملے میں سو فیصد اعتماد کر سکتے ہیں۔“..... کارس نے کہا اور پھر اس نے ایک طرف اشارہ کیا تو ایک آدمی تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ان کی طرف آ گیا۔

”یہ عام بوٹ کا کیپٹن جافری ہے۔ یہ آپ کو ساتھ لے جائے کھڑے دیکھا۔ وہ نظا میں اس طرح ہاتھ ہلا رہا تھا جیسے کسی کو

گا۔۔۔ کارس نے کہا۔

”آئیے میرے ساتھ“۔۔۔ جافری نے تنویر اور جولیا سے کہا اور مڑکر گھاٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

”اوے مسٹر کارس۔ پھر ملاقات ہو گی“۔۔۔ تنویر نے کارس سے مخاطب ہو کر کہا۔

”وش یو گلڈ لک مسٹر مارشل“۔۔۔ کارس نے کہا اور تنویر سر ہلاتا ہوا جافری کے پیچے چل پڑا۔ جولیا نے صرف سر یلانے پر اکتفاء کیا اور مڑکر تنویر کے پیچے چل پڑی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک سپیڈ بوٹ میں بیٹھنے میں القاہی مندر کی طرف جا رہے تھے۔

”آپ تفریح کے لئے ادھر آئے ہیں کیونکہ میں القاہی مندر میں ولی دیکھنے میں آتی ہیں“۔۔۔ جافری نے ان دونوں سے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ کچھ دیر بعد ہی چیک پوسٹ آگئی اور ان کی بوٹ کو روک لیا گیا۔ بوٹ کی تلاشی کے ساتھ ساتھ جولیا اور تنویر کی بھی تلاشی لی آگئی اور ان سے پوچھا بھی گیا کہ وہ ادھر کیوں جا رہے ہیں جس کا جواب انہوں نے وہی دیا جو جافری نے انہیں پہلے ہی بتا دیا تھا۔ چنانچہ انہیں آگے چانے کی اجازت دے دی آگئی۔

”اب تم اکیلے واپس جاؤ گے تو کیا تم سے پوچھا نہیں جائے گا“۔۔۔ تنویر نے جافری سے کہا۔

”یہ چینگ نامل ہے۔ اصل مسئلہ اسلخ اور منتیات کا ہے۔

واپسی پر مجھے سرے سے روکا ہی نہیں جائے گا“۔۔۔ جافری نے کہا اور پھر اس نے بوٹ کا رخ بدلا اور تھوڑی دیر بعد انہیں دور سے سمندر میں چکولے کھاتی ڈبل بوٹ نظر آنے لگ گئی۔ اس بوٹ کے چاروں طرف فصیل کی طرح اونچے تنخے تھے جبکہ سامنے کے رخ پر شیشہ الگا ہوا تھا تاکہ کیپٹن بوٹ کو چلا سکے ورنہ تو بوٹ میں کھڑے ہو کر بھی کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ جافری نے اپنی لانچ ڈبل بوٹ کے ساتھ لگا کر روک دی۔ پھر ڈبل بوٹ کے عقبی طرف نیچے ایک راستہ کھلا اور جافری کے کہنے پر تنویر اور جولیا اس راستے کے ذریعے ڈبل بوٹ میں داخل ہو گئے جہاں ایک ورزشی جسم کا مالک نوجوان تھا۔ اس نے اپنا نام روشنو بتایا۔

”مسٹر روشنو۔ اسلخ کا بیگ یہاں موجود ہو گا۔ وہ کہاں ہے“۔

تنویر نے کہا۔

”نیچے کیمین میں ہے“۔۔۔ روشنو نے جواب دیا اور پھر وہ ان دونوں کو لے کر نیچے بیٹھے ہوئے کیمین میں آیا۔ وہاں سیاہ رنگ کا ایک بڑا بیگ موجود تھا۔ تنویر نے اسے کھولا تو اس میں واقعی اسلخ موجود تھا جس کی ڈیماند تنویر نے فون پر کارس سے کی تھی۔ تنویر کو اطمینان ہو گیا کہ کارس ان کے ساتھ دھوکہ نہیں کر رہا۔

”مسٹر روشنو۔ پہلی چیک پوسٹ کتنی دیر بعد آئے گی تو ہم وہاں سے کیسے گزریں گے“۔۔۔ تنویر نے کہا۔

”مسٹر مارشل۔ ہر چیک پوسٹ پر آپ کو کہنا ہو گا کہ آپ

ساؤٹوم کے کالرز ہیں۔ اس کا مطلب ہے ساؤٹوم نے آپ کو خفیہ طور پر بلایا ہے۔ ان میں سے کسی میں یہ جرأت نہیں کہ وہ ساؤٹوم سے اس بات کی تحقیق کرے اس لئے وہ آگے جانے کی اجازت دے دیتے ہیں۔ روشن نے کہا۔

”ہر چیک پوسٹ پر کتنے افراد ہوتے ہیں؟“..... جولیا نے پوچھا۔

”چیک پوسٹ چھوٹا سا ٹالپونما جزیرہ ہے۔ وہاں دل سے پندرہ آدمی ہوتے ہیں۔“..... روشن نے جواب دیا۔

”میں نے پوچھا تھا کہ کتنی دیر میں پہلی چیک پوسٹ آئے گی؟“..... تنویر نے کہا۔

”دو اڑھائی گھنٹے بعد کیونکہ یہ پہلی راستہ را فائز سلوں کے چنگل کے درمیان میں واقع ہے اس لئے وقت زیادہ لگتا ہے۔“..... روشن نے جواب دیا۔

”بھیک ہے۔ چلاو بوث تاکہ ہم جلد از جلد اپنی منزل تک پہنچ سکیں۔“..... تنویر نے کہا تو روشن سر ہلاتا ہوا عرش پر جاتی ہوئی سڑھیاں چڑھ کر ان کی نظر وہی اوجھل ہو گیا۔ تنویر نے بیگ کو کھول کر اسے فرش پر پلٹ دیا۔ بیگ میں گیس پٹلر، مشین پٹلر، مختلف طاقتوں کے بم اور میزائل گنیں موجود تھیں۔

”یہ اسلحہ کہاں استعمال ہو گا؟“..... جولیا نے پوچھا۔

”روکاؤ میں دور کرنے پر۔“..... تنویر نے جواب دیا اور پھر اس

نے ایک مشین پٹل جولیا کی طرف بڑھا دیا۔
”میرے پاس ہے۔“..... جولیا نے جیکٹ کی جیب کو تھپٹھپاتے ہوئے کہا۔

”یہ ڈبل مشین پٹل ہے۔ اس میں ڈبل میگرین استعمال ہوتا ہے اور یہ عام مشین پٹل سے ڈبل رفتار سے گولیاں فائر کرتا ہے۔“..... تنویر نے کہا تو جولیا نے اشتعاق بھرے انداز میں اس کے پاٹھ سے مشین پٹل لیا اور اسے دیکھ کر جیکٹ کی جیب میں ڈال لیا۔ ایک مشین پٹل تنویر نے اپنی جیب میں ڈالا اور پھر باقی اسلحہ بیگ میں ڈال کر بیگ کو بیٹھ کے نیچے دھکیل دیا اور پھر وہ دو توں اوپر عرش پر آگئے۔ سامنے کی طرف موجود شیشے کی وجہ سے انہیں معلوم ہو رہا تھا کہ ڈبل بوث کے بغیر ان خوفناک نسلوں سے فکر نکل جانا تقریباً ناممکن تھا۔

”ہم نے کیا کرنا ہے۔ کوئی پدایت؟“..... جولیا نے آہستہ سے کہا۔

”ڈائریکٹ ایکشن۔ اس کے علاوہ اور کوئی حل نہیں ہے۔“..... تنویر نے جواب دیا۔

”چیزے روشن نے بتایا ہے کہ ہم انہیں کہیں گے کہ ہم ساؤٹوم کے پرائیویٹ کالرز ہیں تو ہو سکتا ہے کہ قتل و غارت کی نوبت ہی نہ آئے۔“..... جولیا نے کہا۔

”یہ بات غلط لگتی ہے کہ وہ صرف یہ بات سن کر ہمیں آگے

”کیا وہ کوئی نشانی دیں گے کہ بعد میں آنے والی چیک پوسٹوں پر ہمیں نہ روکا جائے“..... تنویر نے کہا۔

”دیکھیں۔ ہر چیک پوسٹ انچارج اپنی مرضی کا مالک ہے۔

چاہے آگے جانے دے چاہے واپس بیچج دے“..... روشن نے کہا۔

”وہ تم سے نہیں پوچھیں گے کہ تم انہیں ڈبل بوٹ میں کیوں لے کر آ رہے ہو“..... تنویر نے کہا۔

”دیکھیں جتنا۔ ہمیں تو معادھت سے غرض ہے۔ سیاح ڈبل بوٹ میں پہنچ کر تسلوں سے گزرتے ہوئے زیادہ لطف اٹھاتے ہیں“..... روشن نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد روشن نے اعلان کر دیا کہ پہلی چیک پوسٹ قریب آ رہی ہے اور زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ بعد ڈبل بوٹ وہاں پہنچ جائے گی۔

”ٹھیک ہے“..... تنویر نے بڑے اطمینان اور پراعتماد لہجے میں جواب دیا جبکہ جولیا کے چہرے پر ہلکی سی پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے لیکن اس نے کوئی بات نہ کی اور پھر واقعی پندرہ منٹ کے مزید سفر کے بعد بوٹ کی رفتار یک لفڑی کم ہو گئی۔ اب سامنے ایک چھوٹا جزیرہ نظر آ رہا تھا جس کے گھاٹ پر چار پانچ سپیڈ بوٹس اور دو ڈبل بوٹس موجود تھیں اور وہاں میں گنوں سے مسلح آٹھ کے قریب افراد کھڑے ہوئے تھے۔ ان سب کی نظریں تنویر اور جولیا کی ڈبل بوٹ پر جمی ہوئی تھیں۔ روشن نے بوٹ کو گھما کر اس کا عقیقی حصہ جزیرے کے ساتھ لگا دیا اور پھر ایک بیٹن دبانے پر عقیقی

جانے دیں۔ ہم عام راستے کی بجائے خاص راستے پر سفر کر رہے ہیں۔ بہر حال ماحول دیکھ کر فیصلہ ہو گا“..... تنویر نے ایسے لمحے میں کہا جیسے وہ اس موضوع پر مزید بات تکرنا چاہتا ہوا س لئے جولیا بھی خاموش ہو گئی۔ روشن بڑی ہمارت سے بوٹ کو آگے بڑھانے میں مصروف تھا جبکہ اس کے ساتھ ہی کرسیوں پر جولیا اور تنویر بیٹھے ہوئے تھے۔

”کیا چیک پوسٹ والے نہیں پوچھیں گے کہ ہم ڈبل بوٹ میں اس خصوصی راستے سے کیوں سفر کر رہے ہیں“..... تنویر نے روشن سے مخاطب ہو کر کہا۔

”دیکھیں۔ ایسی باتیں وہ نہیں پوچھتے۔ وہ صرف یہ جانتا چاہتے ہیں کہ ہم ساڑھوں کیوں جا رہے ہیں اور ہمارا مقصد کیا ہے اور ہم دراصل کون ہیں“..... روشن نے جواب دیا۔

”تو کیا وہاں جزیرے پر جانا پڑتا ہے“..... جولیا نے کہا۔

”یہ ان کی مرضی پر مתחھر ہے۔ وہ چاہیں تو یہاں بوٹ میں چند باتیں کر کے آپ کو آگے چانے کی اجازت دے دیں یا آپ کو تفصیلی انذرویوں کے لئے جزیرے پر لے جائیں“..... روشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کون فیصلہ کرے گا“..... تنویر نے پوچھا۔

”چیک پوسٹ انچارج۔ وہ کوئی بھی ہو سکتا ہے“..... روشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

طرف سے راستہ کھل گیا۔
”ابھی یہ لوگ آ جائیں گے“..... روشنے کہا اور پھر چند منٹ بعد ہی مشین گنوں سے مسلح تین افراد عقبی راستے سے کشتی میں داخل ہو گئے۔ یہ تینوں اپنے انداز سے عام سے بدمعاش نظر آ رہے تھے۔ ان کی بڑی بڑی موچھیں سائیڈوں پر لگی ہوئی تھیں اور آنکھوں میں قیزسرخی تھی۔

”کون ہو تم اور کیوں ادھر آئے ہو“..... آنے والوں میں سے ایک نے آگے بڑھ کر تنویر اور جولیا سے مخاطب ہو کر انتہائی درست لمحے میں کہا۔

”ہوش میں رہ کر بات کرو۔ اگر اس لمحے میں بات کی تو بتیں نکال دوں گا۔ سمجھے“..... بولنے والے کا لمحہ اس قدر درست تھا کہ تنویر یہ تھے سے ہی اکھڑ گیا۔

”تم۔ تم اور ہمیں دھمکیاں دو۔ تمہاری یہ جرأت“..... اس بدمعاش نے پیختے ہوئے کہا۔

”پھر چیز رہے ہو نائننس۔ جانتے ہو میں کون ہوں۔ میں ساڑھوم کا پرائیویٹ کالر ہوں اور میں بتاؤں گا ساڑھوم کو کہ تم نے ہم پر شادوت کیا تھا“..... تنویر نے بھی جواب میں پیختے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ اس لئے اکڑ رہے ہو۔ ٹھیک ہے۔ کراو چیف سے میری بات اور جزیرے پر چلو“..... اس آدمی نے کہا۔

”ہاں چلو۔ میں کرتا ہوں بات“..... تنویر نے جواب دیا۔

”چلو آگے بڑھو اور سنو۔ تم یہیں رہو گے“..... اس آدمی نے تنویر اور جولیا کو آگے بڑھنے کا کہنے کے بعد روشنو کو وہیں رہنے کا حکم دیا اور پھر تنویر اور جولیا دونوں ڈبل بوٹ سے نکل کر جزیرے پر پہنچ گئے۔ یہ چھوٹا سا ناپو نما جزیرہ تھا جہاں ایک بڑا سا مکان بنا ہوا تھا جس کے برآمدے میں پانچ چھوٹے افراد کھڑے تھے اور یہ سب مشین گنوں سے مسلح تھے۔ تنویر اور جولیا کے پیچے تینوں آدمی چل رہے تھے۔

”انہیں اور پر کیوں لایا گیا ہے فریڈ“..... برآمدے میں کھڑے افراد میں سے ایک نے اوپنجی آواز میں پیختے ہوئے کہا۔

”ان کا کہنا ہے کہ یہ چیف کے پرائیویٹ کالر زیں“..... تنویر کے عقب میں موجود ایک آدمی نے اوپنجی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر جانے دینا تھا۔ یہاں کیوں لے آئے ہو“..... اسی آدمی نے حیرت پھرے لمحے میں کہا۔

”چیلنج ہو جائے تو بہتر ہے“..... اس آدمی جس کا نام فریڈ لیا گیا تھا، نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس دوران تنویر اور جولیا دونوں برآمدے تک پہنچ گئے۔

”ادھر کمرے میں چلو“..... عقب میں آنے والوں میں سے فریڈ نے کہا اور دائیں ہاتھ پر موجود ایک کمرے کی طرف اشارہ کر دیا۔

”ہوشیار“..... تنویر نے کرنے کے دروازے پر پہنچتے ہی کہا۔

اس کا ہاتھ غیر محسوس انداز میں کوٹ کی جیب میں چلا گیا تھا۔ جولیا بھی تنور کا مقصد سمجھ گئی تھی۔ چنانچہ اس نے بھی جیکٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر کمرے کے دروازے پر پہنچتے ہی دونوں یکلی کی سی تیزی سے پلٹے۔ اس وقت تک ان کے پیچھے آنے والے تینوں افراد بھی برآمدے میں موجود باقی افراد کے پاس پہنچ پکے تھے اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنھلتے یا تنور اور جولیا کے اس طرح اچانک پلنٹ کا مقصد سمجھ سکتے تھے تو نور اور جولیا دونوں کے ہاتھ جیسوں سے باہر آئے تو ان کے ہاتھوں میں ڈبل مشین پلٹلٹ موجود تھے اور اس کے ساتھ ہی ترڑتاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی برآمده انسانی چیزوں سے گونج اٹھا۔ ان پر جولیا اور تنور کی طرف سے گولیاں بارش کی طرح پرس رہی تھیں اور وہ سب نیچے گر کر مسلسل تڑپ رہے تھے۔

”تم خیال رکھو۔ میں چیک کرتا ہوں“..... تنور نے کہا اور اس کے ساتھ ہی تیزی سے مڑ کر وہ کمرے کے اندر چلا گیا جبکہ جولیا ہاتھ میں مشین پلٹلٹ کے ہڈے چوکنا انداز میں کھڑی تھی۔ تھوڑی ہی دیر بعد تنور برآمدے کی مخالف سمت میں موجود دروازے سے باہر آگیا۔

”اب یہاں اور کوئی آدمی نہیں ہے۔ آؤ ہمیں آگے بڑھنا ہے“..... تنور نے کہا اور پھر وہ تقریباً دوڑتا ہوا اس طرف کو بڑھنے لگا جدر سے وہ یہاں پہنچ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بار پھر ڈبل

بوٹ میں پہنچ گئے۔ روشو انہیں اس طرح آتے دیکھ کر حیرت سے اچھل پڑا۔

”میں نے فائرنگ کی آوازیں سنی تھیں“..... روشو نے حیرت بھرے لبھے میں کہا۔

”ہاں۔ ہم نے فائرنگ کی تھی۔ چلو آگے جلدی کرو“..... تنور نے کہا۔

”تو تو کیا آپ لوگوں نے ان سب کا خاتمه کر دیا ہے“..... روشو نے ایسے لبھے میں کہا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو۔

”میں کہہ رہا ہوں کہ جلدی سے آگے چلو۔ ابھی کتنی چیک پوشیں اور آنی ہیں۔ جلدی کرو“..... تنور نے کہا۔

”میں نہیں جا سکتا۔ وہ مجھے مار ڈالیں گے۔ میں واپس جاؤں گا۔ واپس“..... روشو نے تیز لبھے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ پھر تمہیں بھی لاش میں تبدیل کرنا پڑے گا“..... تنور نے مشین پلٹلٹ ہٹکا کر روشو کی طرف اس کا رخ کرتے ہوئے کہا۔ اس کے لبھے میں سفا کی کاغذ نمایاں ہو گیا تھا۔

”نہیں۔ نہیں۔ مجھے مت مارو۔ میں چلتا ہوں۔ مجھے مت مارو“..... روشو نے انتہائی گھبرائے ہوئے لبھے میں کہا۔

”تو چلو جلدی ورنہ“..... تنور نے تیز لبھے میں کہا تو روشو نے بوٹ کا عقیقی دروازہ بند کیا اور پھر بوٹ کے انجن کو شارٹ کر کے اس نے اسے ایک جھکلے سے آگے بڑھا دیا۔

”سنوروشو۔ تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہاری حفاظت کی جائے گی لیکن اگر تم نے کوئی غلط حرکت کی تو پھر تمہاری لاش بھی کسی کو نہیں ملے گی۔“..... جولیا نے کہا۔

”اب تم بھی مارے جاؤ گے کیونکہ باقی چیک پوسٹوں کو پہلی چیک پوسٹ پر ہونے والی قتل و غارت کی اطلاع مل چکی ہو گی اور اب وہ تمہارے خاتمے کے لئے تیار کھڑے ہوں گے۔“..... روشنو نے کہا تو سورپ اور جولیا دونوں چونک پڑے۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔“..... سورپ نے کہا۔

”ہر چیک پوسٹ پر ایسے آلات نصب ہیں جن سے ایک چیک پوسٹ سے دوسری چیک پوسٹ کو بخوبی چیک کیا جا سکتا ہے۔ سکرین پر تمام مناظر بھی چیک ہو سکتے ہیں۔ مجھے ایک چیک پوسٹ والے نے خود بتایا تھا۔“..... روشنو نے کہا۔

”اوہ۔ پھر ایسا ہے کہ تم دوسری چیک پوسٹ آنے سے کافی پہلے ہمیں بتا دینا اور دوسری چیک پوسٹ کے ساتھ بوٹ لگا کر جزیرے پر جانے کا راستہ کھول دینا۔ اس سے پہلے کہ وہ ہم تک پہنچیں ہم ان تک پہنچنا چاہتے ہیں۔“..... سورپ نے کہا۔

”جیسا۔ آپ سوچ رہے ہیں ایسا نہیں ہے۔ پہلی چیک پوسٹ سادہ سی تھی جبکہ دوسری اور تیسری چیک پوسٹوں میں سامنی حفاظتی انتظامات بھی ہیں اور جو کوئی زبردشت دہان داٹھ ہو تو اسے فوراً خود بخود بہت کر دیا جاتا ہے۔“..... روشنو نے جواب دیا۔

”تمہیں یہ سب تفصیل کا علم کیسے ہوا۔“..... سورپ نے قدر مبتکوک لبھے میں کہا۔

”میں کافی عرصہ ان چیک پوسٹوں پر بطور گارڈ کام کر چکا ہوں۔ پھر میں نے یہ کام چھوڑ دیا اور کارس صاحب کے پاس چلا گیا اس لئے تو ایسے لوگ مجھے چانتے ہیں اور میں یہ خصوصی راستہ بھی جانتا ہوں ورنہ اگر میری جگہ تم بوٹ چلاو تو چند لمحوں سے تریاڑہ نہ چلا سکو گے اور یوٹ ارفان نسلوں کی جڑوں میں پھنس کر الٹ جائے گی۔“..... روشنو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”جیسا میں کہہ رہا ہوں دیسے ہی کرنا۔ باقی میں سنبھال لوں گا اور مار گریٹ۔ تم نے یہیں رہتا ہے تاکہ خیال رکھا جاسکے۔“..... سورپ نے پہلے روشنو اور پھر جولیا سے مخاطب ہو کر کہا اور ساتھ ہی اس نے سر کو حرکت دے کر روشنو کی طرف اشارہ کر دیا۔

”اوکے۔“..... جولیا نے اس کے اشارے کو سمجھتے ہوئے کہا کیونکہ اب یہ بات تو جولیا بھی سمجھتی تھی کہ روشنو کسی بھی وقت ان سے خداوی کر سکتا ہے اس لئے اس کا خیال رکھا جانا بھی ضروری تھا۔ پھر تقریباً ایک ڈبڑھ گھٹھے بعد روشنو نے دوسری چیک پوسٹ کے قریب آنے کا اعلان کر دیا اور تھوڑی دیر بعد اس نے بوٹ کی رفتار کم کر دی۔ اب سامنے پہلے جیسا ایک اور ٹالپونما جزیرہ نظر آ رہا تھا جس پر لوگ چلتے پھرتے دکھائی دے رہے تھے۔ روشنو نے سورپ کی ہدایت کے مطابق بوٹ کو گھما کر اس کا عقبی حصہ جزیرے کے

ساتھ لگا دیا اور پھر ایک بُن دبئے ہی سر کی آواز کے ساتھ ہی عقی طرف سے راستہ کھل گیا اور سوریہ تیزی سے دوڑتا ہوا اس راستے سے جزیرے پر چڑھ گیا۔

”رُک جاؤ۔ کون ہو تم“..... سامنے سے آنے والے دو مسلح افراد نے یکنہت ہاتھوں میں پکڑا ہوئی مشین گنیں اس کی طرف سیدھی کرتے ہوئے چیخ کر کہا اور ان کے چیخنے کی وجہ سے اردوگرد موجود دوسرے مسلح افراد بھی یکنہت ان کی طرف متوجہ ہو گئے۔ ”تمہارا انچارج کون ہے“..... سوریہ نے چیخ کر اور خاصے سخت لمحے میں کہا۔

”میں ہوں انچارج پُنس۔ تم کون ہو اور کیوں ادھر آئے ہو۔“ اپانک دائیں طرف سے ایک لمبے قد والے آدمی نے ایک قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

”میرا نام مارشل ہے اور میرے ساتھ مارگریٹ ہے۔ ہم ساڑھوم کے پرائیویٹ کالرز ہیں“..... سوریہ نے تیز لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پہلی چیک پوسٹ والوں نے تمہیں ٹیکر کیا ہے تو لامحالہ چیف کی یکٹری سے تمہارے بارے میں تصویریں بھی کرائی ہو گی۔ ان کا سریشیکیٹ کہاں ہے“..... پُنس نے تیز لمحے میں کہا۔ اس دوران تقریباً چھ مزید افراد بھی وہاں پہنچ گئے تھے اور اب ان کی تعداد گیارہ ہو گئی تھی۔ یہ دو اطراف میں موجود تھے سوریہ کے دائیں اور

بائیں۔

”ہاں۔ سریشیکیٹ تو موجود ہے“..... سوریہ نے بھرے اطمینان بھرے لمحے میں کہا اور کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالنے والا تھا کہ ریٹ ریٹ کی آوازیں اس طرف سے سنائی دینے لگیں جدھر بُوت موجود تھی اور یہ آوازیں سننے ہی وہاں موجود تمام افراد چونک کر اس طرف دیکھنے لگے جدھر سے فائرنگ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ اس طرح ان کی توجہ سوریہ کی طرف سے ہٹ گئی تھی اور سوریہ نے اس لمحے سے بھر پور فائدہ اٹھایا اور جیب سے مشین پٹل نکال کر اس کا رخ ان کی طرف کر کے ٹریکر دبا دیا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ پہلی کی سی تیزی سے گھوم رہا تھا۔ اس کا تیزجہ بھی ویسا ہی نکلا جیسا کہ پہلی چیک پوسٹ پر نکلا تھا۔ وہاں موجود تمام افراد سنھلنے سے پہلے ہی تیز گر گئے اور سوریہ نے ٹریکر سے انگلی اس وقت تک نہ ہٹائی جب تک کہ تمام افراد ختم نہیں ہو گئے اور پھر وہ دوڑتا ہوا اس طرف کو بڑھا جدھر ڈبل بُوت موجود تھی۔ فائرنگ کی آوازیں سننے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ فائرنگ لازماً جو لیا نے کی ہو گی لیکن اسے سمجھنا نہ آ رہی تھی کہ جو لیا ایسا کرنے پر کیوں مجبور ہوئی کیونکہ روشنو کی موت کے بعد ڈبل بُوت کو آگے لے جانا ایک مسئلہ سریشیکیٹ کہاں ہے“..... پُنس نے تیز لمحے میں کہا۔ اس دوران تقریباً چھ مزید افراد بھی وہاں پہنچ گئے تھے اور اب ان کی تعداد گیارہ ہو گئی تھی۔ یہ دو اطراف میں موجود تھے سوریہ کے دائیں اور

پورٹو کی ایک رہائشی کوٹھی کے ایک کمرے میں ہاسکی اپنے ”
سماجیوں ڈیوڈ اور کرونو کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ تینوں ابھی ابھی
دارالحکومت سے یہاں پہنچ چکے۔

”میڈم۔ آپ نے بتایا ہے کہ العباس کو ساؤٹوم میں رکھا گیا
ہے لیکن وہاں تک کسی کا جانا تقریباً ناممکن ہے اس لئے یہ ایجنت
کی طرح بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتے۔“ ڈیوڈ نے کہا۔

”ہاں۔ میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق یہ
واقعی ناممکن ہے اور چیف بس نے بہترین فیصلہ کیا ہے لیکن یہ
ایجنت بھی بے حد خطرناک ہیں۔ آپ دیکھو انہیں پاکیشیا میں بیٹھے
بیٹھے معلوم ہو گیا ہے کہ العباس کو کہاں رکھا گیا ہے حالانکہ ہمارے
باس کو بھی معلوم نہیں ہے۔“ ہاسکی نے کہا۔

”میڈم۔ ان کے معلومات کے ذریعہ اچھے ہو سکتے ہیں لیکن وہ

چاہے کتنے بھی خطرناک کیوں نہ ہوں وہ ساؤٹوم کسی صورت نہیں
پہنچ سکتے۔ پورٹو سے ساؤٹوم تک واقعی فول پروف انتظامات ہیں اور
اگر انہوں نے کوشش کی تو پھر پہلے ہی قدم پر مارے جائیں
گے۔“ ڈیوڈ نے کہا۔

”وہ تو ٹھیک ہے لیکن ہم نے بھی تو اپنا مشن مکمل کرنا ہے اور
ہمارا مشن ہے ان کی ہلاکت اس لئے ہمیں انتہائی تجزی رفتاری سے
کام کرنا ہو گا کیونکہ وہ کوشش کریں گے کہ جلد از جلد ساؤٹوم پہنچ
جائیں۔“ ہاسکی نے کہا۔

”لیں میڈم۔ لیکن ہم انہیں یہاں نہیں کیسے کریں گے۔“ گردنو
نے کہا۔

”میں نے یہاں کے لئے روانہ ہونے سے پہلے یہاں کی ایک
پارٹی کوفون کر کے ان پاکیشیائی ایجنتوں کے قدو مقامت اور ان کی
تعداد کے بارے میں بتا دیا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کامیاب رہے
ہوں۔ میں معلوم کرتی ہوں۔“ ہاسکی نے کہا اور سامنے پڑے
ہوئے فون کا رسپورٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پر لیں کرنے
شروع کر دیے۔

”راسکو بول رہا ہوں۔“ ۔۔۔ راتیہ ہوتے ہی دوسری طرف سے
بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

”ہاسکی بول رہی ہوں۔“ ۔۔۔ ہاسکی نے کہا۔

”لیں میڈم۔ آپ کا کام ہو چکا ہے۔ آپ کے مطلوبہ افراد کو

سے وہ مکمل تعاون کرے۔ آپ پانچ منٹ بعد اسے فون کر لیں۔..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ایک فون نمبر بتا دیا گیا اور رابطہ ختم ہو گیا تو ہاسکی نے رسیور رکھ دیا۔

”آپ ان کی رہائش گاہ پر چھاپہ مارنا چاہتی ہیں،“..... ڈیوڈ نے کہا۔

”ہاں۔ وہ خطرناک ایجنت ہیں۔ عام آدمی نہیں ہیں کہ آسانی سے مارے جائیں۔ پھر ضروری نہیں کہ راسکونے درست آدمی چیک کئے ہوں اور یہاں کا نظام ایسا ہے کہ یہاں کھلے عام لوگوں کو ہلاک کرنے کے بعد آپ پولیس سے بچ نہیں سکتے۔“..... ہاسکی نے جواب دیا۔

”تو آپ چیک کرنا چاہتی ہیں کہ جنہیں راسکونے ٹریس کیا ہے وہ اصل آدمی بھی ہیں یا نہیں۔“..... کرونو نے کہا تو ہاسکی نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر پانچ منٹ بعد ہاسکی نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور راسکو کے بتائے ہوئے نمبر پر لیں کر دیئے۔

”بورنو بول رہا ہوں۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک قدرے خت سی مردانہ آواز سنائی دی۔

”ہاسکی بول رہی ہوں۔ راسکونے تمہیں فون کیا ہو گا۔“..... ہاسکی نے کہا۔

”اوہ۔ لیں میڈم۔ حکم فرمائیں۔“..... دوسری طرف سے اس بار مودبانہ لمحے میں کہا گیا۔

چیک کر لیا گیا ہے اور وہ ہماری گمراہی میں ہیں۔“..... راسکونے جواب دیا۔

”اوہ۔ کہاں ہیں وہ۔“..... ہاسکی نے چونک کر پوچھا۔
”میڈم۔ آپ مجھے پانچ منٹ بعد دوبارہ فون کریں۔ میں تازہ ترین اطلاع حاصل کر لیتا ہوں۔“..... راسکونے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں پانچ منٹ بعد دوبارہ فون کروں گی۔“..... ہاسکی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”چلو تیار ہو جاؤ۔ ہم نے ان کا فوری شکار کھلنا ہے۔“..... ہاسکی نے صرفت بھرے لمحے میں کہا اور ڈیوڈ اور کرونو دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر پانچ منٹ بعد ہاسکی نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیں کر دیئے۔

”راسکو بول رہا ہوں۔“..... دوسری طرف سے راسکو کی آواز سنائی دی۔

”ہاسکی بول رہی ہوں۔“..... ہاسکی نے کہا۔
”لیں میڈم۔ اس وقت وہ ٹیکوں بندرگاہ کے معروف کلب ریڈ ایرو کے ہال میں موجود ہیں۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ان کی رہائش کہاں ہے۔ کیا کسی ہوٹل میں ہے یا پرانیویٹ کوٹھی میں۔“..... ہاسکی نے کہا۔

”اس بارے میں تفصیل کا علم میرے خاص آدمی بورنو کو ہے۔
اس کا نمبر نوٹ کر لیں۔ میں اسے فون کر کے کہہ دیتا ہوں کہ آپ

”جن لوگوں کو آپ نے ٹریس کیا ہے ان کی رہائش کہاں ہے۔“..... ہاسکی نے پوچھا۔

”وان کالوں کی کوئی نمبر بارہ اے میں میڈم“..... بورنو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کتنے افراد ہیں“..... ہاسکی نے پوچھا۔

”یہ تین افراد ہیں اور یعنیوں ایشیائی ہیں“..... بورنو نے جواب دیا تو ہاسکی بے اختیار چونک پڑی۔

”کیا وہ یہاں بھی ایشیائی چہروں میں ہیں“..... ہاسکی نے کہا۔

”یہ میڈم۔ وہ ایشیائی چہروں میں ہیں اور ان کے نام بھی ایشیائی ہیں۔ عمران، صدر اور شکلیل ان کے نام ہیں“..... بورنو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ان کی کارروائی کیا ہے۔ یہ کیا کرتے پھر رہے ہیں“..... ہاسکی نے پوچھا۔

”ان کی فون کالریپ کی گئی ہیں۔ یہ یعنیوں افراد ساؤثوم جزیرے کے بارے میں معلومات حاصل کرتے پھر رہے ہیں اور ان کی کوشش ہے کہ انہیں کوئی اپا آدمی مل جائے جو ان کی ملاقات چیف ساؤثوم سے کر سکے لیکن ابھی تک تو انہیں اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہوئی“..... بورنو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہ کس وقت اپنی رہائش گاہ پر امکانی طور پر پہنچ سکتے ہیں۔“..... ہاسکی نے پوچھا۔

”کیا کہا جا سکتا ہے میڈم۔ فی الحال تو بندگاہ کے ایک کلب میں موجود ہیں“..... بورنو نے جواب دیا۔

”اچھا۔ ہم ان کی رہائش گاہ کو گھیر رہے ہیں۔ جب یہ لوگ اپنی رہائش گاہ کا رخ کریں تو تم نے مجھے سیل فون پر اطلاع دینی ہے۔“..... ہاسکی نے کہا۔

”یہ میڈم۔ آپ اپنا سیل فون نمبر دے دیں“..... بورنو نے جواب دیا تو ہاسکی نے اسے اپنا سیل فون نمبر بتا دیا۔

”اوکے۔ ہم تمہاری طرف سے اطلاع کے منتظر رہیں گے۔“..... ہاسکی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”ہم نے ان لوگوں کو زندہ پکڑنا ہے۔“..... ہاسکی نے کہا۔ ”کیوں میڈم۔ ایسے خطرناک ایجنتوں کو تو فوری ہلاک کر دینا چاہئے۔“..... ڈیلوڈ نے چونک کر کہا۔

”ہم انہیں بے ہوش کر کے پیش پاٹھ پر راڑوں میں جکڑ دیں گے اور تمہیں معلوم ہے کہ یہ راڑوں نہ یہ لوگ کھول سکتے ہیں اور نہ ہی توڑ سکتے ہیں۔ اس کے بعد ان کے باقی ساتھیوں کے بارے میں ان سے معلومات حاصل کریں گے۔“..... ہاسکی نے کہا۔

”لیکن میڈم۔ ایک آدمی کو چھڑوانے کے لئے تین افراد کافی ہیں۔ اب دس بارہ افراد کیا کر سکتے ہیں۔“..... کرونو نے کہا۔

”تم نے معاملات پر غور نہیں کیا۔ یہ لوگ تربیت یافتہ ایجنت ہیں اور لازماً میک اپ کے بھی ماہر ہوں گے لیکن انہوں نے پا کیشیا

ہے آنے کے بعد اب تک کہیں بھی میک اپ نہیں کیا ورنہ یہ لوگ آسمان سے ایسا کر سکتے ہیں۔ اس کا کیا مطلب ہے۔ اس کا یہ واضح مطلب نہیں ہے کہ یہ لوگ چان بوجھ کر اپنی اصل شکلوں میں ہیں تاکہ انہیں فوراً شناخت کر لیا جائے۔..... ہاسکی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”لیکن اس سے انہیں کیا فائدہ ہو گا میدم“..... ڈیوڈ نے کہا۔
اس کے اور کرونوں کے چہروں پر حیرت کا تاثر نمایاں تھا۔
”فائدہ انہیں نہیں بلکہ ان کے ساتھیوں کو ہو گا جو اصل میں العیس کے خلاف کام کر رہے ہوں گے۔ یہ تو ہمیں الجھانے کا کام کر رہے ہیں اس لئے ان سے معلوم کرنا ضروری ہے تاکہ ان سے ان کے ساتھیوں کا پستہ چلا دیا جائے اور پھر انہیں روکا جائے۔“
ہاسکی نے کہا تو اس پار ڈیوڈ اور کرونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

تو نور جیرت بھری نظروں سے روشنو کو دیکھ رہا تھا کہ جولیا مجھے کہیں سے اوپر عرش پر آتی دکھائی دی۔

”یہاں فائزگ ہوئی تھی۔ کس نے کی تھی“..... نور نے قدرے غصیلے لبھے میں کہا۔

”میں نے کی تھی۔ شارک نے کشتی پر حملہ کر دیا تھا۔ اسے ہلاک کرنا ضروری تھا ورنہ کشتی ٹوٹ جاتی اور ہمارا مشن ادھورا رہ جاتا“..... جولیا نے عرش پر آ کر بڑے اطمینان بھرے لبھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تو یہ بات تھی۔ تمہاری فائزگ نے مجھے بھی بے حد فائدہ پہنچایا ہے۔ اب نکلو یہاں سے“..... نور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا ہوا ہے یہاں“..... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

”وہی جو سابقہ چیک پوسٹ پر ہوا تھا“..... نور نے جواب دیا

تو جولیا نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔
”اب چلیں صاحب“..... روشو نے بوٹ کا انجن شارٹ کرتے
ہوئے کہا۔

”ہاں چلو۔ لیکن کیا تم ان چیک پوسٹوں سے نقش کرنے میں نکلن
سکتے“..... تنویر نے کری پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”نہیں صاحب۔ جیسے ہی ہم نے یہ راستہ چھوڑا کسی نہ کسی
چیک پوسٹ سے ہم چیک ہو جائیں گے اور پھر فوری طور پر میزائل
مار کر ہماری بوٹ کو سمندر میں ہی تباہ کر دیا جائے گا“..... روشو نے
بوٹ کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

”یہاں ہم نظر نہیں آ رہے۔ وہاں کیسے نظر آئیں گے“..... تنویر
نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اس لئے کہ ہم نسلوں میں چل رہے ہیں۔ ہم کھلے سمندر
میں نہیں ہیں۔ نسلوں رافا سے باہر نکلتے ہی ہم اوپن ہو جائیں
گے اور پھر مارے جائیں گے“..... روشو نے جواب دیتے ہوئے
کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب مزید کیا کیا جا سکتا ہے۔ ایسے ہی ہی۔ اگر
ان لوگوں کے مقدار میں میرے ہاتھوں مرنا ہے تو پھر میں کیا کر سکتا
ہوں“..... تنویر نے قدرے اونچی آواز میں برباداتے ہوئے کہا۔
”تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تمہیں
تمہارے مزاج کے مطابق ایکشن لینے کی اجازت دے دوں گی تو

پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا“..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر
بھی بچائے غصہ کھانے کے بے اختیار مسکرا دیا۔

”تم نمیک کہتی ہو لیکن ہر بار اچھا نہیں ہوتا۔ کبھی برا بھی ہو جاتا
ہے اور ایسا کسی وقت بھی ہو سکتا ہے اس لئے اب تیری چیک
پوسٹ پر مجھے کورنگ دینی ہے تاکہ معاملات ہمارے ساتھ رہیں“۔
تنویر نے کہا۔

”وہ سامنی آلات کہاں گئے روشن جس کا ذکر کیا گیا تھا کہ ایک
چیک پوسٹ سے دوسری چیک پوسٹ کو چیک کیا جا سکتا ہے“۔ تنویر
نے کہا۔

”جتاب۔ وہ آلات ضرورت کے وقت ہی آن کئے جاتے
ہیں۔ البتہ روٹین میں تو معاملات چلتے ہی رہتے ہیں“..... روشو نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جزیرہ چوچی چیک پوسٹ سے دور ہے یا ساتھ ہی ہے“۔ تنویر
نے کہا۔

”تقریباً میں ناٹ یعنی بھری میل کے فاصلے پر ہے“..... روشو
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا تیری چیک پوسٹ پر بھی دیسے ہی معاملات ہوں گے
جیسے پہلی دو چیک پوسٹوں پر تھے۔ کیا تم کبھی ان چیک پوسٹوں پر
گئے ہو؟“..... تنویر نے پوچھا۔

”میں نے پہلے بھی آپ کو بتایا ہے کہ میں یہاں کام کر چکا

ہوں اس لئے مجھے یہاں کے بارے میں سب کچھ معلوم ہے۔
تیسری اور چوتھی چیک پوسٹ آپ کے لئے بھاری پڑ سکتی ہے۔
روشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہ کیسے؟..... تنویر نے چونک کر پوچھا۔

”تیسری اور چوتھی چیک پوسٹ پر گھات کے بعد جزیرے پر
موجود اونچے درختوں پر ایسے آلات لگے ہوئے ہیں جو کسی بھی
اجنبی کو فوراً چیک کر لیتے ہیں اور اس کی اطلاع الارم کرتے ہیں
اور یہ اطلاع چیک پوسٹ کے انچارج کو مل جاتی ہے اور پھر یہ لوگ
انہائی ہوشیاری سے اجنبی کو گھیر کر مار دیتے ہیں۔..... روشو نے کہا۔
”لیکن کیا انہیں ہماری بوٹ کے وہاں پہنچنے کا علم نہیں ہو گا۔“

tnovir نے پوچھا۔

”جب بوٹ گھات پر لگے گی تو علم ہو گا۔ پہلے کیسے ہو سکتا
ہے۔ میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ ہم نسلوں کے اندر سفر کر رہے
ہیں اس لئے ہماری بوٹ کسی آٹے سے چیک نہیں ہو سکتی۔“ - روشو
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے؟..... تنویر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اس چیک پوسٹ پر کیا ارادہ ہے تمہارا؟“ جولیا نے تنویر
سے پوچھا۔

”حالات دیکھ کر ارادہ بتاؤں گا“..... تنویر نے آنکھ سے روشو کی
طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو جولیا سمجھ گئی کہ تنویر، روشو کی وجہ

سے کھل کر بات نہیں کر رہا اس لئے وہ خاموش ہو گئی۔ پھر کچھ دیر
بعد روشو نے تیسری چیک پوسٹ قریب آتے گا اعلان کر دیا اور
ساتھ ہی بوٹ کی رفتار بھی کم کر دی۔

”میں آ رہا ہوں“..... تنویر نے کری سے اٹھتے ہوئے کہا اور
تیزی سے اس طرف کو بڑھ گیا جہاں نیچے کی بن میں جانے کے لئے
سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ اس نے نیچے کی بن میں پہنچ کر بیٹھ کے نیچے
موجود اسلحے کے بیگ کو یا ہر کھینچنا اور اسے کھول کر اس نے اس میں
موجود میگزین نکال کر ڈبل سپیڈ مشین پٹل میں سیٹ کیا اور مشین
پٹل کو جیب میں ڈال کر اس نے ایک میزائل گن نکالی۔ اس کا
میگزین چیک کیا تو اس میں آٹھ میزائل موجود تھے۔ اس نے اسے
سیٹ کر کے اپنا کوٹ اتارا اور گن کو کامنہ سے لٹکا کر اوپر سے
کوٹ پہن لیا۔ اس طرح گن اس کے بازو کے اندر چھپ گئی تھی۔
البتہ اس گن کا تسمہ اس انداز میں پند کیا گیا تھا کہ ایک زور دار
جھٹکا لگنے سے وہ کھل جاتا اور گن کو فوری استعمال کے قابل بنایا جا
سکتا تھا۔ گن بازو میں لٹکا کر وہ سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر عرش پر
پہنچا تو بوٹ رک چکی تھی اور روشو اور جولیا دونوں تنویر کے انتظار
میں کھڑے تھے۔

”تم بھیں رکو۔ میں اکیلا جاؤں گا“..... تنویر نے جولیا سے کہا۔

”نہیں۔ میں تمہارے ساتھ چاؤں گی“..... جولیا نے کہا۔

”جیسے میں نے کہا ہے دیے ہی ہو گا۔ سمجھیں۔ تمہاری یہاں

ضرورت ہے۔ تھیں وہاں ساتھ لے جانے سے میں خود بھی پھنس جاؤں گا۔”۔ تنویر نے انتہائی درشت لبجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی عقیقی راستے سے وہ گھاٹ پر پہنچ گیا۔ یہ ویسا ہی چھوٹا سا ٹالپو تما جزیرہ تھا جیسے پہلے دو جزیرے تھے۔ گھاٹ پر ایک ڈبل بوٹ اور دو سپینڈ بوٹس موجود تھیں اور گھاٹ کے قریب کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ البتہ جزیرے پر کچھ فاصلے پر ایک عمارت موجود تھی جس کے سامنے برآمدہ تھا اور اس برآمدے میں اسے چار مسلح افراد کھڑے نظر آ رہے تھے۔ تنویر چونکہ ایک درخت کے تنے کی اوٹ میں ہو چکا تھا اس لئے چیک پوسٹ پر موجود افراد اسے نہ دیکھ سکے اور ڈبل بوٹ کو وہ اس وقت ہی دیکھ سکتے تھے جب وہ گھاٹ پر پہنچ جاتی۔ چونکہ وہ گھاٹ سے کافی فاصلے پر تھے اس لئے ڈبل بوٹ آتی بھی انہیں نظر نہ آئی تھی۔

تنویر نے چند لمحوں تک ماہول کا جائزہ لیا اور پھر دل ہی دل میں ایک فیصلہ کر لیا۔ اس نے نظروں ہی نظروں میں یہ چیک کر لیا تھا کہ مسلح افراد میں پہلی کی رشی میں ہیں۔ چنانچہ اس نے جیب سے مشین پہلی نکالا اور اسے نیچے لٹکائے وہ درخت کی اوٹ سے لٹکا اور تیزی سے دوڑتا ہوا وہ عمارت کی طرف پڑھنے لگا۔ برآمدے میں موجود افراد اسے دیکھ کر چند لمحوں تک تو ہجرت سے بہت بہنے کھڑے رہ گئے لیکن پھر جلد ہی انہوں نے چیختے ہوئے کانڈھوں سے لگلی ہوئی مشین گنسیں اٹھانے کی کوشش کی تو تنویر نے

دوڑتے ہوئے ہاتھ میں پکڑا ہوا مشین پہل سیدھا کیا اور دوسرے لمحے تڑپ تڑپ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی انسانی چینوں سے ماہول گونج اٹھا۔ چاروں مسلح افراد زمین پر پہنچ گیا اور پھر ان کو رہے تھے۔ تنویر دوڑتا ہوا ان کے سروں پر پہنچ گیا اور پھر ان کو پھلانگتا ہوا سائیڈ کمرے کے کھلے دروازے میں تیزی سے داخل ہو گیا لیکن کمرہ خالی تھا۔ البتہ کمرے کے درمیان میں موجود میز پر چار پاٹی شراب کی خالی یوتلیں پڑی تھیں۔ کمرے کا اندر وہ دروازہ بند تھا۔ تنویر نے اسے کھولنے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ یکخت دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور تنویر جو دروازہ کھولنے کے لئے تقریباً دروازے کے سامنے تھا اچاک دھماکے سے دروازہ کھلنے سے تنویر پسمند نہ سکا اور دروازے کی اچاک ضرب لگنے سے وہ اچھل کر پشت کے بل نیچے گرا ہی تھا کہ ایک لمبے قد کا آدمی تیزی سے کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں بھی مشین پہل تھا لیکن اس کی نظریں جیسے ہی نیچے گرے ہوئے تنویر پر پڑیں اس نے مشین پہل سیدھا کیا ہی تھا کہ تنویر کی دونوں ٹانگیں بھلی کی تیزی سے حرکت میں آئیں اور وہ آدمی چینتا ہوا عقیقی دیوار سے جا نکلا یا۔ اسی لمحے تنویر بھلی کی سی تیزی سے اٹھا اور دوسرے لمحے عقیقی دیوار سے نکلا کر واپس آگئے کی طرف آتے ہوئے اس آدمی پر اس نے فائر کھول دیا اور وہ آدمی سینے پر گولیاں کھا کر ایک بار پھر چینتا ہوا عقیقی دیوار سے جا نکلا یا اور پھر ایک دھماکے سے سائیڈ پر جا گرا

سائینڈ سے گھوم کر جیے ہی آگے کی طرف آیا تو دور ایک اوپنچے درخت سے سرخ رنگ کا شعلہ سائلکا اور اس شعلے کو دیکھ کر تنوری نے بیچل سے زیادہ تیز رفتاری سے عقبی طرف کو چلانگ لگا دی اور صرف ایک یا ڈیڑھ لمحے کا فرق پڑا اور وہ شعلہ تنوری کے جسم کو چھوئے بغیر آگے نکل گیا اور پھر ایک خوفناک دھماکے سے زمین سے ٹکرا گیا۔ تنوری والی بال بچا تھا۔ اس نے تیزی سے کروٹ بدلتی اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ شعلے کی نوعیت کو سمجھے چکا تھا۔ یہ آٹو میلک میزائل گن کی فائرنگ تھی جو کسیوں کی مدد سے نشانہ بھی خود منتخب کرتی تھی۔ ایک بارا سے آن کر دیا جائے تو پھر یہ اس وقت تک نہ رکتی تھی جب تک اس میں موجود میگزین ختم نہ ہو جاتے یا اسے مشینری کی مدد سے نہ روک لیا جائے اور مشینری تباہ کر دی گئی تھی۔ اس کے باوجود اگر یہ گن کام کر رہی تھی تو اس کا مطلب تھا کہ اپ جب تک میگزین ختم نہیں ہوتا یہ گن کام کرتی رہے گی۔ تنوری اس کی کارکردگی سے بھی اچھی طرح واقف تھا اور اسے یہ بھی معلوم تھا کہ اس گن میں کتنی بڑی تعداد میں میگزین ہوتا ہے۔ اپ اسے روشنو کی بات یاد آ رہی تھی کہ اوپنچے درختوں پر آلات موجود تھے جو چیک پوسٹ میں داخل ہونے والے اجنبی کو مارک کر لیتے تھے۔ چنانچہ اب پوری صورت حال واضح ہو گئی تھی۔

تنوری نے برآمدے میں موجود افراد کو ہلاک کر دیا لیکن نیچے مشین روم میں موجود افراد نے اس آلمے کی مدد سے چیک کر

چکہ تنوری کھلے دروازے سے دوسری طرف کھل گیا۔ یہ ایک بڑا ہال کمرہ تھا۔ وہاں میزیں اور کرسیاں موجود تھیں لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ البتہ ایک سائینڈ پر ایک اور کمرہ تھا جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور اس کھلے ہوئے دروازے سے وہاں مشینری اور آدمی نظر آ رہے تھے۔ تنوری اس طرف کو مڑا اور وہ کھلے دروازے سے جیسے ہی اندر داخل ہوا تو وہاں کافی زیادہ مشینری موجود تھی اور دو مشینوں کے سامنے دو آدمی بیٹھے مشینوں کو آپریٹ کر رہے تھے۔ ایک طرف مشین کا بنا ہوا دروازہ تھا جس کے پیشے پر کنٹرول روم کے الفاظ لکھے ہوئے نظر آ رہے تھے لیکن اس مشین کے سامنے میں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ تنوری کے اندر داخل ہونے پر مشینوں کے سامنے موجود دونوں آدمیوں نے مڑ کر دروازے کی طرف دیکھا ہی تھا کہ تنوری نے باٹھہ میں پکڑے ہوئے مشین پٹل کا فائز کھول دیا اور چند لمحوں میں ہی وہ دونوں چیختے ہوئے سٹولوں پر اور پھر نیچے فرش پر گرے اور ترپنے لگے جبکہ تنوری نے وہاں موجود مشینری پر فائز کھول دیا اور مشینری کو مکمل طور پر تباہ کرنے کے بعد وہ مڑا اور کنٹرول روم کا مشین وala دروازہ کھول کر اس نے اندر موجود کنٹرولنگ مشینری پر فائز کھول دیا اور چند لمحوں بعد ہی کنٹرولنگ مشینری پرزوں کی صورت میں فرش پر بکھری نظر آ رہی تھی۔

تنوری تیزی سے مڑا اور پھر اس کمرے کے دوسرے دروازے سے ہوتا ہوا پاہر آیا تو وہ اس عمارت کی عقبی طرف موجود تھا۔ وہ

لیا اور اس آئے کے ساتھ مسلک پر کمپیوٹر کو آن کر دیا گیا۔ چنانچہ تو نور جیسے ہی عقب سے سائیڈ پر پہنچا اس آئے نے اس کی نشاندہی کمپیوٹر کو کر دی اور پر کمپیوٹر نے اس کا نارگٹ منتخب کر کے اس پر فائر کھول دیا۔ یہ تو نور کی قسمت تھی کہ وہ بال بال بیج جانے میں کامیاب ہو گیا تھا لیکن صورت حال اس کے لئے انتہائی خطرناک ہو چکی تھی۔ جب تک وہ اس عمارت کے عقب میں تھا گن سے محفوظ تھا لیکن جیسے ہی وہ عقب سے باہر جائے گا گن کی فائر نگ اس پر شروع ہو جائے گی اور نور اچھی طرح جانتا تھا کہ ہر پار قسمت ساتھ نہیں دیا کرتی اس لئے وہ مسلسل سوچ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے لیکن جب کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آئی تو اس نے اس انداز میں کاندھے اچکائے جیسے اس نے فیصلہ کر لیا کہ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔

چنانچہ اس نے کوٹ اٹھا کر بغل میں موجود میزائل گن کو جھکتا دے کر نکلا اور اسے آن کر کے وہ تیزی سے عقبی سائیڈ سے دوبارہ اس طرف کو جانے لگا جدھروہ پہلے گیا تھا اور اس پر حملہ ہو گیا تھا۔ آخر میں پہنچ کر اس نے اپنے جسم کو دیوار کے ساتھ لگا کر اپنی میزائل گن کا رخ اس درخت کی طرف کر دیا لیکن چونکہ وہ مکمل طور پر عقبی طرف تھا۔ صرف اس کے بازوؤں کا معمولی سا حصہ ہی سائیڈ پر تھا اس لئے میزائل گن کا نارگٹ درست نہ ہو رہا تھا اور پھر اچانک نور کے ذہن پر جیسے سرخ چادر سی پہلیتی چلی گئی اور وہ

اچھل کر سائیڈ پر اس طرح آیا جیسے اس نے اپنے آپ کو ہر مقابلے کے لئے تیار کر لیا ہو۔ جیسے ہی اس کا جسم سائیڈ پر ہوا اسی وقت درخت کے خصوص ہے سے سرخ شعلہ نکلا اور بجلی سے بھی زیادہ تیزی سے اس طرف آیا جس طرف نور موجود تھا لیکن نور جیسے اس بارستی رسمک لیتے ہوئے جان بچانے کے لئے واپس عقبی طرف آنے کی بجائے آگے کی طرف چھلانگ لگادی اور اسی لمحے کڑاک کی آواز سنائی دی۔ درخت سے ایک اور شعلہ نکلا اور اس دوسرے شعلے کا رخ اس طرف تھا جدھر نور جیسا تھا جبکہ پہلا شعلہ زین سے ٹکرا کر ایک زور دار دھاکے کی آواز نکالتا ہوا ختم ہو چکا تھا لیکن نور جیسے ایک بار پھر آگے کی طرف چھلانگ لگائی اور دوسرا شعلہ اس کے قریب سے گزر رہا تھا کہ نور جیسے اس نے ہاتھ میں کپڑی ہوئی میزائل گن کا رخ درخت کی طرف کر دیا۔ اسی لمحے درخت کرتے ہوئے اس پر مسلسل فائر کر رہی تھی۔

نور اب مسلسل واپس پچھے کی طرف جا رہا تھا اور ہر بار وہ خوٹ کھا کر شعلوں سے اپنے آپ کو بچا رہا تھا لیکن اس کی نظریں مسلسل درخت پر جمی ہوئی تھیں جس میں سے مسلسل شعلے بلند ہو رہے تھے اور نور ایک بار پھر عمارت کی سائیڈ سے اس کے عقب میں پہنچ گیا اور اس کے ساتھ ہی درخت سے شعلے برآمد ہونے بھی بند ہو گئے لیکن اب نور درخت کے اس حصے کو واضح طور پر چیک

کر چکا تھا جہاں یہ کمپیوٹر گن نصب تھی۔ اس نے اس بار اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی میزائل گن کو درخت کی طرف سیدھا کیا اور اپنے آپ کو اوٹ سے باہر نکالے بغیر اس کا نشانہ لیا اور پھر ٹریگر دبا دیا۔ چند لمحوں بعد ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی آٹویک کمپیوٹر گن کے ٹکڑے درخت سے نیچے گرنے لگے تو تنور اچھل کر عقب سے سائیڈ پر آ گیا لیکن اس بار کوئی شعلہ برآمد نہ ہوا۔ تنور دوڑتا ہوا عمارت کی سائیڈ سے نکل کر آگے بڑھتا چلا گیا۔

وہ اس درخت کے نیچے پہنچ گیا۔ وہاں درخت پر باقاعدہ ایک کیبن ساختا ہوا تھا جس کے اوپر باقاعدہ ایک بڑی آٹویک میزائل گن کو نصب کیا گیا تھا جس کے چند ٹکڑے ابھی تک وہاں موجود تھے۔

تنور کجھ گیا کہ کیبن میں وہ کمپیوٹر موجود ہو گا جو اس گن کو نشانہ مہیا کرتا ہے۔ اس نے اپنے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی گن کا رخ کیبن کی طرف کیا اور پھر ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے اس کی گن کی نال کے سرے سے سیاہ رنگ کا ایک بڑا سا میزائل نما کپسول نکلا اور بھلی کی سی تیزی سے کیبن سے ٹکرایا اور اس کے ساتھ ہی ایک بڑا دھماکہ ہوا اور پھر زمین پر باریک باریک پروں کی بارش می ہونے لگی تو تنور نے بے اختیار ایک طویل سائنس لیا۔ وہ دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا تھا کہ اس پار صرف اللہ تعالیٰ کی مدد سے اس کی زندگی بچی ہے ورنہ وہ واقعی بری طرح پھنس کر رہ گیا تھا۔

کار تیزی سے پورٹو کی سڑکوں پر دوڑتی ہوئی ڈان کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کار کی ڈرائیور نگ سیٹ پر صدر تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر عمران اور عقیبی سیٹ پر کیپشن ٹکلیں موجود تھا۔ وہ تقریباً سارا دن پورٹو کے مختلف علاقوں خاص طور پر بندرگاہ پر گزارنے کے بعد اب واپس اپنی رہائش گاہ کی طرف جا رہے تھے۔

”عمران صاحب۔ ہمیں سارا دن اس طرح آوارہ لوگوں کی طرح گھومنے کا کیا فائدہ ہو گا؟“..... صدر نے سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تمہیں احساس ہوا ہے کہ ہماری یہاں بھی نگرانی کی جا رہی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”نگرانی۔ اودھ نہیں۔ مجھے تو احساس نہیں ہوا۔ کون کر رہا ہو گا ہماری نگرانی؟“..... صدر نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

Nadeem
Muhammad
Uploaded BY

303
 ”عمران صاحب۔ کیوں نہ ہم کوٹھی کے باہر رہ کر ان کی کپنگ کریں اور ان کا کوئی آدمی پکڑ کر ان تک خود ہی پہنچ جائیں۔“
 کیپٹن شکلیل نے کہا۔

”یہاں یورپ اور ایگریمیا میں ہر چیز علیحدہ کر کے اسے پروفسنل بنا دیا گیا ہے۔ اب گرانی کرنے والے لوگ ہوتے ہیں اور گرانی کرنے والے الگ اس لئے ایسے لوگوں کے پیچھے بھاگتے رہتا جو صرف گرانی تک ہی محدود ہوں، وقت ضائع کرنے کے متراوف ہے۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو صدر اور کیپٹن شکلیل دونوں نے اثاثات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد کارڈ ان کالونی میں داخل ہو گئی اور پھر ان کی رہائش گاہ کے سامنے پہنچ کر رک گئی تو صدر نے دروازہ کھولا اور کار سے نیچے اتر آیا۔ اس نے چھوٹے پھاٹک پر لگئے ہوئے لاک کو کھولا اور چھوٹے پھاٹک سے وہ اندر داخل ہو گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھل گیا تو عمران جو سائیڈ سیٹ پر بیٹھا تھا گھوم کر ڈرائیورنگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور پھر بڑا پھاٹک کھلتے ہی اس نے کار کو موڑا اور اندر داخل ہو گیا اور پھر ایک سائیڈ پر بنے ہوئے پورچ میں اس نے کار روکی۔ انہوں نے بند کر کے وہ کار سے اترنا اور اس دوران کیپٹن شکلیل بھی کار سے اتر آیا تھا جبکہ صدر بھی پھاٹک بند کر کے پورچ تک پہنچ گیا تھا۔ عمران کی تیز نظریں اس طرح چاروں طرف کا جائزہ لے رہی تھیں جیسے اسے خطرہ ہو کہ ان کی عدم موجودگی میں یہاں کوئی خفیہ آل

302
 ”وہی پی کا ک تنظیم کرا رہی ہو گی گرانی اور کے ضرورت ہے ہمارے پیچھے بھاگنے کی۔“..... عمران نے منہ بتاتے ہوئے جواب دیا۔

”آپ نے کیا نام بتایا تھا۔ ہاں ہاں کی۔ کیا یہاں بھی وہی گروپ ہو گا۔“..... صدر نے کہا۔

”ہاں۔ میرا خیال ہے کہ وہی ہے۔ بہر حال جب یہ گروپ سامنے آئے گا تو پھر کفر میش ہو سکتی ہے۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ صرف گرانی ہی کیوں کی جا رہی ہے۔ انہیں تو فوراً ایکشن میں آتا چاہئے۔“..... عقیقی سیٹ پر بیٹھے ہوئے کیپٹن شکلیل نے کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ وہ آج رات کو ایکشن میں آ جائیں۔“..... عمران نے کہا تو صدر اور کیپٹن شکلیل دونوں چونک پڑے۔

”آپ کا مطلب ہے کہ یہ لوگ ہماری رہائش گاہ پر ریڈ کریں گے۔ اگر ایسا ہے تو پھر ہمیں ہوشیار رہنا ہو گا۔“..... صدر نے کہا۔

”نیند میں ہوشیار تو تم ہی رہ سکتے ہو۔ کم از کم میں تو نہیں رہ سکتا۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ تو جاگتے ہوئے بھی ہوشیار نہیں رہتے۔ نیند میں کیا ہوشیار رہیں گے۔“..... صدر نے جواب دیا تو عمران بے اختیار نہ ہوا۔

نصب نہ کر دیا گیا ہو یا کوٹھی کے اندر کوئی آدمی چھپا ہوا نہ ہو۔
”میں راؤنڈ لگا کر چیک کرتا ہوں“..... صدر نے کہا اور تیزی سے سائید گلی کی طرف بڑھ گیا تاکہ عقبی طرف جا کر چینگ کر سکے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ تینوں ایک کمرے میں اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے۔

”کوٹھی کلیسر ہے عمران صاحب“..... صدر نے کہا۔

”ہاں۔ فی الحال تو یہی لگ رہا ہے لیکن میری چھٹی حس زور زور سے الارم بجا رہی ہے کہ خطرہ قریب ہے“..... عمران نے کہا۔

”کوٹھی کی دوسری منزل بھی نہیں ہے کہ دوسری منزل سے پیروںی مناظر کو چیک کیا جاسکتا“..... صدر نے کہا۔

”بہر حال ہمیں ہوشیار رہنا ہو گا“..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”آپ کہیں تو صدر اور میں پاری باری جاگ کر پہراہ دیں“۔
کیپٹن شکیل نے کہا۔

”بامبر سے آتے ہوئے گیس کپسول کو تم پہنچنے سے کیسے روک سکتے ہو۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ ہم وہ کپسول کھالیں جن کی وجہ سے دس گھنٹوں تک کوئی گیس ہمیں بے ہوش نہ کر سکے گی۔ اگر کوئی واردات ہوئی بھی کسی تو ہم پر اس کا وہ اثر نہ ہو جو وہ لوگ چاہتے ہوں گے“..... عمران نے کہا اور ان دونوں نے بھی اثبات میں سر ہلا دیئے لیکن پھر اس سے پہلے کہ وہ اس سلسلے میں کوئی کارروائی

کرتے اچانک عمران کی ناک سے نامانوس سی بوکلرائی اور وہ بے اختیار چونکہ پڑا۔ اس کے ساتھی ہی کیپٹن شکیل اور صدر بھی چونکہ پڑے۔ عمران نے فوراً اپنا سائلس روک لیا لیکن اس کا ذہن یا لفخت تیزی سے گھومنے لگا اور پھر چند لمحوں بعد ہی عمران کے ذہن پر سیاہ چادر سی پھیلتی چلی گئی۔ پھر جس طرح گھپ اندھیرے میں کہیں کہیں جگنو چمکتے ہیں اس طرح اس کے ذہن پر چھلانے ہوئے اندھیرے میں روشنی کے نقطے غمودوار ہونا شروع ہو گئے اور پھر روشنی کے نقطوں کی تعداد پڑھتی چلی گئی اور پھر اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور عمران نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کا جسم صرف کسما کر رہا گیا۔ چند لمحوں بعد جب وہ پوری طرح ہوش میں آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ ایک خاصے بڑے کمرے میں اپنے ساتھیوں سمیت موجود ہے۔ وہ کرسیوں پر راڑوں میں جکڑے ہوئے پیٹھے تھے۔ عمران درمیان میں تھا جبکہ اس کی ایک سائید پر صدر اور دوسری سائید پر کیپٹن شکیل بیٹھا ہوا تھا۔ دونوں کے جسم ڈھلنے ہوئے تھے اور گرد نیں ایک سائید پر جھکی ہوئی تھیں۔ وہ دونوں بے ہوش تھے۔ عمران سمجھ گیا کہ اسے اپنی ذہنی ورزشوں کی وجہ سے خود بخود ہوش آ گیا ہے۔ اس نے غور سے ادھر ادھر دیکھا لیکن کمرے میں کوئی موجود نہ تھا۔ عمران چونکہ درمیان میں تھا اس لئے وہ عقب میں ٹانگ لے جا کر راڑو کھولنے والے بٹن کو بھی چیک نہ کر سکتا تھا۔ ابھی وہ اپنی پوزیشن پر غور کر ہی رہا تھا کہ سامنے دیوار میں

موجود کرے کا اکلوتا دروازہ کھلا اور دو پہلوان نما آدمی اندر داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک کا سر گنجانا تھا جبکہ دوسرے کے پال اس کے کاندھوں تک آ رہے تھے۔ دونوں کی بڑی بڑی موجھیں تھیں اور وہ اپنی شکل اور اپنے انداز سے مقامی بدمعاش دکھائی دے رہے تھے۔

”تم ہوش میں ہو۔ یہ کیسے ممکن ہو گیا۔ ابھی تو تمہیں ہوش میں نہیں لایا گیا پھر تم ہوش میں کیسے آ گئے؟“..... گنجے آدمی نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”تم یہی سمجھو کر میں ابھی ہوش میں ہی نہیں آیا۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اے دوبارہ بے ہوش کر دو زیلف۔ معلوم نہیں باس کب آئے؟“..... بالوں والے آدمی نے کہا۔

”اس کی خود رت نہیں ہے۔ یہ راڑڑ میں جکڑا ہوا ہے اور راڑڑ کا روپ کنٹرول میری جیب میں ہے۔“..... گنجے زیلف نے جواب دیا۔ شاید یہ بالوں والے آدمی سے سمجھر تھا۔

”رمبوٹ کنٹرول تو میں وی کے لئے ہوتا ہے۔ کیا یہاں کوئی ٹی دی بھی موجود ہے۔ مجھے تو نظر نہیں آ رہا۔“..... عمران نے حیرت بھرے لمحے میں کہا اور اس طرح ادھر ادھر نظریں دوڑانے لگا جیسے وہ کمرے میں ٹی دی تلاش کر رہا ہو۔

”تمہارا تعلق ایشیا کے کس ملک سے ہے؟“..... زیلف نے

پوچھا۔

”ریاست ڈھمپ سے۔“..... عمران نے جواب دیا تو زیلف چونک پڑا۔

”ریاست ڈھمپ۔ یہ کون سا ملک ہے؟“..... زیلف کے لمحے میں حیرت تھی۔

”کوہ ہمالیہ کی تراوی میں ایک آزاد ریاست ہے اور میں اس کا ولی عہد پرنس آف ڈھمپ ہوں اور یہ دونوں ڈیلڈی گنگ آف ڈھمپ کی طرف سے مجھ پر مسلط کئے گئے ہیں تاکہ میری رپورٹیں گنگ تک پہنچاتے رہیں۔“..... عمران نے بڑے سمجھہ لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن تم یہاں کس لئے آئے ہو؟“..... زیلف نے کہا۔

”سیاحت کرنے۔ سناء ہے کہ پورٹوبے حد خوبصورت شہر ہے۔“..... عمران نے بڑے معصوم سے لمحے میں کہا۔

”یہ تمہیں چکر دے رہا ہے زیلف۔ باس بتا رہا تھا کہ یہ انتہائی خطرناک ایجنت ہے اس لئے تو میدم نے باس سے یہ ہال اور ہم دونوں کو ہائز کیا ہے۔“..... بالوں والے نے زیلف سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی ہات ہوتی دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک لڑکی چار مردوں کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔

”اے کس نے ہوش دلایا ہے؟“..... لڑکی کے ساتھ آنے والے اوہیز عمر آدمی نے عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

پی کاک تم پر ہاتھ ڈالنے میں کامیاب ہو ہی گئی۔ تم تو یہودیوں کے لئے العباس سے بھی زیادہ قیمتی تھے ہو۔۔۔ لڑکی نے سرت بھرے لبجھے میں کہا تو اسی لمحے دروازہ کھلا اور چار آدمی چار کریساں اٹھائے اندر داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک بالوں والا تھا جو زیلف کے ساتھ پہلے کمرے میں آیا تھا۔ باقی تین نئے تھے۔ دو کریساں آگے رکھی گئیں اور دو کریساں ان کے پیچھے اور پھر بالوں والا آدمی تو وہیں رک گیا جبکہ باقی تینوں افراد واپس چلے گئے۔

”بیٹھیں میدم“۔۔۔ اس اوہیزیر عمر آدمی نے جسے زیلف بس کہہ رہا تھا، لڑکی سے کہا اور پھر وہ دونوں آگے رکھی جانے والی کریسوں پر بیٹھ گئے جبکہ ان کے ساتھ آنے والے دو آدمی خاموشی سے عقبی کریسوں پر بیٹھ گئے۔ اب زیلف اور بالوں والا دونوں کریسوں کی ساید میں کھڑے تھے۔

”تم نے اپنا تعارف نہیں کرایا“۔۔۔ عمران نے اس لڑکی سے مخاطب ہو کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرا نام ہاسکی ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ میرا تعلق پی کاک سے ہے اور میں ہی العباس کو تمہارے ملک پاکیشیا سے انداز کر کے لاکی تھی اور مجھے معلوم تھا کہ تم اور تمہارے ساتھی لازماً العباس کے پیچھے آئیں گے لیکن ایک بات کا جواب دو کہ تم لوگ پورٹو کیوں آئے ہو۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ العباس کو پورٹو میں رکھا گیا ہے اور دوسری بات یہ کہ تمہارے ساتھیوں کی دوسری شیم کہاں ہے؟“۔ ہاسکی

”یہ خود بخود ہوش میں آ گیا ہے بس“۔۔۔ زیلف نے بڑے مواد بانہ لبجھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کریساں یہاں لے آؤ۔ جاؤ“۔۔۔ بس نے بالوں والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیں بس“۔۔۔ بالوں والے نے مواد بانہ لبجھے میں کہا اور حیزی سے مرد کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”باس۔ یہ کہہ رہا ہے کہ یہ ایشیا کی ریاست ڈھمپ کا ولی عہد ہے اور اس کا باپ گنگ آف ڈھمپ ہے“۔۔۔ زیلف نے اس اوہیزیر عمر والے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کس نے کہا ہے؟“۔۔۔ لڑکی نے چونک کر پوچھا۔

”اس نے جو ہوش میں آ چکا ہے۔ باقی دونوں تو ہے ہوش ہیں“۔ زیلف نے جواب دیا۔

”اوہ۔ تو یہ ہے دنیا کا خطرناک ترین ایجنس سمجھا جانے والا عمران عرف پلس آف ڈھمپ“۔۔۔ لڑکی نے چونک کر عمران پر نظریں گاڑتے ہوئے کہا۔

”حیرت ہے۔ میں تو تمہیں نہیں جانتا اور تم مجھے جاننے کا دعویٰ کر رہی ہو۔ اپنا تعارف کراؤ تاکہ مجھے بھی معلوم ہو سکے کہ خوبصورت لڑکیوں کے کس قدر خوبصورت نام ہوتے ہیں“۔ عمران نے کہا تو لڑکی بے اختیار پڑی۔

”اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ تم ہی عمران ہو۔ گلڈ شو۔ آ خرگار

نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔
”تمہیں بتانے کا کیا فائدہ۔ تمہیں تو خود بھی معلوم نہیں ہے کہ
العباس کو کہا رکھا گیا ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ ہم العباس کو ٹریں
کرتے پھر رہے ہیں۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ ایک بار اسے پورٹو میں
دیکھا گیا ہے لیکن ابھی تک ہمیں کوئی حصی طور پر اطلاع نہیں مل
سکی۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو تم چاہتے ہو کہ عام بدمعاشوں کی طرح کا سلوک تمہارے
ساتھ کیا جائے اور تمہارے جسم پر کوڑے بر سائے جائیں۔ تمہارے
جسم پر زخم لگا کر ان پر مریض چھڑکی جائیں یا تمہاری دونوں
آنکھیں نکال دی جائیں۔“..... ہاسکی نے یکنخت غراتے ہوئے لپجھ
میں کہا۔

”ارے۔ ارے۔ تم تو لگتا ہے کہ کسی قصاص سے جلااد بننے
والے کی بیٹی ہو۔ ارے۔ یہ سب کچھ تم نے سوچ کیے لیا۔ اس
قدر خوبصورت منہ سے اس قدر خوفناک باتیں پاہر کیئے آ
گئیں۔“..... عمران نے کہا لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے ذہن میں
تیزی سے اس بات پر سوچتا شروع کر دیا کہ ان راؤز سے کس
طرح چھٹکارہ حاصل کیا جائے کیونکہ ہاسکی نے جس انداز کی گفتگو
کی تھی اس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ مشتعل مزاج خاتون ہے اور
کسی بھی لمحے کچھ بھی کر سکتی ہے جبکہ اویز عمر باب اور زیلف اور
اس کے ساتھی دونوں اپنے انداز سے ہی عام سے بدمعاش دکھاتی

دیتے تھے۔ البتہ عقی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے دونوں آدمی چونکہ
مسلسل خاموش تھے اس لئے ان کے بارے میں کوئی واضح اندازہ
نہ لگایا جا سکتا تھا۔

”تو پھر بتاؤ کہ تمہارے ساتھی کہاں ہیں۔“..... ہاسکی نے اور
زیادہ غصیلے لمحے میں کہا۔

”میرے ساتھی میرے دائیں باکیں موجود ہیں۔ بے شک
انہیں ہوش میں لا کر ان سے پوچھ لو۔“..... عمران نے جواب دیتے
ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی دونوں ایڑیاں جو اس
نے کرسی کے سامنے فرش پر رکھی ہوئی تھیں پوری طرح دباو ڈال کر
دبا لیکن جب کچھ نہ ہوا تو اس نے دونوں پیروں کو آہستہ سے ہٹا
کر مزید قریب کر لیا۔

”کرونو۔ تمہارے پاس ایٹھی گیس موجود ہے۔ ان دونوں کو
ہوش میں لاو۔“..... ہاسکی نے مڑ کر عقب میں کرسیوں پر بیٹھے دو
افراد میں سے ایک سے کہا۔

”لیں میڈم۔“..... اس آدمی نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز
تیز قدم اٹھاتا ہوا عمران کے دائیں طرف بیٹھے ہوئے صندر کی
طرف بڑھا۔ اس نے اپنی جیب سے ایک چھوٹی سی بوتل نکالی اور
اس کا ڈھلن ہٹا کر اس نے بوتل کا دہانہ صندر کی ناک سے لگا دیا۔
چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹا لی اور اس کا ڈھلن لگا کر وہ آگے
بڑھا اور عمران کے سامنے سے گزر کر باکیں طرف موجود کیپٹن شکیل

کی طرف بڑھ گیا لیکن اس کے گزرنے پر عمران بے اختیار چونکہ پڑا تھا کیونکہ اس کردنو کے سامنے سے گزرنے پر عمران کو اپنے جسم کے گرد راڈز میں معمولی سا جھٹکا واٹھ طور پر محسوس ہوا تھا۔ عمران کی نظریں اس جگہ پر جمی ہوئی تھیں جہاں عمران کے سامنے کردنو نے پیر رکھے تھے۔ عمران نے اس کے گزرنے کے بعد دونوں پیروں کو عین اسی جگہ رکھا جہاں گزرتے ہوئے کردنے نے پیر رکھے تھے اور ایڑیوں پر دباؤ ڈالا تو اس کے جسم کے گرد موجود راڈز کو ہلکا سا جھٹکا لگا تو عمران کے چہرے پر سکون کے تاثرات ابھر آئے۔

ریبوت کنٹرول کے بارے میں وہ سن چکا تھا اور ایسے راڈز جو ریبوت کنٹرول سے آپریٹ ہوتے تھے ان کے مکینیکل نظام کو عمران اچھی طرح جانتا تھا اور سمجھتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ریبوت کنٹرول کا سلگنل وصول کرنے کے لئے کرسی کے بالکل سامنے کسی بھی جگہ ان راڈز کا آپرینگ حصہ ہوتا ہے جو ریبوت کنٹرول سے سلگنل وصول کر کے راڈز کو آپریٹ کرتا ہے۔

عمران جانتا تھا کہ اس آپرینگ پورشن پر اگر دباؤ ڈالا جائے تو اس کا اثر بھی وہی ہوتا ہے جو سلگنل کا ہوتا ہے۔ البتہ اسے تلاش کرنا مشکل ہوتا ہے اور چونکہ یہ حصہ کرسی کے سامنے ہوتا ہے اس لئے کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی کی تمام حرکت دسروں کے سامنے ہوتی ہے۔ عمران نے کوشش تو شروع کی تھی لیکن وہ اسے تلاش نہ کر سکا تھا لیکن جب کردنو اس کے سامنے سے گزرا تو عمران کو اپنے جسم

کے گرد موجود راڈز میں ہلکا سا جھٹکا محسوس ہوا تھا اس لئے وہ سمجھ گیا تھا کہ کہاں یہ آپرینگ پورشن موجود ہے اور اس نے اسے تلاش بھی کر لیا تھا۔ اب صرف پوری قوت سے ایڑیوں کا دباؤ پڑتے ہی راڈز کھل جاتے اور عمران اچھمل کر پراؤ راست ان لوگوں پر حملہ کرنے کے قابل ہو گیا تھا۔ صدر اور سیپٹن شکیل دونوں اس وقت ہوش میں آنے کے پرائیس سے گزر رہے تھے۔

”تمہارا نام کیا ہے؟..... ہاسکی نے صدر سے مخاطب ہو کر کہا تو صدر نے عمران کی طرف دیکھا۔

”ہاں بتا دو۔ دیے ان کا نام میں پہلے بتا دوں۔ ان کا نام ہاسکی ہے اور ان کا تعلق پی کاک سے ہے۔ وہی پی کاک جس کے پر خوبصورت لیکن پیر بدصورت ہوتے ہیں“..... عمران کی زبان روایا ہو گئی تھی۔

”تم کو اس کرنے سے بازنہیں آؤ گے۔ کیوں نہ تھیں گولی مار دی جائے۔ دیے بھی تم یہودیوں کے سب سے بڑے دشمن ہو۔“..... ہاسکی نے یکخت غصے سے بیخخت ہوئے لجھے میں کہا اور اس ساتھ ہی جیب سے مشین پسل نکال لیا۔ اس کا چہرہ یکخت سخت ہو گیا تھا اور آنکھوں میں سفا کی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”ارے ایک من۔ صرف ایک من۔ میری بات سن لو ورنہ تم پیچھتاو گی“..... عمران نے بے ساختہ لجھے میں کہا۔

”بولو کیا کہتے ہو“..... ہاسکی نے جو شاید مشین پسل کا ہٹن دبانا

چاہئی تھی، ارادہ ملتی کر کے ہاتھ پنجے کر لیا۔

”تم اس قدر مشتعل مزاج کیوں ہو۔ تمہارے چہرے کے خدوخال تو بتاتے ہیں کہ تمہارے اندر کافی قوت برداشت ہے۔“

عمران نے ایڑیوں کو ملا کر مخصوص جگہ پر رکھتے ہوئے کہا۔

”جب سے میں نے تمہیں دیکھا ہے میرا خون اور بھی بڑی طرح کھول رہا ہے۔ تم میرے سامنے زندہ بیٹھے ہو تو یہ میری حمایت ہے۔ میں تمہیں ہلاک کر کے تمہارے ساتھیوں سے ساری معلومات حاصل کر لوں گی لیکن تم ختم تو ہو جاؤ گے۔ یہودیوں کے سب سے بڑے دشمن“..... ہاسکی نے تیز تیز لمحے میں کہا اور اس کے ساتھ اسی اس نے مشین پسل والا ہاتھ دوبارہ اونچا کیا ہی تھا کہ یلخخت کٹاک کٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی عمران کی چھلاوے کی طرح جب لگا کر سامنے موجود ہاسکی اور دوسرے لوگوں پر اس طرح جھپٹنا جسے کوئی پراسرار طاقت کسی پر جھپٹ پڑتی ہے اور اس کے ساتھ ہی عمران، ہاسکی کے ہاتھ سے مشین پسل جھپٹ کر سائید پر جا کھڑا ہوا لیکن ابھی اس کا جسم رکا ہی تھا کہ کرسی پر پیٹھی ہوئی ہاسکی کسی تیز رفتار پرندے کی طرح اڑتی ہوئی اس کے جسم سے آنکھی اور عمران اس زور دار دھچکے سے اچھل کر پہلو کے بل زمین پر جا گرا جبکہ ہاسکی، عمران کے ہاتھ سے نکل کر نیچے گرنے والے مشین پسل پر جھپٹ پڑی۔

ہاسکی کے ساتھ ہی عقب میں موجود اس کے سب ساتھی اس

طرح اٹھ کر کھڑے ہو چکے تھے جیسے بت کھڑے ہوتے ہیں۔ ان کے شاید ذہن میں یہ ساری صورت حال ابھی تک ایڈ جسٹ نہیں ہو رہی تھی کہ عمران نے یلخخت ایک بار پھر جب لگایا اور دوسرے لمحے زیلف چیختا ہوا اچھل کر دوڑ جا گرا۔ اس کے ہاتھ میں موجود مشین پسل بھی ایک جھٹکے سے دوڑ جا گرا تھا۔ عمران اس پر جھپٹا تھا۔ وہ شاید اس کے ہاتھ سے مشین پسل چھیننا چاہتا تھا لیکن اسے موقع نہ مل سکا تھا جبکہ ادھر ہاسکی مشین پسل سمیت اٹھ کر کھڑی ہو چکی تھی لیکن عمران کے جسم میں تو پارہ بھرا ہوا تھا۔ عمران کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے اور ادھیڑ عمر باس چیختا ہوا اور کسی گولی کی طرح اڑتا ہوا ہاسکی نے ٹکرایا اور وہ دونوں چیختے ہوئے نیچے گرے ہی تھے کہ ادھر عمران نجیب زیلف کے ساتھی کے ہاتھ سے مشین پسل جھپٹ کر ایک طرف جا کھڑا ہوا اور پھر کمرہ ریٹ ریٹ کی آوازوں اور انسانی چیزوں سے گونج اٹھا اور کرے میں موجود افراد سوائے ہاسکی کے باقی سب افراد بڑی طرح تڑپتے ہوئے ساکت ہو گئے۔ ادھیڑ عمر باس اور ہاسکی دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے فرش پر گرے تھے۔ دونوں کے جسموں نے ایک زور دار جھٹکا کھایا اور پھر دونوں ہی ایک دوسرے کی ساییدہ میں گرے اور ساکت ہو گئے۔ شاید فرش پر گرنے سے ہاسکی کا سر عقیقی دیوار سے اچانک اور دھماکے سے ٹکرانے کی وجہ سے ہاسکی کے سر پر ضرب میں لگیں اور وہ بے ہوش ہو گئی۔ عمران نے دانتہ ہاسکی پر فائز

ت کیا تھا۔ البتہ اس نے اس بارے اور باقی سب افراد کا خاتمہ کر دیا تھا۔ پھر اس نے زیلف کی تلاشی لی تو اس کی جیب میں موجود ریموت کنٹرول اسے مل گیا جس کے نتیجے میں چند لمحوں بعد ہی صدر اور کپیشن ٹکلیل راؤز سے آزاد ہو گئے۔

”تم باہر جا کر سب کا خاتمہ کر دو“..... عمران نے کہا۔

”ہماری جیبوں میں تو اسلخ موجود نہیں ہے“..... صدر نے کہا۔ ”ان لوگوں کا لے لو۔ ہم سب کی جیبوں سے اسلخ نکال لیا گیا ہے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو صدر اور کپیشن ٹکلیل دونوں نے فرش پر پڑے ہوئے افراد کا اسلخ لیا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گئے تو عمران نے آگے بڑھ کر فرش پر بے ہوش پڑی ہوئی ہائسکریٹ کی پرڈالا اور پیچھے ہٹ کر اس نے ریموت کنٹرول کی مدد سے اس کے جسم کے گرد راؤز نمودار کئے اور پھر انہیں ریموت کنٹرول کی مدد سے ٹک کر دیا کیونکہ ہائسکریٹ کا جسم عورت ہونے کی وجہ سے مردوں کی نسبت ہلکا تھا اس لئے وہ کھلے راؤز سے نکل کر آزاد بھی ہو سکتی تھی لیکن راؤز کا گھیراؤ کم ہونے کی وجہ سے اب وہ اپنے آپ کو آزاد نہ کر سکتی تھی۔ عمران اس کے سامنے کری پیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر پہنچ دیا تو صدر اور کپیشن ٹکلیل اندر داخل ہوا۔

”یہ ایک رہائش کا لوتی کی کوٹھی ہے۔ یہاں ان کے علاوہ اور کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔ باہر البتہ دو کاریں موجود ہیں“۔ کپیشن

ٹکلیل نے کمرے میں آ کر رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ صدر کہاں ہے“..... عمران نے کہا۔

”وہ باہر موجود ہے تاکہ اچانک کوئی آجائے تو اس پر قابو پا سکے“..... کپیشن ٹکلیل نے کہا۔

”تم بھی اس کا ساتھ دو۔ میں اس ہائسکریٹ سے پوچھ گچھ کر لوں پھر یہاں سے اکٹھے ہی رواثہ ہوں گے“..... عمران نے کہا تو کپیشن ٹکلیل سر بلاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا اور اس کے عقب میں دروازہ خود بخود بند ہو گیا تو عمران اٹھا اور اس نے دونوں ہاتھوں سے کری پر موجود ہائسکریٹ کا ناک اور منہ ہند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب ہائسکریٹ کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے تو عمران نے ہاتھ ہٹائے اور واپس مذکور کری پر بیٹھ گیا جس کری پر پہلے ہائسکریٹ بیٹھی ہوئی تھی۔ ہائسکریٹ نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن نیک راؤز کی وجہ سے وہ صرف کھسا کر ہی رہ گئی۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ شب۔ یہ سب کیسے ہو گیا۔ اوہ۔ ڈیوڈ اور کرونو بھی مارے گے۔ ہارڈی اور اس کے آدمی بھی مارے گے۔ یہ سب کیسے ہو گیا۔ تم راؤز میں جکڑے ہوئے تھے اور راؤز صرف ریموت کنٹرول سے ہی کھل سکتے تھے۔ پھر یہ سب کیسے ہو گیا۔“۔ ہائسکریٹ نے قدرے چھینتی ہوئی آواز میں مسلسل پولتے ہوئے کہا۔ ”یہ کوئی اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے کہ ریموت کنٹرول سے کھلنے

والئے راؤز کو بغیر ریبوت کنٹرول کے نہیں کھولا جا سکتا۔ سامنے پر انسان ضرورت سے زیادہ اٹھاڑ کر لیتا ہے جبکہ سامنے اور بھی بے شمار راستے بتاتی ہے۔ عمران نے پڑے سنجیدہ لجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم۔ تم عمران ہو۔ کاش۔ میں تم سے کوئی بات کے بغیر تمہیں بلاک کر دیتی۔“..... ہاسکی نے کہا تو عمران بے اختیار پس پڑا۔ ”اس لفظ کا ش میں ہی قدرت کی مہربانیاں چھپی ہوئی ہیں۔ بہر حال اب تم چتا گی کہ تمہاری تنظیم پی کاک کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اور اس کی پوری تفصیل کیا ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”میں مر تو سکتی ہوں لیکن میں تمہیں اس بارے میں کچھ نہیں بتا سکتی۔ ہم نے مقدس حلف لیا ہوا ہے جسے کسی قیمت پر توڑا نہیں جا سکتا۔“..... ہاسکی نے ہٹے واضح انداز میں اور دوٹوک لجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”بھر تمہارے زندہ رہنے کا میرے نزدیک کوئی جواز باقی نہیں رہتا۔ تم نے العباس کو پاکیشی سے انگوکھا کر کے پاکیشی کی عزت کو داغدار کیا ہے۔ وہ تمہاری موت کے لئے کافی ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ تم نے میری ذات سے جس نفرت کا اظہار کیا ہے اس کے بعد میں اگر تمہیں بلاک کر دوں تو اسے میرا ذاتی انتقام سمجھا جائے گا اس لئے میں تمہیں بغیر گولی مارے واپس جا رہا ہوں۔ اگر تمہاری زندگی ہوئی تو کوئی نہ کوئی آ کر تمہیں بچالے گا ورنہ پھر تمہاری مقابی سیکشن ہیں جیسے ہمارا سیکشن پورٹ لینڈ کے دارالحکومت میں

قصت کہ تم ان راڑز میں جھکڑی ہوئی بھوکی پیاسی ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ہلاک ہو جاؤ گی۔“..... عمران نے اٹھ کر ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریبوت کنٹرول کو کرسی کی سیٹ پر رکھتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ نہیں۔ یہ ظلم ہے۔ ایسا مت کرو۔ مجھے مار دو یا رہا کر دو۔ میرا وعدہ کہ میں آئندہ تمہارے خلاف کام نہیں کر دیں گی۔“..... ہاسکی نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

”نہیں ہاسکی۔ جیسے میں نے کہا ہے ویسے ہی ہو گا۔“..... عمران نے سرد لجے میں کہا اور واپس مڑ گیا۔

”رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میرے ساتھ وعدہ کرو کہ تم مجھے آزاد کر دو گے تو میں تمہیں حلقہ کے باوجود پی کاک کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں بتا دیتی ہوں۔“..... ہاسکی نے چیخ چیخ کر کہا تو عمران واپس مڑ آیا۔

”اوکے۔ بولو۔“..... عمران نے کرسی کی سیٹ پر پڑا ہوا ریبوت کنٹرول اٹھا کر دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”کیا تم وعدہ کرتے ہوئے۔ تم مسلمان ہو اور مجھے معلوم ہے کہ مسلمان جو وعدہ کرتا ہے وہ پورا کرتا ہے۔“..... ہاسکی نے کہا۔

”ہاں۔ میرا وعدہ کہ اگر تم پی کاک کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تفصیل بتا دو تو میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔“..... عمران نے کہا۔

”پی کاک کے سیکشن پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں لیکن ایسے مقابی سیکشن ہیں جیسے ہمارا سیکشن پورٹ لینڈ کے دارالحکومت میں

اسے آپریٹ کر سکتا تھا لیکن عمران بجائے ریموٹ کنٹرول آپریٹ
کرنے کے اس کے قریب آ رہا تھا لیکن پھر اچانک عمران کا بازو
پوری قوت سے گھوما اور کمرہ ہائسکی کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے
گونج اٹھا۔ کپٹی پر پڑنے والی مڑی ہوئی انگلی کی ایک ہی ضرب
ہائسکی کو بے ہوش کرنے کے لئے کافی ثابت ہوئی تھی۔ اس کا جسم
اور گردن ڈھلک گئی تو عمران پیچے پٹا اور اس نے ہاتھ میں کپڑے
ہوئے ریموٹ کنٹرول کا رخ ہائسکی کی کرسی کی طرف کر کے اس کا
پن پر لیں کر دیا تو کٹاک کٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی راؤنڈ
کرسی میں غائب ہو گئے۔ عمران نے ریموٹ کنٹرول وہیں کری کی
سیٹ پر رکھا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔

”کیا ہوا عمران صاحب۔ ہائسکی ختم ہو گئی یا نہیں؟“..... باہر موجود
صدر نے کہا۔

”نہیں۔ صرف بے ہوش کیا ہے۔ ہوش میں آ کر خود ہی واپس
چلی جائے گی؟“..... عمران نے کہا۔
”کیا مطلب۔ آپ نے اسے ہلاک نہیں کیا۔ کیوں؟“..... صدر
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس نے میری ذات پر حملہ کیا تھا اور تمہیں معلوم ہے کہ میں
ایسی ذات پر کئے جانے والے حملے کا انتقام نہیں لیا کرتا۔ پھر ہائسکی
سے میں نے وعدہ کیا کہ میں اسے آزاد کر دوں گا اگر وہ پی کاک
کے مرکزی ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تفصیل بتا دے کیونکہ میں نے

ہے۔ ہم اسے ہی ہیڈ کوارٹر کہتے ہیں۔ اس طرح پورا سیکیشن جس
ملک میں ہے اور اس سیکیشن کا جو بس ہے وہ اسے ہی ہیڈ کوارٹر کہتا
ہے لیکن اصل ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اس کا علم بہت کم لوگوں کو ہے
جس میں میرا شمار بھی ہے کیونکہ میں اب پر سیکیشن کی انجمنی اور
پر ایجنس ہوں۔ ہائسکی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا
”ماں۔ وہ مرکزی ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ اس کے بارے میں
بتاؤ۔“..... عمران نے کہا۔

”مرکزی ہیڈ کوارٹر یورپ کے ملک فان لینڈ کے دارالحکومت
بلاسکی میں ہے اور چیف بس کا نام لارڈ ایسٹر بتایا جاتا ہے۔“ ہائسکی
نے کہا تو عمران نے محسوس کر لیا کہ وہ جو کچھ کہہ رہی ہے درست
کہہ رہی ہے۔

”تم بھی وہاں گئی ہو۔“..... عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ یہ بات بھی مجھے اب معلوم ہوئی ہے۔ ہاں اگر میں
تمہیں ہلاک کر دیتی تو شاید مجھے مرکزی ہیڈ کوارٹر کاں کر لیا جاتا
کیونکہ پی کاک میں کسی ایجنس کا مرکزی ہیڈ کوارٹر جانا بہت بڑا
اعزاز ہے۔“..... ہائسکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوے۔ تم نے چونکہ حق بولا ہے اس لئے میں اپنے وعدے
کے مطابق تمہیں آزاد کرنے کا پابند ہوں۔“..... عمران نے کہا اور
اٹھ کر ہائسکی کے قریب پہنچ گیا۔ ہائسکی حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی
کیونکہ ریموٹ کنٹرول اس کے ہاتھ میں تھا اور وہ فاصلے سے بھی

بڑی کوشش کی ہے لیکن مرکزی ہائیکو اور ٹرکا مجھے کسی طرف سے بھی علم نہیں ہو سکا۔ اس نے بتا دیا ہے اس لئے میں نے اسے بے ہوش کر کے راڑز کی قید سے آزاد کر دیا ہے۔ یا۔ کسی اور موقع پر وہ پھر تکرا گئی تو پھر دیکھا جائے گا۔ کیپٹن ٹکلیل کو بیلاو۔ ہم نے اب واپس جانا ہے۔” عمران نے مسلسل بات کرتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ ہاسکی نے ہمارا چیچھا نہیں چھوڑنا اور پھر یہ وہ ہے جس نے پاکیشیا سے العباس کو اخوا کر کے پاکیشیا کی عزت کو داغدار کیا ہے اس لئے اس کی سوت ضروری ہے۔ آپ نہ کریں میں خود اسے ہلاک کر دیتا ہوں۔“ صحفہ نے کہا اور تیزی سے مڑ کر اس کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا جدھر ہاسکی موجود تھی۔ عمران نے ایک طویل سائبیں لیا اور پورچ کی طرف بڑھ گیا جہاں دو کاریں موجود تھیں۔

ساڈنوم جزیرہ میں ساڈنوم اپنے مخصوص دفتر میں کرسی پر کلف زدہ انداز میں اکٹھا ہوا بیٹھا تھا۔ سامنے ایک فائل موجود تھی اور اس کی نظریں فائل پر جمی ہوئی تھیں جیسے کوئی دلچسپ منظر اسے نظر آ رہا ہو۔ پھر اس نے فائل بند کی اور اسے ایک جھٹکے سے ایک سائیڈ پر

پھینک دیا۔

”سب کام ان پاکیشیاپوں کے خوف سے بند کر دیا گیا ہے۔ ہمارا جو تقاضاں ہو رہا ہے وہ کون پورا کرے گا۔“ ساڈنوم نے اونچی آواز میں بڑیراتے ہوئے کہا۔ میز پر دروغگوں کے فون موجود تھے۔ ساڈنوم نے سرخ رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پر لیں کر دیا۔

”لیں چیف۔“ ایک نسوانی آواز سنائی وی۔ الجھے ہے حد مدد بانہ

تھا۔

تو بہر حال کنا ہے۔۔۔ ساڑٹوم نے کہا۔
”ٹھیک ہے۔ تم بے شک کاروبار کرو لیکن ہمارا آدمی محفوظ رہنا
چاہئے۔۔۔ لارڈ ایسٹرنے کہا۔

”ایسا ہی ہو گا۔۔۔ ساڑٹوم نے خوش ہو کر کہا۔
”اوکے۔ پھر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔۔ لارڈ ایسٹرنے کہا
اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ساڑٹوم نے بڑے فاتحانہ
انداز میں رسیور رکھ دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر
سفید رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دونوں پریس
کر دیئے۔

”لیں چیف بس۔۔۔ دوسری طرف سے موڈبائی نسوائی آواز
ستائی دی۔

”ہیری سے بات کراؤ۔۔۔ ساڑٹوم نے اسی طرح اکٹے
ہوئے لجھے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد مترجم گھنٹی کی
آواز ستائی دی تھی تو اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا۔

”ہیری عرض کر رہا ہوں بس۔۔۔ دوسری طرف سے موڈبائی
آواز ستائی دی۔

”سنو۔ میں نے اپنے کیا ہے کہ ہم کاروبار دوبارہ شروع کر
دیاں محفوظ رہے۔۔۔ لارڈ ایسٹرنے ہرے سرد لجھے میں کہا۔
لیکن مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ آپ چند ایکنٹوں سے اس قدر
خوفزدہ ہو جائیں گے کہ مجھے اپنا کاروبار بھی بند کرنا پڑے گا۔ اگر
آپ ان سے نہیں نہ کر سکتے تو ہم نہ لیں گے لیکن ہمیں کاروبار

”پی کاک کے چیف بس سے بات کراؤ۔۔۔ ساڑٹوم نے تیز
لجھے میں کہا اور رسیور ایک جھٹکے سے رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی
نچ اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”لیں۔۔۔ ساڑٹوم نے غراتے ہوئے لجھے میں کہا۔
”لارڈ ایسٹرنے بات کریں چیف۔۔۔ نسوائی آواز میں اور
انہماں مودبائی لجھے میں کہا گیا۔

”ساڑٹوم بول رہا ہوں۔۔۔ ساڑٹوم نے اوپنجی آواز میں کہا۔
”لارڈ ایسٹرن بول رہا ہوں۔ کیوں کال کی ہے۔ کوئی خاص
بات۔۔۔ بھاری سے لجھے میں کہا گیا۔

”العباس کی وجہ سے میرا سارا کاروبار بند ہو گیا ہے اور مجھے
روزانہ لاکھوں ڈالرز کا نقصان پہنچ رہا ہے۔۔۔ ساڑٹوم نے کہا۔
”اس میں ہمارا کیا تصور ہے۔ تم سے بات ہوئی۔ تم نے مدد
ماں گنی رقم طلب کی جو تمہیں ادا کر دی گئی۔ اس کے بعد تمہاری یہ
بات کوئی وزن نہیں رکھتی۔ اور یہ بھی سن لو کہ تم پی کاک کو کمزور رہ
سکھو۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ جزویہ ساڑٹوم پر پی کاک قبضہ کر لے
لیکن ہم اپا نہیں چاہتے۔ ہم صرف اتنا چاہتے ہیں کہ ہمارا آدمی

”لارڈ ایسٹرنے ہرے سرد لجھے میں کہا۔
”لیکن مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ آپ چند ایکنٹوں سے اس قدر
خوفزدہ ہو جائیں گے کہ مجھے اپنا کاروبار بھی بند کرنا پڑے گا۔ اگر
آپ ان سے نہیں نہ کر سکتے تو ہم نہ لیں گے لیکن ہمیں کاروبار

”میں چیف“..... دوسری طرف سے اسی طرح مودبانہ لجھے میں کہا گیا تو ساؤٹوم نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً میں منٹ بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر نج اٹھی تو ساؤٹوم نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”میں“..... ساؤٹوم نے اپنے مخصوص تیز اور درشت لجھے میں کہا۔

”ہیری عرض کر رہا ہوں“..... دوسری طرف سے ہیری کی انتہائی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”کیوں کال کی ہے“..... ساؤٹوم نے اسی طرح درشت لجھے میں کہا۔

”پہلے چان کی امان دیں چیف“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو ساؤٹوم بے اختیار چونک پڑا۔ ہیری کے اس فقرے کا مطلب تھا کہ کوئی بری خبر ہے کیونکہ ساؤٹوم چونکہ بری خبر سنانے والے کو غصہ آنے پر ہلاک کر دیا کرتا تھا اس لئے اس سے پہلے چان کی امان طلب کی جاتی تھی۔

”امان دی۔ بولو“..... ساؤٹوم نے اسی طرح اگڑے ہوئے لجھے میں کہا۔

”تین چیک پوسٹیں ایک، دو اور تین پر موجود تمام افراد کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ تیسرا چیک پوسٹ پر آٹوینک میزاںل گن کو بھی بتاہ کر دیا گیا ہے۔ وہاں سے جو فلمیں حاصل کی گئی ہیں ان کے

مطابق دوسری اور تیسرا چیک پوسٹوں پر ایک آدمی نمودار ہوا اور اس نے انتہائی مہارت اور تیز رفتاری سے کام لیتے ہوئے سب کو ہلاک کر دیا ہے۔ البتہ چوتھی چیک پوسٹ محفوظ ہے۔ انہیں میں نے الرٹ کر دیا ہے۔“..... ہیری نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ایک آدمی نے۔ یہ کیسے ممکن ہے اور چیک پوسٹ نمبر ایک کی فلم کیوں حاصل نہیں کی گئی؟“..... ساؤٹوم نے حیرت بھرے لجھے میں کہا۔

”وہاں افراد زیادہ تھے اس لئے فلم کی سہولت نہیں رکھی گئی تھی اور فلم سے جو معلومات ملی ہیں اس کے مطابق واقعی ایک آدمی نے ہی ساری کارروائی کی ہے۔“..... ہیری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ولیکن وہ کون آدمی تھا۔ کہاں سے آیا اور کہاں چلا گیا۔“..... ساؤٹوم نے اس بار حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

”وہ لازماً پیشل وے سے آیا ہو گا لیکن پیشل وے کو چیک کیا گیا ہے۔ پیشل وے تو خالی ہے۔ وہاں کوئی ڈبل یا سنگل بوٹ موجود نہیں ہے۔“..... ہیری نے جواب دیا۔

”کہاں سے چینگن کی گئی ہے؟“..... ساؤٹوم نے کہا۔

”تیسرا چیک پوسٹ سے۔ وہاں ایسے آلات موجود ہیں۔ یہ آلات چونکہ مخصوص درختوں میں چھپا کر لگائے گئے تھے اس لئے وہ تباہ ہونے سے نج گئے۔ ان آلات کی مدد سے پورٹو سے لے کر

پورے پیش دے کر چیک کیا گیا لیکن پیش دے کو خالی پایا گیا ہے۔..... ہیری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر وہ آدمی کہاں سے آیا تھا۔ کیا وہ آسمان سے چکا تھا۔“ ساڑھوم نے ایک بار پھر حق کے مل چختے ہوئے کہا۔

”اے پورے سمندر میں تلاش کیا جا رہا ہے۔ یہی اندازہ لگایا گیا ہے کہ وہ واردات کر کے کھلے سمندر میں اتر جاتا ہو گا۔“ ہیری نے جواب دیا۔

”ٹیک ہے۔ ابھی کاروبار بند ہے۔ اس آدمی کو تلاش کرو اور تمہارے لئے دو روز کا وقفہ ہے۔ دو روز کے اندر اس آدمی کی لاش میرے سامنے ہونی چاہئے ورنہ تم اور تمہاری سیکورٹی کے تمام افراد کو ہلاک کر دیا جائے گا۔“..... ساڑھوم نے چختے ہوئے کہا اور رسیور کو اس طرح کریڈل پر پٹا جیسے سارا قصور اسی رسیور کا ہو۔

”ہونہے۔ ایک آدمی اتنے سارے لوگوں کو مار کر چلا گیا۔ اب یہ حالت ہو گئی ہے میرے آدمیوں کی۔“..... ساڑھوم نے غصے سے بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے سائیڈ ریک میں پڑھی ہوئی شراب کی بولنوں میں سے ایک بوتل اٹھا لی اور اسے کھول کر بوتل کو منہ سے لگایا۔

عمران، صدر اور کیپٹن ٹکلیل تینوں ایکریمین میک اپ میں ناراک کے ایک ہوٹل کے کمرے میں موجود تھے۔ وہ پورٹو سے ناراک کا طویل فضائی سفر کر کے ابھی ایک گھنٹہ پہلے یہاں پہنچ چکے اور عمران نے پورٹو سے روانہ ہونے سے پہلے اس ہوٹل میں کمرے پک کر لئے تھے اس لئے انہیں یہاں کوئی رکاوٹ پیش نہ آئی اور صدر اور کیپٹن ٹکلیل اپنے اپنے کمروں میں غسل کر کے اور فریش ہو کر عمران کے کمرے میں آ گئے تھے۔ عمران بھی اس دوران غسل کر کے اور لباس تبدیل کر کے فریش ہو چکا تھا۔ میک اپ انہوں نے وہیں پورٹو میں ہی کر لئے تھے اور نئے میک اپ کے کاغذات ان کے پاس پہلے سے موجود تھے اس لئے انہیں کوئی پراپریم پیش نہ آئی تھی۔ عمران ان دونوں کے آنے سے پہلے ہاتھ کافی منگوا چکا تھا اس لئے اب وہ تینوں بیٹھے ہاتھ کافی کی چکلیاں

لے رہے تھے۔

”ہاں تو جناب صدر سعید یار جنگ بہادر۔ تمہاری بہادری کا ثبوت سامنے نہیں آیا۔“..... عمران نے صدر سے مخاطب ہو کر کہا۔
”کیا مطلب۔ یہ آپ کو بیٹھے بٹھائے کیا ہو جاتا ہے۔“۔ صدر
نے چونک کر کہا۔

”میں نے اس وقت تو اس لئے نہ پوچھا تھا کہ میں تمہارے
اصل چہرے پر شرمدگی کے تاثرات نہ دیکھنا چاہتا تھا لیکن اب تو
تمہارا چہرہ مصنوعی ہے اس لئے اب اس پر ہر قسم کے تاثرات گواہا
ہیں۔ میں پوچھ رہا ہوں کہ کیا تم نے اپنی بہادری کا سکہ ہائکی پر
جایا یا نہیں۔“..... عمران نے کہا تو صدر بے اختیار مسکرا دیا۔

”آپ کا کیا خیال ہے۔“..... صدر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔
”میں نے فائز کی آواز تو نہیں سنی۔ ہاں البتہ تم نے اس کا گلا
گونٹ دیا ہو تو میں کہہ نہیں سکتا۔“..... عمران نے کہا۔

”مجھے آپ کی قوت برداشت پر چہرت ہو رہی ہے کہ آپ نے
اسنے طویل وقت تک یہ ذکر تک نہیں چھینٹرا حالانکہ آپ کی جگہ میں
ہوتا تو شاید وہیں کوئی میں ہی پوچھ لیتا۔“..... صدر نے کہا۔

” بتایا تو ہے کہ میں تمہارے چہرے پر شرمدگی کے تاثرات
نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔“..... عمران نے کہا۔

” صدر کہاں چھوڑتا ہے دشمن کو۔ اس نے یقیناً اسے ہلاک کر
دیا ہوگا۔“..... خاموش بیٹھے کیپشن شکل نے کہا۔

”نہیں۔ عمران صاحب نے وزست اندازہ لگایا ہے۔ میں گیا تو
ہائکی کو ہلاک کرنے تھا لیکن جب میں نے وہاں ایک بے ہوش اور
بے بس پڑی لڑکی کو دیکھا تو اسے ہلاک کرنے میں مجھے شرم آگئی
اور میں اسے دیے ہی چھوڑ کر واپس آ گیا تھا۔ عمران صاحب کی
بات درست ہے۔ مقابلے کے دوران ہلاکت اور بات ہے لیکن
اس طرح کی ہلاکت خواہ مخواہ ضمیر پر بوجھ بنت جاتی ہے۔“..... صدر
نے کہا۔

”لیکن دشمن تو دشمن ہی ہوتا ہے۔ اگر اسے موقع ملتا تو کیا وہ
چھوڑ دیتی۔“..... کیپشن شکل نے کہا۔

”اس نے مجھے ہلاک کرنے کی سرتوڑ کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ
کی رحمت ہوئی اور میں فتح گیا۔ لیکن میں نے اسے اس لئے چھوڑ
دیا کہ اس طرح میرے ضمیر پر ہمیشہ بوجھ رہتا کہ میں نے ذاتی
انتقام کی خاطر اسے ہلاک کیا ہے اور صدر کی نظرت کا مجھے صدر
سے بھی زیادہ علم ہے اس لئے جب فائز کی آواز نہ سنی گئی تو میں
بمحض گیا کہ صدر کو ایک بے بس لڑکی پر فائز کھولتے ہوئے شرم آگئی
ہو گی۔ ویل ڈن صدر۔ دیے بے فکر رہو۔ وہ کیا کہتے ہیں یا رزمنہ
صحبت پا تی۔ زندگی باقی رہی تو پھر کئی مواقع مل جائیں گے مقابلے
کے۔“..... عمران نے کہا تو صدر بے اختیار مسکرا دیا۔

”مس چولیا یا صالحہ ہوئیں تو وہ ابے کبھی نہ چھوڑتیں۔“..... کیپشن
شکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اک لئے تو کہا جاتا ہے کہ عورت ہی عورت کی دشمن ہوتی ہے۔ ساس، بہو، نند اور بھاونج کا ہی جھگڑا رہتا ہے۔ کبھی سر، داماد، دیور، بھا بھی کا جھگڑا ہوتا کسی نے نہیں دیکھا“..... عمران نے جواب دیا تو صدر اور کیپٹن شکیل دونوں مسکرا دیے۔

”عمران صاحب۔ ہمارا پہلا مسئلہ تو العباس کی واپسی تھا اور ہے لیکن آپ اسے چھوڑ کر اب پی کاک کے مرکزی ہیڈ کوارٹر کے خاتمے کے لئے جا رہے ہیں۔ میں نے پہلی بار یہ دیکھا ہے کہ آپ اصل ٹارگٹ چھوڑ کر کسی دوسرے ٹارگٹ پر کام کرنے جا رہے ہیں“..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد صدر نے کہا۔

”پی کاک نے پاکیشی کی عزت پر حملہ کیا ہے۔ العباس کے انخوا سے پوری دنیا میں پاکیشی کی بدناہی ہوئی ہے اس لئے پی کاک کو اس کی عبرتائی سزا ملنا ضروری ہے۔ پی کاک کے چند ایجنٹوں یا مقامی ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے سے پی کاک پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اس پر اثر اس وقت پڑے گا جب اس کا مرکزی ہیڈ کوارٹر تباہ ہو گا اور جہاں تک العباس کی واپسی کا مشن ہے تو تھویر اور جولیا اس پر کام کر رہے ہیں اور مجھے ان دونوں کی صلاحیتوں پر مکمل اعتماد ہے کہ یہ آسانی سے مار کھانے والے نہیں اس لئے وہ لا محالہ کامیاب لوٹیں گے۔ ہم اس دوران دیے ہی ہا سکی وغیرہ جیسے ایجنٹوں سے لڑتے رہیں تو یہ سوائے وقت ضائع کرنے کے اور کچھ نہیں۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ نے چیف سے بات کر لی ہے“..... صدر نے کہا۔

”اس وقت میں ٹیم کا چیف ہوں“..... عمران نے کہا۔

”آپ ہم دونوں کے چیف ضرور ہیں لیکن پاکیشیا میکرٹ سروس کے چیف نہیں ہیں اور آپ اور ہم اس وقت کسی ذاتی ایجنٹے پر کام نہیں کر رہے بلکہ ایک میں الاقوای مشن پر کام کر رہے ہیں“..... صدر نے باقاعدہ مالکوں کی طرح دلائل دیتے ہوئے کہا۔

”تم کہتے ہو تو بات کر لیتا ہوں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اب وہ انہیں کیا بتاتا کہ یہاں کمرے میں پہنچتے ہی اس نے سب سے پہلے بلیک زردو کو اپنے نئے پلان سے آگاہ کر دیا تھا۔

”آپ کر لیں تو آپ کی مہربانی ہے۔ اس طرح ہماری ذہنی خلش دور ہو جائے گی“..... صدر نے کہا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔ فون کے نیچے حصے میں موجود ہٹن پر لیں کر کے اس نے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر انکوائری کے نمبر پر لیں کر دیئے۔

”لیں۔ انکوائری پلیز“..... انکوائری کی طرف سے پوچھا گیا۔

”یہاں سے پاکیشیا کا رابطہ نمبر اور اس کے دار الحکومت کا رابطہ نمبر دیں“..... عمران نے کہا حالانکہ چونکہ پہلے وہ فون کر چکا تھا اس لئے اسے نمبر معلوم تھے لیکن صدر اور کیپٹن شکیل جیسے تیز ذہنوں کے مالکوں کے سامنے وہ کوئی کمزوری باقی نہ رکھنا چاہتا تھا۔ چند

”سوری چیف“..... عمران نے بھی سمجھدہ اور مواد بانہ لجھے میں کہا۔ اس کے انداز سے ہی صاف محسوس ہوتا تھا کہ وہ چیف کی دھمکی سے خوفزدہ ہو گیا ہے اور پھر اس نے سمجھدگی سے وہ ساری باتیں تفصیل سے بتا دیں جو اس نے صدر اور کیپشن ٹکلیل سے کی تھیں۔

”یہ معلومات تمہیں کہاں سے ملی ہیں؟“..... چیف نے پوچھا۔

”ہاسکی سے“..... عمران نے کہا اور ایک بار پھر اس نے اس بارے میں تفصیل بتا دی۔

”سیا تمہیں یقین ہے کہ ہاسکی نے درست بتایا ہے؟“..... چیف نے پوچھا۔

”لیں چیف“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر تمہارا یہ فصلہ درست ہے؟“..... چیف نے کہا۔

”صدر اور کیپشن ٹکلیل کا کہنا ہے کہ ہمیں تنوری اور جولیا کے پیچھے جانا چاہئے“..... عمران نے کہا۔

”ان کے پیچھے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے تنوری اور جولیا دونوں پر کمل اعتماد ہے۔ وہ دونوں اپنے مشن میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے کامیابی حاصل کریں گے“..... چیف نے دونوں لجھے میں کہا۔

”یہی بات میں نے بھی صدر اور کیپشن ٹکلیل کو بتائی ہے لیکن پھر بھی یہ دونوں پریشان رہتے ہیں حالانکہ میں جانتا ہوں کہ تنوری ڈیٹنگ ایجنت ہے اور ڈیٹنگ ایجنت کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی،“..... عمران نے کہا۔

لمحوم بعد اسے نمبرز بتا دیئے گئے تو عمران نے کریڈل دیا یا اور ٹوں آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاڈر کا بلن بھی پر لیں کر دیا۔

”چیف بول رہا ہوں“..... رابطہ ہوتے ہی ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔ چونکہ بیرون ملک سے رابطہ کے لئے علیحدہ پیش فون استعمال کیا جاتا تھا اس لئے اس فون نمبر پر ایکسٹو کا نام لینے کی بجائے چیف کا نام استعمال کیا جاتا تھا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) از کان ٹا ناک۔ اوہ سوری۔ ناراک سے بول رہا ہوں“..... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا تو صدر اور کیپشن ٹکلیل دونوں بے اختیار مکرا دیئے۔

”ناراک سے کیوں۔ مجھے تو اطلاع ملی تھی کہ تم صدر اور کیپشن ٹکلیل کے ساتھ پورٹو میں تھے۔ پھر وہاں سے ناراک کیوں آ گئے ہو؟“..... چیف نے قدرے جرت پھرے لجھے میں کہا۔

”ہم نے چونکہ پورٹو میں ہی میک اپ کرنے لئے تھے اس لئے آپ کا مخبر وہاں ہمیں ابھی تک تلاش کرتا پھر رہا ہو گا“..... عمران نے شرات بھرے لجھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”فضل باتیں مت کیا کرو ورنہ کسی روز بولنے سے بھی معدود ہو جاؤ گے۔ ناراک آنے کی وجہ بتاؤ“..... ایکسٹو کا لہجہ یکخت بے حد سرد ہو گیا تھا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن ایک پاتہ ترییس لو۔ تم نے اب صرف مرکزی ہیڈ کوارٹر کے بارے میں ٹھوس معلومات حاصل کرنی ہیں۔ ایکشن نہیں کرنا۔ ایکشن کے لئے میں اس مشن کے بعد پا قاعدہ مشن ترتیب دوں گا اور پھر اس پر پوری ٹیم کام کرے گی کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ پی کاک کا خفیہ مرکزی ہیڈ کوارٹر عام تنظیموں کے ہیڈ کوارٹر جیسا نہیں ہو سکتا۔“..... چیف نے کہا۔

”لیں چیف۔ جیسے آپ کا حکم۔“..... عمران نے کہا۔

”اوکے۔ اللہ حافظ۔“..... چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”کام خراب کر دیا تم نے۔“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
”کیا ہوا عمران صاحب۔“..... چیف نے تو آپ کی حمایت کی ہے۔“..... صدر نے کہا۔

”خاک حمایت کی ہے۔ اس نے تو الٹامنع کر دیا ہے کہ وہاں آپ پیش نہ کیا جائے۔“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔“..... مرکزی ہیڈ کوارٹر کے بارے میں چیف کے پاس لازماً روپرٹیں ہوں گی اس لئے انہوں نے پوری ٹیم بھیجنے کی بات کی ہے۔“..... صدر نے کہا۔

”چلو ٹھیک ہے۔ معلومات ملٹے کے بعد سمجھو آدھا مشن مکمل ہو جائے گا اس لئے آدھے چیک کا تو خقدار بن جاؤں گا۔“..... عمران نے ایک طویل سائنس لیتے ہوئے کہا تو صدر بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم چیک پوسٹ نمبر چار پر رہے ہو یا نہیں۔“..... تنویر نے روشنو سے پوچھا۔
”لیں سر۔ میں ایک سال تک وہاں رہا ہوں۔“..... روشنو نے جواب دیا۔

”اس کی اندروتی صورت حال تفصیل سے بتاؤ۔“..... تنویر نے کہا۔

”سر۔ اس ٹاپو نما جزیرے کے عقیصی حصے میں ایک کافی بڑی عمارت ہے جس کے بعد جزیرہ ختم ہو جاتا ہے۔ اس عمارت کی چھت پر چیک پوسٹ بٹی ہوئی ہے جس پر ایٹھی ایز کرافٹ گنیں، دور مار گنیں اور میزائل گنیں بہت کچھ ہوتا ہے۔ نیچے گھاٹ سے لے کر اس عمارت کے میں گیٹ تک دونوں سائینڈوں پر دیواریں بٹی ہوئی ہیں۔ کوئی آدمی ان دیواروں کے درمیان سے گزر کر

عمارت تک پہنچ سکتا ہے۔ یہ ایک لحاظ سے خاص طور پر گلری سی ہے۔ ان دیواروں کے اندر آٹوینک مشین گنوں کے دہانے جگہ جگہ باہر کو نکلے ہوئے ہیں جنہیں عمارات کے اندر سے آپریٹ کیا جاتا ہے اور اس گلری کی چینگ چھت پر موجود چیک پوسٹ سے کی جاتی ہے۔ مشکوک افراد پر گن فائر ٹکوول دیا جاتا ہے۔ زیادہ تر چینگ گھات پر ہی کر لی جاتی ہے اور جس پر کوئی شک ہوتوا سے اس گلری سے گزار کر عمارت میں لے جایا جاتا ہے جہاں مشینزی سے اس کے جسم اور ذہن کی چینگ کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اس عمارت کے اندر ایسی مشینزی بھی نصب ہے جس سے پورے جزیرے کے ایک ایک ذرے کو مسلسل چیک کیا جاتا ہے۔ روشنو نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”کتنے آدمی ہوتے ہیں پوری عمارت کے اندر اور باہر؟“ تنویر نے پوچھا۔

”چالیس سے پچاس آدمی یہاں موجود ہوتے ہیں۔ سب سے زیادہ لوگ یہیں ہوتے ہیں کیونکہ اس چیک پوسٹ کے بعد براہ راست آدمی سماں ٹوم جزیرے پر پہنچ جاتا ہے۔“ روشنو نے کہا۔

”تم نے ابھی کہا ہے کہ پیش وے کو بھی وہ لوگ چیک کرتے ہیں۔ کیا وہ ہمارے ہاں پہنچ سے پہلے ہمیں چیک کر لیں گے۔“ جو لیا نے پوچھا۔

”وہ لوگ چاہیں تو کر سکتے ہیں لیکن عام طور پر وہ ایسا نہیں۔“

کرتے یہیں خاص حالات میں وہ ایسا کرتے بھی ہیں،“ روشنو نے جواب دیا۔

”کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ ہم پیش وے کے ذریعے سیدھے چیک پوسٹ نمبر چار کو کراس کرتے ہوئے اس کے عقب میں پہنچ جائیں؟“ تنویر نے کہا۔

”آپ کرنا کیا چاہتے ہیں؟“ روشنو نے کہا۔

”وہی کچھ جو پہلے ہوتا آیا ہے لیکن جو کچھ تم نے بتایا ہے تو اس بار ہم گھات کی طرف گئے تو معاملات ہمارے خلاف چلے جائیں گے۔“ تنویر نے کہا۔

”مجھے کیا فائدہ ہو گا؟“ روشنو نے کہا تو تنویر بے اختیار چونک

پڑا۔

”تو اب تم فائدہ نقصان کے بارے میں سوچنے لگ گئے ہو حالانکہ تمہیں انتہائی بھاری معاوضہ دیا گیا ہے۔“ تنویر نے تدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”آپ طے شدہ راستے سے ہٹ کر کام کرانا چاہتے ہیں۔ اب یہیں میں نے اس لئے کوئی بات نہیں کی تھی کہ آپ طے شدہ راستوں پر چل رہے تھے لیکن اب اس راستے سے ہٹ کر عقی طرف پہنچنا چاہتے ہیں تو پھر اس کا معاوضہ آپ کو ادا کرنا ہو گا۔“ روشنو نے بڑے دلیل بھرے انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم بھیں عقی طرف پہنچا کر کہاں چاؤ گے۔"..... تنویر نے پوچھا۔

"میں نے کہاں جانا ہے۔ وہیں عقی طرف ہی رہوں گا کیونکہ میں خالی کشتی لے کر گھات پر نہیں جا سکتا۔ اس طرح انہیں فوراً شک پڑ جائے گا۔"..... روشنے جواب دیا۔

"اوکے۔ یہ لو۔ یہ رقم رکھو یہاں اب دوبارہ رقم کی بات نہ کرنا۔"..... تنویر نے کوت کی اندر ونی جیب سے بڑے فتوؤں کی ایک گذی ڈال کر روشنے کو دی تو روشنے گذی جھپٹ کر تیزی سے اپنی جیب میں ڈال دی۔

"آپ بے قلر رہیں۔ میں کوئی تاجرانہ بات نہیں کروں گا حالانکہ جو کچھ آپ پہنچ پہنچ پوست پر کر چکے ہیں مجھے آپ سے الگ ہو جانا چاہئے تھا کیونکہ جیسے ہی انہیں اس کا علم ہو گا یہاں بھوٹچال آجائے گا اور میں بھی ساتھ ہی مارا جا سکتا ہوں لیکن اس کے باوجود میں نے اس نے آپ کا ساتھ دیا ہے کہ مجھے سماں نوم اور اس کے آدمیوں سے شدید نفرت ہے۔ ان لوگوں نے میرے والد کو جوان کا کام کرتا تھا، ایک چھوٹی سی نسلی پر عمر تاک انداز میں ہلاک کر دیا تھا۔ پھر مجھے یہاں رکھ لیا گیا۔ مجھے ضرف کھانا دیا جاتا تھا۔ پھر میں نے ہڈی منہ خوشامد کی اور یہاں سے جان چھڑا لی اور پورا چلا گیا۔ مجھے آج بھی اس گردہ سے شدید نفرت ہے۔"..... روشنے بڑے جذباتی لمحے میں کہا۔

"ہم تمہیں خوش کر دیں گے روشن۔ تم نے واقعی ہماری مدد کی ہے۔"..... جولیا نے کہا تو روشن کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"تھیکس میدم۔"..... روشن نے کہا۔

"تم ڈبل بوت کو فرا تیز چاؤ۔ میں جتنی جلد ممکن ہو سکے آئیں لیند پہنچنا ہے اور تم میرے ساتھ آؤ۔ ہم نے اسلو بھی لیتا ہے۔"..... تنویر نے پہلے روشن اور پھر جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس بار میرا قریب نکل آیا ہے۔"..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اس بار تمہاری واقعی ضرورت پڑ سکتی ہے۔"..... تنویر نے کہا۔

"شکر ہے میں بھی اس قابل ہو گئی کہ تمہاری مدد کر سکوں۔"..... جولیا نے بڑے طنزیہ لمحے میں کہا تو تنویر بجا کے غصہ کرنے کے بے اختیار کھلا کھلا کر بنس پڑا۔

"عورت چاہے کتنی اسی تعلیم یافت اور پھر کیوں نہ ہو بہر حال عورت ہی رہتی ہے۔"..... تنویر نے ہٹتے ہوئے کہا۔

"اور مرد کیا بن جاتے ہیں۔"..... جولیا نے بھتائے ہوئے لمحے میں کہا۔

"غصہ کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے تمہارے بارے میں بخوبی علم ہے کہ تم مجھ سے زیادہ بہادر ہو لیکن میں اس لئے تمہیں ساتھ نہیں لے گیا تھا کہ میں اکیلا زیادہ تیزی سے حرکت کر سکتا تھا

لیکن اب جو صورت حال چوتھی چیک پوسٹ کی بتائی گئی ہے اس میں دو افراد کا کام ہے ایک کا نہیں۔۔۔ تنویر نے بڑے صلح کن لیجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم چونکہ لیڈر ہو اس لئے تم بہتر سوچ سکتے ہو لیکن کیا تمہیں یقین ہے کہ ہماری واپسی پر روشن یہاں موجود ہو گا۔ میرے خیال میں اسے اتنا بھاری معاوضہ مل گیا ہے کہ اب یہ اسے خرچ کرنے کے لئے جیتا ب ہو گا۔۔۔ جو لیا نے کہا۔

”یہ واپس نہیں جائے گا۔ بے فکر رہو کیونکہ میں اس کی تفییات سمجھ گیا ہوں۔ یہ عزیز رقم کے لائق میں ہمارے ساتھ سختی رہے گا کیونکہ ایک وقت میں اتنی بھاری رقم اسے اور کوئی نہیں دے سکتا اور اسے اتنی سمجھ بہر حال ہے کہ جو لوگ اس قدر بھاری رقم دے سکتے ہیں وہ وصول کرنا اور سزا دینا بھی جانتے ہیں۔۔۔ تنویر نے جواب دیا۔ وہ دونوں کرانی زبان میں باتیں کر رہے تھے تاکہ بوث چلانے والا روشنان کے درمیان ہوئے والی باتیں سمجھ نہ سکے۔

”آپ دونوں بے فکر ہیں۔ میں آپ کو دھوکہ نہیں دوں گا۔۔۔ اسی لمحے روشن نے بڑی صاف کرانی زبان میں کہا تو جو لیا اور تنویر نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر دونوں ہی بلکی سی ہنس کر رہے گئے۔

”تم کرانی جانتے ہو۔۔۔ جو لیا نے حیرت بھرے لیجے میں کہا۔

”میدم۔ سندھ میں کام کرنے والے بیشتر زبانیں جانتے ہیں اور کرانس تو بہر حال یورپ کا اہم ملک ہے اور کرانی سیاح یہاں بہت آتے جاتے رہتے ہیں۔۔۔ روشن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”میں نیچے کی بنی میں جا رہا ہوں تاکہ تھوڑی دیر آرام کروں۔ جب چیک پوسٹ کا عقبی حصہ آئے تو مجھے اٹھا دینا۔۔۔ تنویر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر بیٹھیوں کی طرف بڑھ گیا جن کے ذریعے نیچے کی بنی تک پہنچا جا سکتا تھا۔ شاید اس نے اس ٹاپک پر عزیز بات چیت سے گریز کرنے کے لئے اپنا کیا تھا۔ کیبن میں پہنچ کر تنویر نے بیٹھ کے نیچے موجود اسلحے سے بھرا تھیلا باہر نکالا اور اسے کھول کر فرش پر پلٹ دیا۔ پھر اس نے مختلف اسلحہ میں سے خاصی بڑی طاقت کے چار بھم، راکٹ میزائل اور پیشہ پستلز اٹھا لئے۔ اس نے ان میں میگزین فٹ کیا اور پھر ایک راکٹ میزائل پسل اپنی ایک جیب میں ڈال کر چاروں یہم بھی اس جیب میں رکھ لئے جبکہ ڈبل مشین پسل اس نے دوسری جیب میں رکھا ہوا تھا۔ دوسرਾ راکٹ میزائل پسل اس نے جو لیا کے لئے علیحدہ رکھ لیا اور باقی اسلحہ دوبارہ تھیلے میں ڈال کر اس نے تھیلے کو بیٹھ کے نیچے دھکیل دیا۔ البتہ بیگ میں سے اس نے سیاہ رنگ کا ایک مخصوص انداز کا تھیلا نکال لیا تھا۔ اس تھیلے میں سوائے مشین پسل کے باقی اسلحہ ڈالا اور اسے اپنے کاندھے پر مخصوص انداز میں باندھ لیا۔ یہ تھیلا

اس انداز میں بنایا گیا تھا کہ اسے اتار کر اور کھول کر اسلخہ باہر نہ لکالنا پڑتا تھا بلکہ سائیڈ میں ہاتھہ وال کر اسلخہ کالا جا سکتا تھا۔ پھر وہ سیرھیاں چڑھ کر اوپر عرش پر پہنچ گیا۔ ڈبل بوٹ زسلوں میں سے تیزی سے گزر رہی تھی جبکہ جولیا، روشو سے کچھ فاصلے پر ایک کری پر بیٹھی ہوئی تھی۔

”تمہارے مشین پسل کا میگزین فل ہے یا نہیں“..... تنویر نے جولیا سے پوچھا۔

”کافی ہے“..... جولیا نے جواب دیا۔

”کتنی دیر میں ہم چیک پوسٹ کے عقب میں پہنچیں گے روشنو“..... تنویر نے اس بار روشنو سے مخاطب ہو کر کہا جو بڑی توجہ سے ڈبل بوٹ چلانے میں معروف تھا۔

”بیس نصف گھنٹے میں۔ ہمیں ذرا لمبا چکر کاٹ کر آنا پڑا ہے“..... روشنو نے مڑے بغیر جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہارا پروگرام کیا ہے“..... جولیا نے پوچھا۔

”نی الحال تو ذہن میں صرف ایک خاکہ ہے کہ ہم عقیقی طرف سے عمارت کے اوپر چھٹ پر چڑھ کر وہاں موجود تمام افراد کا خاتمه کر دیں تاکہ ہمارا عقب محفوظ ہو جائے۔ پھر عمارت کے اندر جا کر وہاں کارروائی کریں گے۔ یہ تو ذہن میں ایک خاکہ موجود ہے لیکن وہاں جو راستہ بنے گا وہی ہنا میں گے“..... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”عمارت کی چھٹ پر ہونے والی فائرنگ کی آوازیں نیچے پہنچ جائیں گی اور پھر ہمارے پاس بھاگنے کا راستہ بھی نہیں رہے گا“..... جولیا نے کہا۔

”ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہی ہو لیکن میں نے پہلے ہی بتایا ہے کہ وہاں جیسے حالات ہوں گے ویسے ہی کریں گے“..... تنویر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو جولیا بھی خاموش ہو گئی۔ پھر جب بوٹ کی رفتار کم ہونا شروع ہو گئی تو وہ دونوں چونک پڑے۔

”تیار ہو جائیں جتاب۔ ہم پہنچنے والے ہیں“..... روشنو نے کہا تو تنویر اور جولیا دونوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ پھر تھوڑی دیر بعد بوٹ گھوم کر ٹاپو کے ساتھ لگ گئی اور اس میں سے راستہ بن گیا تو تنویر اور جولیا دونوں تیزی سے چلتے ہوئے بوٹ سے نکل کر عقبی طرف پہنچ گئے۔ یہاں خاصی اوپجی جھاڑیاں موجود تھیں اور کچھ فاصلے پر ایک دو منزلہ عمارت موجود تھی جو اس ٹاپو کی ایک طرف سے دوسری طرف تک پہنچی ہوئی تھی۔ سائیڈ سے فرنٹ پر جانے کا بھی کوئی راستہ نہ تھا۔ عقبی طرف کوٹھیاں موجود تھیں اور ایک دروازہ بھی نظر آ رہا تھا لیکن یہ فولادی دروازہ بند تھا۔ تنویر اور جولیا اوپجی جھاڑیوں میں چھپے ہوئے عمارت کا جائزہ لے رہے تھے۔

”میرا خیال تھا کہ باقاعدہ گیس دغیرہ کے پاس پہنچ سے چھٹ تک موجود ہوں گے جن کے ذریعے ہم آسانی سے چھٹ پر پہنچ جائیں گے لیکن یہاں تو ایک بھی پاس موجود نہیں ہے“..... تنویر ہوئے کہا۔

نے اوپری آواز میں بڑھاتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ جو دروازہ بند نظر آ رہا ہے اسے کسی طرح کھولا جائے اور اندر جا کر ڈائریکٹ ایکشن لیا جائے“..... جولیا نے کہا۔

”یہ فولادی دروازہ ہے۔ اندر سے بند ہو گا۔ جس طرح کوئیوں کے باہر فولادی جالیاں لگی ہوتی ہیں اس طرح ہم انہیں کھول نہیں سکتے۔ البتہ ہم سے توڑ سکتے ہیں۔ توڑ دیں گے۔ پوری طرح تیار ہو جاؤ۔ ہم نے ان کا شکار کھینا ہے“..... تنویر نے کہا۔

”ہمیں آگے بڑھنے سے پہلے اپنا اپنا کروار متعین کر لینا چاہئے ورنہ ہم علیحدہ علیحدہ مارے جاسکتے ہیں“..... جولیا نے کہا۔

”اندر گولیاں چلنے کی آوازیں اور پہنچ سکتی ہیں اس لئے کوئیوں کے پاس تم نے کھڑی رہنا ہے۔ اوپر سے جو بھی آئے یا باہر سے آئے اسے بے دریغ اڑا دینا۔ میں عمارت کے اندر گھوم کر آپریشن کروں گا“..... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جولیا نے بڑھنے لگے۔ ان کا رخ اس بند دروازے کی طرف تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دروازے کے پاس پہنچ کر رک گئے اور پھر تنویر نے ہاتھوں گھما کر پشت پر لدے ہوئے تھیلے میں سے ایک ہم نکلا اور دانتوں سے اس کی پن کھینچی اور پھر اسے پوری قوت سے دروازے پر دے مارا۔ ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور دھواں ہر طرف پھیل گیا۔

”آؤ“..... تنویر نے کہا اور دوڑتا ہوا اس دھوکیں میں گھتا چلا گیا۔ جولیا سمجھ گئی کہ اگر دھواں چھٹے کا انتظار کیا تو دھماکے کی وجہ سے سب لوگ یہاں پہنچ جائیں گے اس لئے وہ بھی تنویر کے پیچے دھوکیں میں گھٹی چل گئی۔ یہ ایک بند راہداری تھی جس کے آخر میں دروازہ تھا۔ تنویر بڑے ماہراہند انداز میں اس طرح دوڑ رہا تھا جیسے وہ دوڑنے کی بجائے ہوا میں تیرتا ہوا آگے بڑھا جا رہا ہو جبکہ جولیا بھی اسی انداز میں دوڑتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی لیکن اس سے پہلے کہ وہ اندر وہی دروازے تک پہنچتے دروازے کی دوسری طرف سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی تو تنویر نے رکے بغیر پان دانتوں سے کھینچ کر اس نے اس پر انگوٹھا رکھ دیا۔ اسی لمحے سامنے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا تو تنویر کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کے ہاتھ میں موجود ہم دروازہ کھلتے ہی دوسری طرف موجود چار افراد سے ٹکرایا اور ایک خوفناک دھماکے کے ساتھ ہی ہر طرف دھواں سا پھیل گیا۔ البتہ دھماکے کی وجہ سے انسانی پیشیں اس قدر پلکی تھیں کہ آسمانی سے سنی نہ جا سکتی تھیں۔

tnovir ہم پہنچ کر بھی نہ رکا اور تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا لیکن جیسے ہی وہ دروازے سے باہر نکلا وہ یکنہت اس طرح گرتا چلا گیا جیسے دوڑتے ہوئے آدمی کا پیر پھسل جائے تو وہ گرتا ہے اور اس کے پیچے آنے والی جولیا نے تنویر کو اس انداز میں گرتے دیکھے

کرنے صرف اپنے آپ کو سنبھالا بلکہ اس نے اپنی رفتار کم کی اور پھر دروازے کے رخ آگے بڑھنے کی بجائے سامنے پر ہوتی چلی گئی۔ اس طرح وہ گرنے سے تعجب گئی جبکہ تنویر کا پیر فرش پر پھیل جانے والے انسانی خون پر پھسلا تھا اور یہ بات جولیا سمجھ گئی تھی۔ اسی لمحے اسے دائیں طرف سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی جبکہ دائیں طرف راہداری بند کی تھی۔ جولیا نے ایک لمحہ رک کر تنویر کی طرف دیکھا جواب اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا تو جولیا کو اطمینان ہو گیا کہ وہ حرکت کر رہا ہے تو وہ تیزی سے دائیں طرف موجود راہداری کی طرف مڑ گئی۔ راہداری دور تک جاتی دکھاتی دے رہی تھی اور جس کے دونوں اطراف میں کروں کے دروازے تھے۔ جولیا ابھی تھوڑا ہی آگے بڑھی تھی کہ اچانک وہ گھومتی ہوئی ایک کمرے کے کھلے دروازے کے اندر جا کر کمرے کی عقبی دیوار سے ٹکرائی۔ کسی نے یا نہ تھا کھلے دروازے سے ہاتھ پڑھا کر اسے بازو سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے اندر کھینچ لیا تھا جبکہ اس طرح اچانک جھٹکا لگنے سے اس کے ہاتھ میں موجود مشین پسل دیں راہداری میں ہی گر گیا تھا۔ کمرے کی عقبی دیوار سے ٹکرا کر جولیا منہ کے بل آگے گری تو اسی وقت دروازہ ایک دھماکے سے بند ہوا اور لاک لگنے کی آواز سنائی دی۔ جولیا نیچے گرتے ہی ایک جھٹکے نے انہی تو اس نے سامنے ایک لبے ترٹنگ آدمی کو دونوں پیر پھیلائے کھڑے دیکھا۔ اس کا ساند کی طرح پلا ہوا جسم تارہا تھا کہ وہ بہترین لڑاکا ہے۔

اس کے چہرے پر شیطانیت جیسے رقص کر رہی تھی اور آنکھوں میں تیز چمک تھی۔

”تم جیسے تی باہر آئی تو میں نے تمہیں دیکھ لیا اور تم مجھے پسند آگئی اس لئے میں نے تمہیں گولی شیش ماری بلکہ تمہیں اپنے کمرے میں کھینچ لیا۔ اب تمہارے پاس دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ رابن کے سامنے سر نڈر ہو جاؤ یا دوسری صورت میں تم سے زبردستی کی جائے گی اور پھر تمہارے جسم کی ایک ایک بڑی توڑ دی جائے گی۔ البته سر نڈر کرنے کی صورت میں میرا وعدہ کہ تم نہ صرف زندہ رہو گی بلکہ تمہیں یہاں ہر سو لمحہ بھی ملے گی۔“..... اس آدمی جس نے اپنا نام رابن بتایا تھا بڑے خیریے لجھے میں کہا۔

”اُس چیک پوسٹ پر تمہاری کیا اہمیت ہے۔“..... جولیا نے اس کی باتوں کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے بڑے ٹھہرے ہوئے لجھے میں کہنا تو رابن بے اختیار چونک پڑا۔

”تمہارا اطمینان بتا رہا ہے کہ تم عام عورت نہیں ہو۔ ٹھیک ہے۔ مجھے اعتراض ہے کہ میں ناط سمجھا تھا لیکن اب تم آسانی سے شہیں مر سکو گی۔ اب تمہیں اپنے بارے میں سب کچھ بتانا ہو گا کیونکہ تمہیں بتایا کیا ہے کہ پاکیشائی ایجنت یہاں حملہ کر سکتے ہیں لیکن تم یورپیں ہو۔ کیا نام ہے تمہارا۔“..... رابن نے مسلسل یو لئے ہوئے کہا۔

”جو سوال میں نہ کیا ہے اس کا جواب دو۔“..... جولیا نے

غصیلے لمحے میں کہا تو رابن اس طرح اچھا جیسے جولیا نے اسے کوڑا مار دیا ہو۔

”تم۔ تمہاری یہ جرأت کہ تم رابن کو اپنا غصہ دکھاؤ۔ میں تم جیسی کبوتریوں کو رام کرنا بہت اچھی طرح جانتا ہوں،“..... رابن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس طرح اچھا جیسے بند پرنسپ کھلتا ہے اور اس نے جولیا پر اس انداز میں حملہ کیا کہ جولیا کو اٹھا کر زمین پر پنج دے گا لیکن اسے معلوم نہ تھا کہ وہ جس لڑکی کو عام لڑکی کی سمجھ رہا ہے وہ جولیا ہے جولیا جس کے لئے کے انداز اور ہمت اور حوصلے کی داد عمران بھی دینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ چنانچہ وہی ہوا۔ جولیا نے یکخت چھلانگ لگائی اور اچھل کر سائیڈ پر ہوئی تو رابن اپنے ہی زور میں تھوڑا سا آگے بڑھا تھا کہ جولیا کا جسم کسی تیز رفتار لٹو کی طرح گھوما اور اس کی ٹانگ پوری قوت سے رابن کی پشت پر پڑی اور رابن چھتا ہوا سامنے بند دروازے سے ایک دھماکے سے ٹکرایا۔ اس کے حلق سے چیخ نکلی لیکن دروازے سے ٹکرا کر وہ تیزی سے واپس ”رہا تھا کہ جولیا کا جسم ایک بار پھر ہوا میں بلند ہوا اور ایک بار پھر جولیا کی ٹانگ پوری قوت سے رابن کے سینے پر پڑی اور اس بار وہ چھتا ہوا پشت کے بل دروازے سے ٹکرا کر آگے کمہ کے بل پیچے گرا ہی تھا کہ جولیا نے یکخت اچھل کر اپنے دونوں چڑے ہوئے پاؤں مخصوص انداز میں رابن کی ریڑھ کی ہڈی پر مارے اور کمرہ رابن کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ جولیا کے

دونوں پاؤں ریڑھ کی ہڈی پر پڑتے ہی تیزی سے گھوم گئے اور پھر جولیا اچھل کر اتر آئی جبکہ رابن اب منہ کے بل سیدھا فرش پر کسی حقیر کی پتوے کی طرح پڑا ہوا تھا۔ اس کا پورا جسم اس طرح جھٹکے کھا رہا تھا جیسے ہائی پاور الیکٹریک کریٹ اس کے جسم سے گزر رہا ہو۔ ”لبس آتی ہی جان تھی تم میں۔ ابھی تو میں نے تمہیں ہاتھ تک شیش لگایا“..... جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اچھل کر آگے بڑھی۔ اس نے دروازہ کھول کر باہر جھانکا تو راہداری خالی پڑی تھی۔ سوریہ وہاں موجود نہ تھا۔ البته انسانی جسموں کے ٹکڑے اور خون ابھی تک دروازے کے سامنے پڑا نظر آ رہا تھا۔ جولیا باہر آ گئی اور اس نے دروازہ بند کر دیا۔ اب اسے اپنے مشین پھل کی ٹکڑتھی اور پھر اس نے اسے ایک دروازے کی چوکھت کے پیچے دبا ہوا دیکھا تو وہ تیزی سے آگے بڑھی۔ اس نے جھک کر مشین پھل چوکھت سے نکالا اور آگے بڑھ رہی تھی کہ اسے دور سے کسی کے زور سے تھکہ لگا کر ہٹنے کی آواز سنائی دی تو جولیا تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھی۔ کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ جولیا نے دیوار کے ساتھ لگ کر اندر جھانکا تو بے اختیار اس نے ہوش بھینچ لئے۔ کمرے میں سوریہ تقریباً درمیان میں کھڑا تھا جبکہ اس کے چاروں طرف پانچ آدمی اس طرح کھڑے تھے جیسے کسی بھی لمحے سوریہ پر حملہ کرنے والے ہوں۔ ایک آدمی نے پھر تھکہ لگایا۔ ”ختم کر دو اسے“..... تھکہ لگانے والے نے یکخت چیخ کر کہا

تو پانچوں آدمی بھلی کی سی تیزی سے تنویر پر جھٹے لیکن دوسرے لمحے وہ پانچوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گئے کیونکہ تنویر یکخت کسی ایسے احتیط کی طرح اچھلا تھا جو ہائی جمپ لگانے کے لئے اچھلا ہے اور اس کے ساتھ ہی فلاپازی کھا کر وہ ایک سمت میں کھڑا ہوا تھا کہ پانچوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر ایک بار پھر چیختے ہوئے اسکے ساتھ کہ جولیا نے ٹریگر دبا دیا اور ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی وہ پانچوں ایک بار پھر چیختے ہوئے نیچے گزرے اور پھر چند لمحے ڑانے کے بعد ساکت ہو گئے۔

”شکریہ جولیا۔ میرا مشین پسل انہوں نے نکال لیا اور اسلحہ کا بیگ بھی عائد ہے۔“..... تنویر نے جولیا کی طرف دیکھ کر کہا۔ ”تم کیسے ان کے قابو میں آ گئے؟“..... جولیا نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

”میں پسل کر گرا اور پھر اٹھا لیکن پھر پہلے سے زیادہ سخت انداز میں پھسلا اور میرا سر زور سے دیوار سے ٹکرا یا اور میں بے ہوش ہو گیا۔ پھر مجھے ہوش آیا تو میں یہاں اس کمرے میں فرش پر پڑا تھا جبکہ یہ پانچوں میرے گرد موجود تھے۔ میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ آگے کیا ہوا وہ تمہیں معلوم ہے لیکن تم کہاں رہ گئی تھی؟“۔ تنویر نے ایک الماری کے پٹ کھولتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ مشین پسل اور اسلحہ کا بیگ اس الماری میں موجود ہے۔“..... جولیا کے جواب دینے سے پہلے اسی تنویر چونک کر ہولا اور پھر اسی

نے الماری سے بیگ نکال کر اسے دوبارہ اپنی پشت پر لٹکایا اور مشین پسل اس نے جیب میں ڈال لیا۔

”ہاں۔ کیا ہوا تھا تمہارے ساتھ؟“..... تنویر نے مژکر دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تو جولیا نے مخفی طور پر بتا دیا۔

”اوہ۔ کیا وہ بدمعاش مارا گیا یا نہیں؟“..... تنویر نے چونک کر پوچھا۔

”نہیں۔ میرے پاس پسل نہیں تھا۔ وہ باہر گر گیا تھا۔“..... جولیا نے کہا۔

”کون سا کمرہ ہے۔ اسے گولی مارنا ضروری ہے؟“..... تنویر نے مرتے ہوئے کہا تو جولیا نے اسے کمرے کے بارے میں بتا دیا۔ البتہ وہ خود وہیں رکی رہی۔ تنویر نے ہند دروازے کو لات مار کر کھولا اور پھر اندر واصل ہو گیا۔ چند لمحوں بعد فائز کی آواز سنائی دی اور پھر تنویر کمرے سے باہر آ گیا۔

”وہ زندہ تھا لیکن تم نے اس کی ریڑھ کی ہڈی اس طرح ڈس لوکیٹ کر دی تھی کہ اب اچھے سے اچھا ڈاکٹر بھی اسے دوبارہ ایڈجسٹ نہ کر سکتا تھا۔“..... تنویر نے کہا تو جولیا اس کے اس انداز پر بے اختیار مسکرا دی۔

”فائزگ کی آواز کے باوجود یہاں کوئی نہیں آیا۔ یہاں اتنے ہی افراد تھے۔“..... جولیا نے تنویر کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

”میرے خیال میں اس منزل پر بھی لوگ تھے۔ شاید دوسری

منزل پر مزید لوگ ہوں۔ تمہارے پارے میں ان بدمعاشوں کو علم نہیں ہو سکا اور میں انہیں بے ہوشی کے عالم میں مل گیا تھا اس لئے وہ مطمین تھے۔۔۔ تنویر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد راہداری کا اختتام ایک براہمے میں ہوا۔ تنویر نے براہمے میں جھائکا تو بے اختیار چونک پڑا کیونکہ براہمے میں چار سلیخ افراد کھڑے تھے۔ سامنے دو دیواریں ایک دوسرے متوازی تالپو کی دوسری سمت تک چلی گئی تھیں۔ یہ چاروں افراد راہداری کے ساتھ ہی کھڑے تھے۔ مشین گنسیں ان کے کاندھوں سے لگلی ہوئی تھیں اور وہ بڑے عجیب سے انداز میں اس طرح تحرک رہے تھے جسے گانے پر ڈانس کر رہے ہوں اور تنویر نے بے اختیار ایک طویل سافس لیا۔ ان سب کے کانوں میں ایزفون لگے ہوئے تھے اور وہ گانے سن کر اس پر باقاعدہ ڈانس کر رہے تھے۔ اب تنویر کو سمجھ آئی تھی کہ فائزگ کی آوازیں ان تک کیوں نہیں پہنچی تھیں۔ ایک تو اس قدر موٹی اور مضبوط تھیں جیسے ساؤنڈ پروف انداز میں بنائی گئی ہوں اور دوسری وجہ کانوں میں ایزفون کی موجودگی تھی۔

تنویر نے مشین پہلی سیدھا کیا اور دوسرے لمحے ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی آہستہ آہستہ تحرکتے ہوئے وہ چاروں افراد بے ہنگام انداز میں اچھلتے اور چیختتے ہوئے یہی گرے اور چند لمحوں بعد ہی وہ سب ساکت ہو گئے۔ اسی لمحے تنویر اور جولیا کو سائیڈ پر نہیں ہوئی سیڑھیوں پر سے کسی کے درٹنے کی آوازیں سنائی دینے

لگیں۔ شاید فائزگ کی آوازیں سن کر کوئی درٹ کرتیزی سے سیرھیاں اترنے لگا تھا تاکہ دیکھ سکے کہ اس کے ساتھیوں نے کس پر فائزگ کی ہے کیونکہ اس کے ذہن کے کسی گوشے میں بھی نہ آ سکتا تھا کہ کوئی اندر آ کر اس کے ساتھیوں کو بلاک کر رہا ہو گا۔ تنویر اور جولیا سیرھیوں کے ساتھ ہی دیواروں سے لگ کر کھڑے ہو گئے۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ کس نے کیا ہے۔ کیا مطلب“۔۔۔ اسی لمحے ایک آدمی نے سیرھیوں سے نیچے چھلانگ لگاتے ہوئے چیخ کر کھا۔ وہ شاید تنویر اور جولیا کو دیکھے ہی نہ سکا تھا کیونکہ اس کی نظریں سامنے براہمے میں پڑی اپنے ساتھیوں کی لاشوں پر جھی ہوئی تھیں۔ وہ جیسے ہی آگے بڑھا جولیا نے اس پر فائزگ کھول دیا۔ اس کے ساتھ ہی تنویر اچھل کر سیرھیاں چڑھتا ہوا جولیا کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ جولیا نے آگے بڑھ کر اس آدمی کو چیک کیا جو سیرھیوں سے اترا تھا۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔ جولیا نے اب عمارت کے اس حصے کی تفصیلی جلاشی لینے کا فیصلہ کیا۔ اسے معلوم تھا کہ چھت پر موجود افراد کے لئے ایک تنویر ہی کافی ہے لیکن پوری عمارت میں گھونٹنے کے باوجود اسے مزید کوئی آدمی نہ ملا تو اس نے باہر جا کر گھاٹ پر موجود افراد کا خاتمه کرنے کا پروگرام بنایا لیکن پہلے اسے تنویر کی واپسی کا انتظار تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد تنویر سیرھیاں اترتا ہوا نیچے آ گیا۔

”کیا ہوا“..... جولیا نے پوچھا۔

”وہی جو ہونا تھا۔ اور پر چار افراد تھے چاروں کو ہلاک کر دیا ہے۔ البتہ چھٹ کے ایک کوتے میں ایک چھوٹا بیلی کا پڑ موجود تھا جو میرے اچانک فائز کرنے کے بعد یکنہت فضا میں اٹھا۔ میرے پاس اس پر حملہ کرنے کا وقت نہیں تھا کیونکہ وہاں مسلح افراد موجود تھے لیکن بیلی کا پڑ مجھ پر حملہ کرنے کی بجائے یکنہت عمارت کی سیندھ سائیڈ پر گیا اور پھر خاصی تیز رفتاری سے اڑتا ہوا جزیرہ ساؤسٹوم کی طرف بڑھ گیا۔“..... شویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ پھر تو ہمیں فوراً یہاں سے لکھنا چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ بزریے سے زیادہ تعداد میں افراد آ جائیں یا بلوں کے ذریعے میں گھیر لیا جائے۔“..... جولیا نے فکر منداہ لبھے میں کہا۔

”میں گھاٹ پر میزاں کار دیتا ہوں تاکہ گھاٹ کی طرف سے کی کے آنے کا راستہ رک جائے۔ اس کے بعد عقبی طرف جا کر پر خوار ہو جائیں گے۔ اس کے بعد اب ساؤسٹوم جزیرے کا نارگٹ باقی رہ جائے گا۔“..... شویر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ساؤسٹوم پاگل ہاتھی کی طرح کمرے میں اس طرح جھوول رہا تھا جیسے اپنی ٹکروں سے دیوار توڑ ڈالے گا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے شعلے کی طرح بھڑک رہا تھا۔ وہ بار بار مٹھیاں بھینپتا اور پھر جھوم جھوم کر چلنا شروع کر دیتا۔ یہ اس کا آفس تھا جس میں وہ اس انداز میں چل رہا تھا۔ وہ بار بار دانت پیتا۔ ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ پر بھیلی کا مکا بنا کر زور سے مارتا۔

”یہ رہ گئی ہے ہماری اوقات۔ چاروں چیک پوسٹوں پر حملے جاری ہیں۔ بے شمار افراد مارے گئے اور دشمنوں کا پختہ نہیں چل رہا۔ یہ رہ گئی ہے ہماری اوقات۔“..... یکنہت ساؤسٹوم نے غراتے ہوئے لبھے میں کہا۔ اسی لمحے کمرے میں مترجم گھنٹی کی آواز سنائی دینے لگی تو وہ چونک کر آگے بڑھا اور میز کے ساتھ موجود اپنی دیوبیکل کرسی پر اکٹ کر بیٹھ گیا۔

”لیں۔ کم ان“..... ساؤنوم نے دھاڑتے ہوئے بجھ میں کہا تو دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا اور ساؤنوم کے سامنے جھک گیا۔

”کیا رپورٹ ہے جیگر۔ حق بتاؤ“..... ساؤنوم نے اسی طرح دھاڑتے ہوئے بجھ میں کہا۔

”چیف۔ چاروں چیک پوسٹوں پر خون کی ہولی کھیلی گئی ہے اور آخری چوتھی چیک پوسٹ پر قتل عام کیا گیا ہے۔ ہمارے آدمی پھست پر، برآمدے میں، راہداری میں اور کمرے میں مکھیوں کی طرح مارے گئے ہیں۔ گھاث کی طرف موجود چھو افراد کو میرانلوں سے اڑا دیا گیا ہے۔ یوں لگتا ہے کہ جیسے قتل کرنے والے کوفری پینڈل گیا ہو“..... جیگر نے سر جھکا کر رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”آخر یہ سب کیسے ہوا ہے۔ پیش و سے خالی لیکن ہمارے آدمی ہر چیک پوسٹ پر مرتبے چلے جاوے ہیں۔ ہمارے آدمیوں کا اسلوچنی بے کار رہا ہے اور تمام حفاظتی انتظامات بھی۔ یوں لگتا ہے کہ جیسے انہیں ہلاک کرنے والے جن بھوت ہوں۔ انسان نہ ہوں“..... ساؤنوم نے ایک بار پھر حلق کے بل چھکتے ہوئے کہا۔

”چیف۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ اچانک ایک آدمی اوپر آیا اور پھر اس نے بے دریغ فائزگ شروع کر دی۔ ہمارے آدمیوں کی بھی کافی تعداد تھی لیکن چونکہ وہ پہلے سے ذاتی طور پر تیار نہیں تھے اس لئے ان کے نشانے درست نہیں رہ سکے اور یہ سب ہلاک۔

ہو گئے۔ ہیلی کا پڑ میں مشین گن تک نہیں تھی اور اس آدمی نے ہیلی کا پڑ پر فائر کھول دیا اس لئے میں قورا اطلاع دینے یہاں آگئا۔ اب جب ہم واپس گئے تو وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے اسے سندھنگی گیا ہے یا زمین کھا گئی ہے۔۔۔ جیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے انہیں وہاں ملاش کیا“..... ساؤنوم نے چیخ کر کہا۔ ”لیں چیف۔ لیکن ارد گرد پورے سندھر میں اور پیش و سے میں کہیں بھی کوئی آدمی، کوئی بوٹ، کوئی ہیلی کا پڑ کچھ بھی نہیں ہے۔“ جیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ میں نے زندگی میں سب سے بڑی غلطی کی کہ اس لارڈ ایسٹر کی بات مان لی اور اب مجھے اپنے آدمیوں کی موت کا کفارہ دینا ہو گا۔ میں اس العیاس کو ہلاک کرا دیتا ہوں“..... ساؤنوم نے بیوڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”میں خود وہاں جاؤں گا۔ وہاں جہاں ان کے ڈاکٹر ہیں لیکن نہیں۔ یہ میری بے عزتی ہے۔ ساؤنوم کی بے عزتی کے ساؤنوم چل کر ان کے پاس جائے۔ اسے سہیں بلانا چاہئے“..... ساؤنوم نے خود ہی اپنی بات کی تردید کی اور اس کے ساتھ ہی وہ دوبارہ کرتی پر پیٹھ گیا۔

”تم جاؤ جیگر اور گراڑ کو بھیجو میرے پاس۔ فوراً۔ جلدی۔

فوراً۔ ساؤثوم نے بچ کر کہا۔
”لیں چیف۔ حکم کی تعییل ہو گی چیف۔“ جیگر نے ایسے لمحے میں کہا جیسے اس کی جان بچ گئی ہو اور وہ اس پر دل ہی دل میں خوش ہو رہا ہو۔ دوسرا لمحہ وہ تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

”ہونہہ۔ ایک آدمی ہر جگہ۔ ایک آدمی اور سب کچھ ملیا میٹ۔ سب لوگ ہلاک اور دوسری طرف صرف ایک آدمی۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ ایک آدمی کون تھا؟“ ساؤثوم نے اوپنی آواز میں بڑھاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ایک بار پھر مترجم گھنٹی کی آواز کمرے میں سنائی دی۔

”لیں۔ کم ان۔“ ساؤثوم نے اوپنی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور پہماری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا اور ساؤثوم کے سامنے روکوں کے میں جھک کر کھڑا ہو گیا۔

”گراڈ حاضر ہے چیف۔“ آنے والے نے انتہائی مودبادہ لمحے میں کہا اور سیدھا کھڑا ہو گیا۔

”تم نے سنا ہے گراڈ کہ ہماری چیک پوسٹوں پر کیا ہوا ہے؟“ ساؤثوم نے حلق کے میں پیختہ ہوئے کہا۔

”لیں چیف۔ ہمارے تمام آدمیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔“ گراڈ نے دوبارہ روکوں کے میں جھکتے ہوئے کہا۔

”پہلے میں نے فیصلہ کیا تھا کہ اس کے جواب میں العباس کو

ہلاک کر دیا جائے لیکن اب میں نے اپنا فیصلہ بدل دیا۔“ اب میں ان پاکیشائی ایجنسیوں کا خاتمه کروں گا اور سنو۔ تم نے پورے جزیرے کے حفاظتی اقدامات کو کنٹرول کرنا ہے۔ کوئی اجنبی آدمی یا محورت جزیرے پر کسی بھی طرف سے کسی بھی انداز میں داخل نہ ہو سکے۔ جو داخل ہونا چاہئے اسے بے دریغ ہلاک کر دو۔ حملہ آور ایک ہو یا دس۔ کسی کو بچ کر نہیں جانا چاہئے ورنہ تم اور تمہارا پورا سیکشن موت کے گھاث اتار دیا جائے گا۔“ ساؤثوم نے حلق کے بل بچ کر یوں لمحے ہوئے کہا۔

”وہ حکم کی تعییل ہو گی چیف۔“ گراڈ نے ایک بار پھر روکوں کے میں جھکتے ہوئے انتہائی مودبادہ لمحے میں کہا اور ہڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

”ہر کوئی کہتا ہے کہ حکم کی تعییل ہو گی لیکن تعییل ہوتی نہیں ہے۔“ ساؤثوم نے بڑھاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بچھی تو ساؤثوم نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیں۔“ ساؤثوم نے حلق کے میں پیختہ ہوئے کہا۔
”پی کاک کے چیف بس لارڈ ایسٹر سے بات کریں چیف۔“ دوسری طرف سے مودبادہ لمحے میں کہا گیا۔

”ہیلو۔ ساؤثوم بول رہا ہوں۔“ ساؤثوم نے اوپنی آواز اور قدرے درشت لمحے میں کہا۔

”لارڈ ایسٹر بول رہا ہوں۔ مجھے روپورش مل رہی ہیں کہ تمہاری

تمام چیک پوش تباہ کر دی گئی ہیں اور وہاں موجود تمام آدمیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔..... لارڈ ایسٹر نے کہا۔
”تمہیں کس نے یہ رپورٹ دی ہے؟..... ساؤنوم نے غرائے ہوئے لمحے میں کہا۔

”میں ایک بین الاقوای تنظیم کا سربراہ ہوں۔ مجھے پوری دنیا سے رپورٹ ملتی رہتی ہیں۔ تم بتاؤ کہ رپورٹ غلط ہے یا درست؟“
لارڈ ایسٹر نے بھی سخت لمحے میں کہا۔

”ہاں۔ درست ہے۔ لیکن یہ لوگ جزیرے پر نہیں پہنچ سکتے۔ یہ بات نوٹ کر لیں،“..... ساؤنوم نے تیز لمحے میں کہا۔

”سنو ساؤنوم۔ میں تمہیں اس کی وجہ بتاتا ہوں۔ حملہ آور انتہائی تجربہ کار اور تربیت یافتہ ایجنسٹ ہیں۔ ان کا ایک آدمی تمہارے ساتھیوں کو پورٹو بھجوادیا۔ وہاں ان کا زبردست مقابلہ ہوا اور حملہ آور پورٹو سے فرار ہوا کیا ریما چلے گئے۔ اس طرح ان کی آڑھی اکیلے آدمی نے حملہ کیا ہے اور کہیں ایک مرد اور ایک عورت نے اور تمہارے آدمی ان کے ہاتھوں کیڑے مکوڑوں کی طرح مارے گئے ہیں۔“..... لارڈ ایسٹر نے اوپری آواز اور سرد لمحے میں کہا۔

”ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ پھر کیا میں تمہارا آدمی تمہیں واپس کر دوں۔ یہلو۔ کیا کہتے ہو؟..... ساؤنوم نے غصیلے لمحے میں کہا۔

”میں نے یہ تو نہیں کہا۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہاری ان چیک

پوشوں کی ثبت تھمارے جزیرے کے انتظامات زیادہ اچھے ہوں گے اور یہاں تمہارے تجربہ کار اور اچھی صلاحیتوں کے مالک لوگ موجود ہیں لیکن ان کو ایک تجربہ کار لیڈر کی ضرورت ہے اور وہ لیڈر ہیں تمہیں مہیا کر سکتا ہوں۔ اپنی تنظیم کی سپر ایجنسٹ“..... لارڈ ایسٹر نے کہا۔

”کی کا مطلب ہے کہ وہ کوئی عورت ہے؟..... ساؤنوم نے چونک کر کہا۔

”ہاں۔ حملہ آوروں کی ایک اور پارٹی بھی تھی جس کی تعداد تین تھی۔ وہ لوگ پہلے سے یہاں موجود حملہ آوروں کے ساتھی تھے اور اگر وہ عمل کر مختلف سمتوں سے ہیک وقت حملہ کر دیتے تو تمہیں بڑی مشکل پیش آ سکتی تھی اس لئے میں نے اس سپر ایجنسٹ اور اس کے ساتھیوں کو پورٹو بھجوادیا۔ وہاں ان کا زبردست مقابلہ ہوا اور حملہ آور پورٹو سے فرار ہوا کیا ریما چلے گئے۔ اس طرح ان کی آڑھی ظاقت ختم ہو گئی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اب اسے تمہارے پاس بھجوادوں۔ تم اسے جزیرے کی کمائندرا اسچارج ہنا دو۔ پھر وہ خود ہی سب کچھ سنچال لے گی۔“..... لارڈ ایسٹر نے کہا۔

”کون ہے وہ۔ کیا نام ہے اس کا اور کس شہر کی رہنے والی ہے؟..... ساؤنوم نے کہا۔

”اس کا نام ہائسکی ہے اور وہ ایکر بیمن نژاد ہے۔ وہ حملہ آوروں سے زیادہ تجربہ کار اور تربیت یافتہ ہے۔“..... لارڈ ایسٹر نے جواب کہا۔

دیتے ہوئے کہا۔

”کہاں ہے وہ اس وقت“..... ساؤنوم نے پوچھا۔

”وہ پورٹو میں ہے“..... لارڈ ایسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”میرا آدمی ہیلی کاپٹر لے کر پورٹو پہنچ جاتا ہے۔ آپ اسے کہہ
دیں کہ وہ میرے آدمی کے ساتھ آ جائے۔ میں اسے یہاں سیکورٹی
انچارج بنا دوں گا“..... ساؤنوم نے رضامند ہوتے ہوئے کہا۔
اسے بھی دراصل ان حالات میں ایک فیکٹی ختم کا سیما رچا ہے تھا
جو اسے لارڈ ایسٹر اور ہائیکی کی صورت میں مل گیا تھا اس لئے وہ نہ
چاہتے ہوئے بھی ہائیکی کی آمد پر رضامند ہو گیا تھا۔

”اپنا ہیلی کاپٹر پورٹو کے لانگ ایریا میں بھجا دو۔ لانگ ایریا
میں ہیلی کاپٹر آسانی سے اثر جائے گا۔ ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کا کیا
نام ہوگا“..... لارڈ ایسٹر نے پوچھا۔

”جیکر پائلٹ ہے ہیلی کاپٹر کا“..... ساؤنوم نے کہا۔

”ہماری پر ایجنت کا نام ہائیکی ہے۔ بس یہی کوڈ رہے گا۔ ہیلی
کاپٹر کتنی دیر میں لانگ ایریا میں یا پورٹو پہنچ جائے گا“..... لارڈ
ایسٹر نے کہا۔

”وہ گھٹے بعد۔ اور ہاں۔ ہمارے ہیلی کاپٹر کا گھرا زرد رنگ ہو
گا“..... ساؤنوم نے کہا۔

”ٹیک ہے۔ بھیج دو اسے“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور
اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ساؤنوم نے کریٹل دبایا اور ٹون

آنے پر اس نے ایک نمبر پر لیں گردیا۔

”جیگر سے کہو کہ مجھ سے فوری بات کرنے“..... ساؤنوم نے کہا
اور رسپور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ساؤنوم نے
انٹھ پڑھا کر رسپور اٹھا لیا۔

”لیں“..... ساؤنوم نے اپنے مخصوص لمحے میں کہا۔

”جیگر حاضر ہے چیف“..... دوسری طرف سے جیگر کی مواد باند
آواز سنائی دی۔

”جیگر۔ ہیلی کاپٹر لے کر پورٹو کے لانگ ایریا میں چلے جاؤ۔
نور۔ وہاں ایک عورت ہے جس کا نام ہائیکی ہے۔ تم نے اسے اپنا
نام بتانا ہے اور اس نے تمہیں اپنا نام بتانا ہے۔ تم اسے لے کر فوراً
جنپے پر آؤ گے اور اسے ہیلی کاپٹر سے اتنا کہ میرے آفس لے
اؤ گے“..... ساؤنوم نے تحکمانہ لمحے میں کہا۔

”لیں چیف“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اور سنو۔ وہ پی کاک کی پر ایجنت ہے اور یہاں وہ تمہاری
اور تمام سیکورٹی کی انچارج بننے آ رہی ہے اس لئے اس کی عزت
کرنا تم پر لازمی ہے“..... ساؤنوم نے ایک بار پھر اسے ہدایت
کرتے ہوئے کہا۔

”لیں چیف۔ حکم کی تعییل ہو گی“..... دوسری طرف سے جیگر
نے انہیلی مواد باند لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو ساؤنوم نے
رسپور رکھ دیا۔ پھر اچانک ایک خیال کے آتے ہی اس نے رسپور

الٹھایا اور سیکے بعد دیگرے کئی نمبر پر لیں کر دیئے۔

”لیں۔ ماسٹر یوں رہا ہوں چیف“..... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

”کوئی حملہ آور نظر آیا ہے یا نہیں“..... ساؤنوم نے پوچھا۔ ”تو چیف۔ اور دور تک کوئی اجنبی نظر نہیں آ رہا۔ ہم مسلسل جزیرے کے چاروں طرف اور خصوصاً پیش و بے کو چیک کر رہے ہیں“..... ماسٹر نے جواب دیا۔

”تو سنو۔ جیگر اپنے ساتھ ہیلی کاپڑ میں ایک پر اینجنت ہائسکی کو پورٹو سے لا رہا ہے میرے حکم پر۔ اسے روکنا نہیں“..... ساؤنوم نے کہا۔

”میں چیف۔ حکم کی تعییل ہو گی چیف“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو ساؤنوم نے رسیور رکھ دیا۔

شونیر اور جولیا دونوں کے چہروں پر گھری سنجیدگی طاری تھی کیونکہ اب وہ اپنے اصل مشن کی طرف جا رہے تھے۔ اب تک جو کچھ ہوا تھا وہ صرف مشن کا راستہ صاف کرنے کے برادر تھا لیکن اس مشن کے پارے میں انہیں معلوم تھا کہ وہ انتہائی سخت ثابت ہو گا۔ ظاہر ہے جزیرے پر ان کے بے شمار مسلح افراد اور بہت زیادہ حفاظتی انتظامات ہوں گے اور یقیناً انہیں چیک پوسٹوں پر ہونے والے قتل عام کے پارے میں علم ہو گیا ہو گا اس لئے وہ ہر طرح سے چوکنا اور ہوشیار ہوں گے۔

”العباس صاحب کو یہاں سے نکال کر ہم نے کہاں پہنچانا ہو گا۔ کیا انہیں اپنے ساتھ پاکیشا لے جائیں گے“..... خاموش بیٹھی ہوئی جولیا نے کہا تو شونیر بے اختیار چونک پڑا۔

”نہیں۔ اتنی دور ہم انہیں ساتھ نہیں لے جاسکتے۔ پی کاک کی

گڈبائی۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو تنویر نے بیل فون آف کیا اور اسے واپس اپنے کوٹ کی اندر ولی جیب میں ڈال لیا۔

”کیا کہا ہے چیف نے“۔۔۔ جولیا نے پوچھا تو تنویر نے مختصر طور پر بتا دیا۔

”چلو یہ تو معاملہ نزدیک ہی نہ کجھ جائے گا“۔۔۔ جولیا نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”سر۔ اب جزیرہ قریب آ رہا ہے“۔۔۔ خاموش بیٹھے ہوئے روشنونے اچانک کہا۔

”تم ہمیں کہاں ڈرالپ کرو گے“۔۔۔ تنویر نے پوچھا۔

”میں آپ کو جزیرے کی سائیڈ پر اتار دوں گا اور خود واپس چلا جاؤں گا“۔۔۔ روشنونے کہا تو تنویر بے اختیار چونک پڑا۔

”واپس چلے جاؤ گے۔ کیوں۔ پھر ہم کیسے واپس جائیں گے۔“ تنویر نے کہا۔

”جناب مجھے صرف آپ کو یہاں پہنچانے کے لئے ہاڑ کیا گیا ہے۔ واپسی کا میرے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں ہے اور نہ ہی میں وہاں رک سکتا ہوں کیونکہ اگر انہوں نے مجھے چیک گر لیا تو پھر میرے جسم کے سینکڑوں نکڑے کر دیے جائیں گے۔ وہاں کی ہیلی کا پڑنا موجود ہوں گے آپ کسی ہیلی کا پڑ کو حاصل کر کے یہاں سے نکل سکتے ہیں“۔۔۔ روشنونے کہا۔

”یہ درست کہہ رہا ہے تنویر۔ ویسے بھی ہمیں علم نہیں کہ ہمیں وہاں کتنا وقت لگے گا اور ہماری واپسی کس انداز میں ہو گی اس لئے اسے واپس جانے دو۔ ہمارے لئے انشاء اللہ کوئی نہ کوئی ذریعہ سامنے آجائے گا“۔۔۔ جولیا نے کہا۔

”اوکے۔ تم کہہ رہی ہو تو ٹھیک ہے“۔۔۔ تنویر نے جولیا کی بات مانتے ہوئے کہا تو جولیا کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا جبکہ تنویر زیر ب مسکرا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک جھٹکے سے ڈبل بوٹ نسلوں سے نکل کر سمندر میں اتر گئی تو اس کی رفتار یکخت بے حد تیز ہو گئی۔ اب دور سے جزیرہ نظر آنے لگ گیا تھا اور بوٹ آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی اور ساتھ ہی جزیرہ بڑا ہوتا نظر آ رہا تھا۔ جزیرے پر درختوں کی خاصی تعداد تھی اس لئے سوائے درختوں اور جھاڑیوں کے اور کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔

”چیک پوسٹ تو ہمیں چیک نہیں کر لیں گی۔ ایسا نہ ہو کہ میزائل فائر کر دیا جائے“۔۔۔ تنویر نے کہا۔

”نہیں جناب۔ اس طرف کوئی نہیں آتا۔ اسے کنگ ایریا کہا جاتا ہے۔ یہاں صرف وہ بوٹ آتی جاتی ہیں جو ساڑھوم کے لئے خصوصی مال لے کر جاتی ہیں“۔۔۔ روشنونے جواب دیتے ہوئے کہا تو تنویر اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیے۔ تھوڑی دیر بعد بوٹ جزیرے کے ساتھ جا کر لگ گئی تو تنویر جو کہن سے اسلیے کے بڑے تھیلے میں موجود باقی اسلحہ بھی اپنی پشت پر موجود بیگ میں

ڈال پکا تھا۔ وہ گشتی سے نکل کر جزیرے پر پہنچ گیا۔ اس کے پیچے جولیا بھی بوٹ کے خصوصی راستے سے نکل کر جزیرے پر پہنچ گئی تو گشتی تیزی سے گھومی اور پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ واپس جا کر ان کی نظروں سے غائب ہو گئی۔ تنویر جھاڑیوں میں سے ہوتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا جبکہ جولیا اس کے پیچے اس طرح آگے بڑھ رہی تھی جیسے وہ یہاں اکیلی موجود ہو۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ جھاڑیوں کے اختتام پر پہنچ گئے۔ یہاں درختوں کی تعداد بھی پہلے سے کم تھی۔ سماں نے ایک وسیع اور کھلا میدان نظر آ رہا تھا جس کے آخر میں انہیں فضیل نما اوپنجی دیوار نظر آ رہی تھی جو جزیرے کی ایک سمت سے دوسری سمت تک چلی گئی تھی۔ اس دیوار پر الیکٹریک ٹار بھی موجود تھے۔ درمیان میں چھاڑی سائز کا فولاڈی گیٹ تھا جو بند تھا۔ جزیرے کے چاروں کونوں میں اوپنجی مچانوں پر چیک پوسٹ تھیں جن پر خاصی مشینری نظر آ رہی تھی۔ یہاں دیوار تک تقریباً کھلا میدان تھا اور یقیناً یہ سارا میدان چیک پوسٹوں کی نظروں میں ہو گا۔

”ہمیں پہلے ان چیک پوسٹوں کا خاتمہ کرنا ہو گا“..... جولیا نے کہا۔

”لیکن پھر یہ سب ہوشیار ہو جائیں گے اس لئے اس کا حل یہی ہے کہ دیوار کے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائز کی جائے اور ان دو چیک پوسٹوں کو جو دیوار سے باہر جزیرے کے کونوں پر

ہیں انہیں راکٹ فائر کر کے اڑا دیا جائے“..... تنویر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ یہ پلانگ کامیاب رہے گی لیکن ہمیں یہ دونوں کام ہیک وقت کرنے ہوں گے“..... جولیا نے کہا۔

”یہ لوراک میزاں گن۔ ایک کونے کی چیک پوسٹ کو تم تاہ کرو گی جبکہ دوسری کو میں کروں گا۔ اس کے بعد اندر گیس فائز کریں گے“..... تنویر نے اپنی پشت پر موجود تھیلے میں سے راکٹ میزاں گنیں جو خصوصی طور پر جھوٹے سائز میں بنی ہوئی تھیں نکال کر ایک گن جولیا کے ہاتھ میں دے دی جبکہ دوسری گن اس نے خود رکھ لی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بیگ سے بے ہوش کرنے والی گیس کا پھٹل نکال کر اسے جیب میں ڈال لیا۔

”اوکے۔ فائز کرنے سے پہلے فائز کی آواز دے دینا“..... تنویر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے کی مخالف سمت میں چل پڑے۔ جولیا بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھ رہی تھی تاکہ وہ فائز کرنے سے پہلے ہی چیلنگ کی زد میں نہ آجائے اور وہ اس سے پہلے ہی اس پر فائز کھول دیں۔ تھوڑا سا آگے جاتے ہی وہ ایک بار تو ٹھٹھک کر رک گئی کیونکہ اب درختوں کے پتوں کے درمیان چیک پوسٹ کی جھلک نظر آئے لگ گئی تھی اور اب یہاں سے آگے بڑھنے پر اسے بھی چیک کیا جا سکتا تھا لیکن دوسرے لمحے اسے خیال آیا کہ لازماً چیک پوسٹ والے سائیڈوں پر نظریں جمائے ہوئے ہوں گے۔ وہ یہ تو سوچ بھی نہیں

سکتے تھے کہ کوئی اس پیش دے سے چینگ کے باوجود جزیرے پر چینچ بھی سکتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ زمین پر لیٹ کر جھاڑیوں میں کراٹنگ کرتی ہوئی آگے بڑھتے لگی۔ اس کی کوشش تھی کہ جھاڑیاں کم سے کم حرکت کریں تاکہ کوئی خصوصی طور پر جھاڑیوں کی حرکت محسوس کر کے متوجہ نہ ہو جائے۔ پھر وہ اس جگہ پر پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئی جہاں سے نہ صرف چینگ پوسٹ واضح طور پر نظر آ رہی تھی بلکہ وہ راکٹ میزاں گن کی ریٹنگ میں بھی تھی۔ وہاں لفظ دحرکت بھی نظر آ رہی تھی۔ ابھی ایئر کرافٹ گنیں اور ہیوی مشین گنیں بھی نظر آ رہی تھیں۔

جو لیا نے راکٹ میزاں گن کو چینگ کر کے اس کارخ بلندی پر موجود چینگ پوسٹ کی طرف کر کے زور سے فائر کا لفظ کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے بکلی کی رفتار سے گن سے یکے بعد دیگرے دو میزاں گن کو چینگ پوسٹ کی طرف بڑھتے اور پھر دونوں ہی یکے بعد دیگرے چینگ پوسٹ سے دو خوفناک دھماکوں سے ٹکرائے اور ہر طرف دھواں سا پھیل گیا۔ یہ سب کچھ اتنی جلدی ہوا اور ایک دوسرے کے بعد ہوا تھا کہ یوں لوگ رہا تھا جیسے چینگ پوسٹوں پر ہونے والے دھماکے اور پھاٹک پر ہونے والے دھماکے اکٹھے ہی ہوئے ہوں۔ چینگ پوسٹ فضا میں بکھر کر نیچے جا گئی تھیں جبکہ فولادی پھاٹک کے پر نیچے اڑ گئے تھے۔

”اب اندر چلو“..... جو لیا نے تیز لمحے میں کہا۔

”ہمیں چند لمحے انتظار تو کرنا ہو گا ورنہ ہم بھی بے ہوش ہو جائیں گے“..... تھویر نے آگے بڑھتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا ان دونوں کے قدموں میں کوئی چیز آ کر گئی اور اس کے ساتھ ہی ان دونوں کے گرد سفید دھواں سا چھا گیا اور پھر ان دونوں کے ذہنوں پر یکخت سیاہ چادری پھیلتی چلی گئی۔

ہاسکی نے جزیرے پر پہنچنے کے بعد سب سے پہلے تو ساڑھوم سے ملاقات کی اور پھر اس کی اجازت سے اس نے دہاں کے یکورٹی انچارج جیگر کے ساتھ پورے جزیرے کا راؤنڈ لگایا اور پھر عمارت کے ایک کمرے میں آ کر بیٹھ گئی۔ یہ کمرہ جیگر کا تھا۔ یہاں ایسی مشینیں موجود تھیں جن کی مدد سے پورے جزیرے کے مختلف حصے دیوار میں نصب سکرینوں پر مسلسل نظر آ رہے تھے۔ سامنے کی دو چیک پوسٹیں بھی اور عقب میں موجود دونوں چیک پوسٹیں بھی علیحدہ علیحدہ سکرینوں پر نظر آ رہی تھیں۔ دوسرے لفظوں میں یہاں بیٹھ کر پورے جزیرے کو چیک کیا جا سکتا تھا۔

”خناختی انتظامات تو خوب ہیں جزیرے کے“..... ہاسکی نے جیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ دونوں دہاں موجود کرسیوں پر بیٹھ پکے

”میڈم۔ میں نے یہاں کوئی انتظامات پر بہت محنت کی ہے۔“

جیگر نے مسرت بھرے لمحے میں کہا۔

”لیکن یہاں بیٹھ کر ہم آنے والوں کو کور کیسے کر سکتے ہیں۔“

اس کے لئے بھی کوئی انتظام ہے۔..... ہاسکی نے پوچھا۔

”لیں میڈم۔ اس عمارت کی بالکونی میں ایک ایسی مشین گن نصب ہے جو ریوالونگ ہے اور اس کی ریچ دیوار کی دوسری طرف بھی ہے اور عقبی طرف بھی۔ دوسرے لفظوں میں اس ایک ٹین دبا کر اور ایک پہیہ گھما کر آپ پورے جزیرے میں جہاں جہاں کھلا علاقہ ہے کسی کو بھی نارکٹ کر کے بلاک کر سکتی ہیں“..... جیگر نے جواب دیا۔

”اور اگر اسے بے ہوش کرنا ہو تب“..... ہاسکی نے کہا۔

”میڈم۔ پھر گولیوں کی بجائے بے ہوش کر دینے والی گیس کے کپسول فائر کرنے والی گن کو حرکت میں لا یا جاتا ہے۔“..... جیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے“..... ہاسکی نے اطمینان بھرے لمحے میں کہا۔

”آپ نے بے ہوش کر دینے والی گیس کے سلسلے میں خاص طور پر کیوں پوچھا ہے۔ یہاں تو آج تک اسے استعمال نہیں کیا گیا۔ ہمیں تو حکم ہے کہ ہر اجنبی کو بلا کسی توقف کے گولی مار دو۔“

جیگر نے کہا۔

”ہو گا۔ لیکن اب تم نے میرا حکم مانا ہے اور جو بھی آئے اسے

بے خوش کرنا ہو گا تاکہ اس کے ساتھیوں کے بارے میں معلومات حاصل کی جاسکیں ورنہ ہم انہیں ہلاک کر کے مطمئن ہو جائیں گے اور ان کا دوسرا گروپ اچانک ہمارے سروں پر چڑھ آئے گا۔“ ہاسکی نے کہا۔

”کیا ان کے دو گروپ ہیں۔ یہاں تو تمام چیک پوسٹوں پر ایک مرد اور ایک عورت کو ہی دیکھا گیا ہے اور یہی دونوں یہاں آئیں گے اور انہیں ہم نے ہلاک کرنا ہے۔“ ۔۔۔ جیگر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”میں پورٹو میں ان کے دوسرے گروپ سے مکرا چکی ہوں۔ اس گروپ میں تین مرد ہیں اور وہ اپنی خوش قسمتی سے میرے پیٹھوں سے نکل گئے۔ پھر میں نے انہیں پورٹو میں بہت تلاش کیا۔ یعنی وہ پورٹو میں موجود نہیں تھے اس لئے میں یہی بحثی ہوں کہ یہ گروپ بھی سماں ٹو姆 آئی لینڈ کی طرف ہی آ رہا ہے۔“ ۔۔۔ ہاسکی نے کہا۔

”آپ کا مطلب ہے کہ دو گروپ علیحدہ علیحدہ یہاں آئیں گے اور وہ علیحدہ علیحدہ کارروائی کریں گے۔“ ۔۔۔ جیگر نے کہا۔

”اکٹھے بھی ہو سکتے ہیں اور علیحدہ علیحدہ بھی۔ بہر حال یہ بات طے ہے کہ ان کا آپس میں لازماً رابطہ ہو گا اس لئے اگر ہم ایک گروپ کو ہلاک کر دیں تو پھر ہم دوسرے گروپ کو تلاش نہ کر سکیں گے۔“ ۔۔۔ ہاسکی نے کہا۔

”آپ درست کہہ رہی ہیں میڈم۔ آپ واقعی ذہین ہیں۔ تجربہ کار ہیں۔ ایسی باتیں تو میرے ذہن میں آئی ہی نہیں۔“ ۔۔۔ جیگر نے قدرے خوشامدانہ لمحے میں کہا۔

”یہ لوگ بھی بے حد تجربہ کار ہیں اس لئے ہمیں بھی بہت کچھ سوچ سمجھ کر اقدامات کرنے ہیں۔“ ۔۔۔ ہاسکی نے کہا۔

”لیں میڈم۔ آپ جو ساتھ ہیں اب وہ ہمارا کچھ نہیں بگاؤ سکیں سکھے۔“ ۔۔۔ جیگر نے بدستور خوشامدانہ لمحے میں کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ہاسکی کا تعلق بین الاقوامی تنظیم پی کاک سے ہے اور سماں ٹو姆 بھی اس تنظیم سے ڈرتا ہے۔

”یہ چار سکریٹیں آف کیوں ہیں۔“ ۔۔۔ اچانک ہاسکی نے پوچھا کیونکہ سامنے دیوار پر نصب چار چھوٹی سکریٹیں آف ٹھیس۔

”میں انہیں آن کر دیتا ہوں۔ یہ چاروں چھان چیک پوسٹوں کو چیک کرتی ہیں۔“ ۔۔۔ جیگر نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر سامنے موجود مستقайл شکل کی میشین کے چھڑ بٹن آن کر دیئے تو چاروں سکریٹیں جھما کوں سے روشن ہو گئیں۔ پہلے تو ان پر آڑھی ترچھی لکیزیں سی دوڑتی نظر آئیں پھر جھما کوں سے ان پر ایئر چیک پوسٹوں کے مناظر نظر آنے لگے۔ دو چیک پوسٹیں سامنے کی طرف ٹھیس اور دو چیک پوسٹیں عقبی طرف ٹھیس۔

”یہ چیک پوسٹیں سب سے زیادہ قیمتی ہیں۔ یہ بیرونی رقبے میں ایک چیزوں کو بھی حرکت کرتی چیک کر سکتی ہیں۔“ ۔۔۔ جیگر نے

کہا۔

380

”اب ہمیں انتظار کرنا پڑے گا۔ تم شراب لے آؤ۔“..... ہاسکی نے کہا۔

”لیں میڈم۔“..... جیگر نے کہا اور انھوں کر عقبی طرف موجود ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھوئی۔ اس میں سے شراب کی ایک بوتل اور پنچی دراز میں موجود گلاسوں میں سے دو گلاس اٹھائے اور پھر بوتل اور گلاس اس نے سایہ ٹیبل پر رکھ دیے۔ الماری کے پڑ بند کر کے واپس آ کر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے بوتل کھوئی اور پھر دونوں گلاسوں میں شراب ڈال کر اس نے بوتل کا ڈھکن بند کیا اور ایک گلاس اٹھا کر ہاسکی کے سامنے رکھ دیا۔

”تھینک میڈم۔“..... جیگر نے کہا۔

”تھینکس۔“..... ہاسکی نے کہا اور گلاس اٹھا کر اس نے گھونٹ لیا اور پھر گلاس واپس میز پر رکھ دیا۔

”جیگر۔ ابھی اگر تمہیں اطلاع ملے کہ دو آدمی فرنٹ پر نظر آ رہے ہیں تو تم انہیں کس طرح بے ہوش کرو گے۔“..... ہاسکی نے کہا۔

”وہ جیسے ہی سکرین پر نظر آئیں گے میں اس چھوٹے پہیے کو اپنی کلاں گھماوں گا تو ریز انہیں خود بخود نارگٹ کریں گی اور نارگٹ ہوتے ہی یہ بٹن پر لیں کر دوں گا تو بے ہوش کر دیئے والی جیگر نے تیزی سے مشین کے چند بٹن کیے بعد دیگرے پر لیں کئے

381

ریز ان کے قریب گر کر پھیں گی اور وہ بے ہوش ہو جائیں گے۔..... جیگر نے کہا۔

”اور اگر انہوں نے پہلے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی۔ میرا مطلب ہے کہ دیوار کی دوسری طرف سے اندر۔“..... ہاسکی نے کہا تو جیگر مسکرا دیا۔

”میڈم۔“..... چیف نے اس کے لئے ایکریمیا سے خصوصی مشینری منگولوائی ہے جو چوبیں گھنٹے آن رہتی ہے اس لئے یہاں کسی قسم کی گیس اثر انداز نہیں ہو سکتی۔ اس مشینری سے ایسی ریز لٹک کر پوری عمارت میں پھیل جاتی ہیں کہ بے ہوش کر دینے والی گیس کو فوراً بے اثر کر دیتی ہیں۔“..... جیگر نے کہا۔

”گڑ۔ یہ ہوا نا کام۔ ویری گڑ۔“..... ہاسکی نے کہا اور پھر وہ شراب پینے کے ساتھ ساتھ باتیں کرنے میں مصروف تھے کہ کمرے میں تیز سیٹی کی آواز گونج آٹھی اور وہ دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔ اسی لمحے انہیں ایک سکرین پر ایک چیک پوسٹ فضا میں بکھرتی نظر آئی اور چند لمحوں بعد دوسری فرنٹ چیک پوسٹ کا بھی یہی حشر ہوا تو جیگر بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

”ویری پید۔ انہیں مرنा ہو گا۔ جو بھی ہیں انہیں مرنा ہو گا۔“..... جیگر نے ہدیاں انداز میں پیختے ہوئے کہا۔

”انہیں نارگٹ کرو۔ یہ کون ہیں۔“..... ہاسکی نے پیخت کر کہا تو جیگر نے تیزی سے مشین کے چند بٹن کیے بعد دیگرے پر لیں کئے

اور پھر ایک بڑا بٹن پر لیس کر دیا تو سکرین پر ایک مرد اور ایک عورت نظر آنے لگے۔ مرد کے ایک ہاتھ میں راکٹ میزائل گن تھی اور دوسرے ہاتھ میں بے ہوش کردینے والی گیس کا پسلل تھا جبکہ عورت کے ہاتھ میں صرف راکٹ میزائل گن تھی۔ اس مرد نے گیس پسلل اور پر کیا اور پھر اس پسلل سے کپسول نکل کر عمارت کے اندر گرتے نظر آئے۔ اسی لمحے خوفناک دھماکوں کے ساتھ ہی دیوار میں نصب چالک اڑ گیا۔ سکرین پر اس جوڑے کے گرد سرخ دائرہ نظر آتے لگ گیا تھا۔

”انہیں بے ہوش کر دو۔ جلدی۔ فوراً“..... ہاسکی نے یک لفٹ پیش کیا تھا۔

”انہیں ہلاک کرنا ہو گا“..... جیگر نے کہا۔

”میں کہہ رہی ہوں بے ہوش کرو ورنہ تمہاری شکایت ساؤٹوم کو کروں گی“..... ہاسکی نے چیخ کر کہا۔

”اوہ۔ اچھا۔ اچھا۔ ٹھیک ہے“..... جیگر نے اس انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا جیسے ساؤٹوم کا نام سن کر وہ ہوش میں آ گیا ہو۔ پھر اس نے ایک بٹن کو تیزی سے دو بار پر لیں کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی دو کپسول اڑتے ہوئے سکرین پر نظر آئے اور دونوں کپسول سرخ دائرے کے اندر نظر آنے والے جوڑے کے پیروں میں گرے اور اس کے گرد سفید رنگ کا دھواں پھیلتا چلا گیا اور جب دھواں چھٹا تو وہ دونوں ٹیڑے ہی میز ہے انداز میں زمین پر بے حس و

حرکت پڑے ہوئے تھے۔

”انہوں نے جو گیس فائز کی ہے اس کا واقعی اثر نہیں ہوا“۔

ہاسکی نے قدرے اطمینان بھرے لمحے میں کہا۔

”لیں میڈم۔ میں نے پہلے تفصیل بتائی ہے“..... جیگر نے کہا۔

”اوے۔ پھر ان دونوں کو وہاں سے اٹھا کر یہاں لے آؤ“۔

ہاسکی نے کہا اور جیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے سائیڈ ٹھیکل پر پڑے فون کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ فون کی تیز گھنٹی نجاح اٹھی تو جیگر نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیں۔ جیگر بول رہا ہوں۔ سیکورٹی ونگ سے“..... جیگر نے کہا۔

”چیف سے پات کرو“..... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”چیف۔ میں آپ کا خادم جیگر عرض کر رہا ہوں“..... جیگر نے انہیں خود باندھ لمحے میں کہا۔

”یہ کیا ہو رہا ہے جزیرے پر چیک پوسٹس کس نے تباہ کی ہیں“..... دوسری طرف سے ساؤٹوم کی دھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”چیف۔ ایک مرد اور ایک عورت ٹارگٹ میں آئے ہیں۔ انہوں نے اندر بے ہوش کر دیئے والی گیس فائز کی۔ چھالک پر راکٹ میزائل مار کر اسے تباہ کر دیا اور دونوں فرشت چیک پوسٹس

384

بھی تباہ کر دیں۔ میں نے انہیں ثارگٹ کر کے بے ہوش کر دیا ہے۔..... جیگر نے انتہائی مودبانہ لمحے میں کہا۔

”تم نے ان کے ٹکڑے کیوں نہیں کئے۔ بولو۔ جواب دو۔“ ساڑھوم نے چیخ کر کہا۔

”میڈم کا حکم تھا کہ انہیں بے ہوش کیا جائے۔ میڈم ہاسکی کا جناب۔“..... جیگر نے ہاسکی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا۔ کہاں ہے ہاسکی۔ کیا تمہارے پاس ہے۔“..... اس بار دوسری طرف سے قدرتے نرم لمحے میں کہا گیا۔

”لیں چیف۔ یہ بیجے بات سمجھئے۔“..... جیگر نے کہا اور رسیور پاس پہنچی ہوئی میڈم ہاسکی کی طرف بڑھا دیا۔

”لیں۔ ہاسکی بول رہی ہوں۔“..... ہاسکی نے کہا۔

”تم نے ان حملہ آوروں کو بے ہوش کیوں کرایا ہے۔ یہ وہی بیش جنہوں نے میری چار چیک پوسٹوں پر قتل عام کیا ہے۔ ان کے تو یمنکڑوں ٹکڑے کر دینے چاہیں تھے۔“..... ساڑھوم نے قدرتے غصیلے لمحے میں کہا۔

”ان کا ایک اور گروپ بھی کام کر رہا ہے جس سے میرا ٹکڑا پورٹو میں ہوا تھا۔ وہ گروپ تین مردوں پر مشتمل ہے۔ پھر یہ گروپ پورٹو سے غائب ہو گیا۔ لازماً وہ یہاں پہنچے گا اور ان دونوں گروپوں کا آپس میں یقیناً رابطہ ہوگا اس لئے انہیں بے ہوش کیا گیا ہے تاکہ انہیں رسیوں میں جکڑ کر ان سے دوسرے گروپ کے پارے

385

میں معلومات حاصل کی جائیں۔“..... ہاسکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن خیال رکھنا کہ یہ انتہائی خطرناک ہیں۔“ ساڑھوم نے کہا۔

”میں ان سے بھی زیادہ خطرناک ہوں۔ آپ بے فکر رہیں۔“ ہاسکی نے فخریہ لمحے میں کہا۔

”اوکے۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ہاسکی نے بھی رسیور رکھ دیا۔

”جیگر۔“..... ہاسکی نے رسیور رکھ کر جیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیں میڈم۔“..... جیگر نے کہا۔

”ان دونوں کو اٹھا کر کہاں رکھو گے تاکہ انہیں ہوش میں لا کر ان سے پوچھ گچھ کی جاسکے۔“..... ہاسکی نے کہا۔

”روم نمبر فور میں۔ ان کے لئے وہاں مکمل انتظامات موجود ہیں۔ میں انہیں وہاں پہنچانے کا کہہ دیتا ہوں۔“..... جیگر نے کہا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے کسی کو ان دونوں کو اٹھا کر روم نمبر فور میں پہنچانے کا کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

”چلو میرے ساتھ۔ کہاں ہے یہ انتظامات۔“..... ہاسکی نے کہا۔

”آئیے میڈم۔“..... جیگر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں ایک راہداری سے گزر کر ایک بڑے ہال نما کمرے میں پہنچ گئے۔ یہاں عقبی دیوار کے ساتھ چھ کرسیاں موجود تھیں جبکہ چار کرسیاں

سامنے کچھ فاصلے پر رکھی گئی تھیں۔
”کہاں ہے وہ بے ہوش جوڑا“..... ہاسکی نے اوہرا دیکھتے ہوئے کہا۔

”ابھی پہنچ جائیں گے۔ آپ تشریف رکھیں“..... جیگر نے کہا
اور ساتھ ہی ان چار کرسیوں کی طرف اشارہ کر دیا تو ہاسکی سر ہلاتی ہوئی درمیانی کری پر بیٹھ گئی۔ چند لمحوں بعد دو آدمی اندر داخل ہوئے۔ ان کے کامنڈھوں پر بے ہوش جوڑا موجود تھا جبکہ اس دوران جیگر نے ایک الماری میں سے رسمیوں کے دو بندل نکالے اور لا کر اس نے ان دونوں آدمیوں کی طرف بڑھا دیئے جو بے ہوش جوڑے کو لا کر کرسیوں پر ڈال چکے تھے۔
”انہیں رسمیوں سے اچھی طرح باندھ دو“..... جیگر نے ان دونوں آدمیوں سے کہا۔

”یہ سر“..... ان میں سے ایک نے کہا اور پھر ان دونوں نے میا تھے باندھ دیا اور پھر ہٹ کر سایہزوں میں کھڑے ہو گئے۔

”میں خود چیک کرتی ہوں“..... ہاسکی نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے باری باری دونوں کی رسیاں اور گاٹھیں چیک کیں تو اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

”اب انہیں ہوش میں لے آؤ“..... ہاسکی نے واپس مزکر ان چاروں کرسیوں کی طرف بڑھتے ہوئے کہا جس میں سے ایک کری

پر وہ پہلے بیٹھی ہوئی تھی اور ایک بار پھر وہ درمیانی کری پر بیٹھ گئی جبکہ جیگر ایک بار پھر اس الماری کی طرف بڑھ گیا جس میں سے اس نے پہلے ری کے بندل نکالے تھے۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں سے ایک بوقلمان اٹھا کر اس نے الماری بند کی اور واپس آ کر اس نے بوقلمان کا ڈھکن ہٹایا اور بوقلمان کا دہانہ پہلے بے ہوش لڑکی کی ناک سے لگا دیا اور پھر چند لمحوں بعد اس نے بوقلمان ہٹا کر دوسرے آدمی کی ناک سے لگا دی اور مزید چند لمحوں بعد اس نے بوقلمان ہٹائی اور اس کا ڈھکن لگا کر اسے اپنی جیب میں ڈال دیا۔ پھر وہ مزکر کر ہاسکی کے ساتھ والی کری پر بیٹھ گیا جبکہ ان دونوں بے ہوش افراد کو لانے والے دونوں افراد اس دوران کمرے سے باہر جا چکے تھے اس لئے کمرے میں اس وقت اس بے ہوش جوڑے کے علاوہ جیگر اور ہاسکی ہی موجود تھے۔

”اگر آپ کہیں تو میں کسی کوڑا بردار کو بلا لوں“..... جیگر نے کہا۔

”دنیہیں۔ یہ لوگ کوڑے مارنے سے راز نہیں اگلا کرتے۔ یہ اس معاملے میں بے حس ہوتے ہیں۔ میں خود ہی ان کی زیان کھلوا لوں گی“..... ہاسکی نے کہا تو جیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ہاسکی اب سامنے کرسیوں پر بے ہوش پڑے دونوں کو غور سے دیکھ رہی تھی۔ ان دونوں کے جسموں میں ابھرنے والی حرکت اب تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی تھی اور ہاسکی سمجھ رہی تھی کہ ان دونوں کو ہوش آ

رہا ہے اور یہ کارروائی چند لمحوں میں مکمل ہو جائے گی اور پھر وہی ہوا۔ چند لمحوں بعد ان دونوں کو ہوش آ گیا اور ان دونوں نے باری باری آنکھیں کھول دیں اور اس کے ساتھ ہی لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھے ہونے کی وجہ سے وہ دونوں صرف کسما کر رہے گئے۔

جو لیا کی آنکھیں کھلیں تو پہلے چند لمحوں تک تو اس کی آنکھوں اور ذہن پر دھنڈسی چھائی رہی۔ پھر یہ دھنڈ صاف ہوئی تو جو لیا نے چوتک کر ادھر ادھر دیکھا اور بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ وہ ایک بڑے کمرے میں کرسی پر ری سے بندھی بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ کرسی پر تنوری بھی رسی سے بندھا بیٹھا تھا۔ وہ ہوش میں نہیں تھا بلکہ ہوش میں آنے کے پرائیس سے گزر رہا تھا۔ سامنے چار کریساں پڑی ہوئی تھیں اور ان میں سے ایک کرسی پر ایک ایک ایکریمین ٹزادہ لڑکی اور دوسرا کرسی پر ایک یورپی ٹزادہ مرد بیٹھا ہوا تھا۔ لڑکی کی نظریں جو لیا پر جمی ہوئی تھیں۔

”کیا نام ہے تمہارا؟“..... سامنے بیٹھی ہوئی لڑکی نے جو لیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میرا نام میری ہے۔ یہ مجھے کیوں ہاندھ رکھا ہے اور تم خود

کون ہو۔۔۔ جولیا نے کہا تو سامنے بیٹھی ہوئی لڑکی بے اختیار نہس پڑی۔

” عمران کی عورت کو ایسا ہی ہونا چاہئے۔ پراعتماد اور باحوصلہ۔۔۔ لڑکی نے کہا۔

” تم کون ہو اور عمران کو کیسے جانتی ہو۔۔۔ جولیا نے چونک کر کہا تو لڑکی طغیرہ انداز میں بیس پڑی۔

” میرا نام ہاسکی ہے اور میں مین الاقوامی تنظیم پی کاک کی سپر ایجنت ہوں۔ تھیں میں نے اس لئے عمران کی عورت کہا ہے کہ عمران کا تعلق یکروٹ سروس سے ہے اور تم غیر ملکی ہو اس لئے تم سکروٹ سروس کی رکن تو نہیں ہو سکتی اور جس انداز میں تم نے عمران کا نام میرے منہ سے سن کر بات کی ہے وہ انداز بتا رہا ہے کہ تم عمران کی عورت ہو۔۔۔ ہاسکی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

” یو شٹ اپ۔ میں عمران کی عورت نہیں ہوں بلکہ عمران میرا استاد ہے۔۔۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

” استاد۔ کس بات کا استاد؟۔۔۔ ہاسکی نے چونک کر کہا۔

” مارشل آرٹس کا۔۔۔ جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

” مارشل آرٹس کا اور عمران استاد۔ وہ احمق اور فضول سا آدمی۔ اسے تو شاید مارشل آرٹس کی الف ب پ بھی نہیں آتی ہوگی اور وہ استاد ہے۔ تم نے مجھے بے دوقوف سمجھو لیا ہے۔۔۔ ہاسکی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

” تو کیا تمہیں مارشل آرٹ میں کوئی اعزاز حاصل ہے؟۔۔۔ جولیا نے کہا۔

” ہاں میں بلیک بیلٹ ڈاؤن ہوں۔۔۔ ہاسکی نے فخریہ لجھ میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

” ہونہے۔ بلیک بیلٹ تو اب گلیوں میں کھیلنے والے بچے بھی حاصل کر لیتے ہیں۔۔۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

” تم کیا ہو۔۔۔ ہاسکی نے قدرے بھرے ہوئے لجھے میں کہا۔ ” میں بگ بیلٹ ہو ولڈر ہوں۔۔۔ جولیا نے کہا تو ہاسکی اس طرح نہس پڑی جیسے جولیا نے کوئی لطیفہ سنادیا ہو۔

” تم نہس کیوں رہی ہو۔۔۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ ” بگ بیلٹ اس وقت دنیا میں صرف دو افراد ہیں اور وہ دونوں باچائی ہیں اور ساری دنیا ان کے بارے میں جانتی ہے۔ تم نے صرف بگ بیلٹ کا نام سن رکھا ہے۔ بہر حال اب تم یہ بتاؤ کہ عمران اور اس کے دو ساتھی کہاں ہیں۔۔۔ ہاسکی نے یکنہت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

” تمہاری ان سے ملاقات ہوئی ہے۔۔۔ جولیا نے کہا۔

” وہ پورٹو میں تھے اور میں نے انہیں ٹریس کر لیا تھا لیکن میرے ان تک پہنچنے سے پہلے ہی وہ پورٹو سے غائب ہو گئے اور میں نے تمہیں اس لئے بھی زندہ رکھا ہے ورنہ جس طرح تم پر بے ہوشی کے کپسول فائر کئے گئے تھے ان کی جگہ گولیاں بھی برسائی جاتے ہوئے کہا۔

سکتی تھیں۔ میرا اب بھی وعدہ ہے کہ اگر تم عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں حقیقی بتاؤ تو میں تمہیں زندہ واپس بھجوں دوں گی ورنہ عبرناک موت تمہارا مقدر بن چکی ہے۔۔۔ ہاسکی نے بڑے جذباتی سے لمحے میں کہا۔

"تم خواہ مخواہ جذباتی ہو رہی ہو۔ ہمیں ان کے بارے میں قطعی پچھے نہیں معلوم"۔ جولیا نے بڑے صاف اور دٹوک لمحے میں کہا۔

"تو پھر تمہیں زندہ رکھنے کا بھی کوئی جواز باقی نہیں رہتا"۔ ہاسکی نے جیب سے مشین پیغام نکالتے ہوئے کہا۔

"میں میری آپ خاموش رہیں۔ مجھے بات کرنے دیں۔ میرا نام مارشل ہے۔ مجھے سے بات کرو"۔۔۔ تنویر نے کہا تو جیگر کی چونکہ اس طرف دیکھنے لگی جیسے پہلی بارے پھر رہی ہو۔

"بس باقیں ختم۔ اب تمہاری چھٹی کا وقت آگیا ہے"۔۔۔ ہاسکی بڑے لمحے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑے مشین پیغام کا رخ جولیا کی طرف کیا ہی تھا کہ یہ لمحہ جیسے چھٹی ہے اس طرح کریں پر بندھا تنویر کری سمیت دو قدم دوڑا پھر کی پہاڑی پرندے کی طرح اڑتا ہوا کری پر بیٹھی ہاسکی سے زور سے ٹکرایا کہ کمرہ ہاسکی کی چیخ کے ساتھ ہی کرسیوں کے لئے سے پیچے گرنے سے گونج اٹھا۔ اسی لمحے جولیا نے بھی تنویر کی اور وہ جیگر پر آگری جو جیب میں ہاتھ ڈالنے کی

کوشش کر رہا تھا۔ جولیا اور تنویر کی کرسیاں چونکہ دھماکے سے نیچے گزی تھیں اس نے ان کی سائیڈیں ٹوٹ گئیں اور سختی سے بندھی ہوئی رسیاں ڈھیلی پڑ گئیں۔

نیچے گرتے ہی تنویر جو پہلو کے بل نیچے گرا تھا، پٹک کر تیزی سے اٹھا اور ٹوٹی ہوئی کرسی رسیاں ڈھیلی ہونے کی وجہ سے نیچے فرش پر چاگری اور تنویر اچھل کر رسیوں سے نکلا ہی تھا کہ یہ لمحہ جیگر نے بھلی کی سی تیزی سے اٹھ کر تنویر کے سینے میں کسی مشتعل ہی نہ میںدھے کی طرح ٹکری ماری اور تنویر جو ابھی پوری طرح سنبل ہی نہ سکا تھا زور دار ٹکر کھا کر اچھلا اور پشت کے بل زمین پر جا گرا تو جیگر نے یہ لمحہ اچھل کر دونوں پیروں سے تنویر کے پیٹ پر ضرب لگانے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ بے اختیار چیختا ہوا اچھل کر زمین پر پہلو کے بل جا گرا کیونکہ تنویر نے اس کے اچھلتے ہی اپنی ایک لات پوری قوت سے گھما کر اس کو ضرب لگا دی تھی اور جیگر چونکہ ہوا میں اٹھا ہوا تھا اس لئے ضرب لگتے ہی وہ جیسے اڑتا ہوا پشت کے بل پوری قوت سے فرش پر جا گرا جبکہ تنویر، جیگر کو ضرب لگا کر تیزی سے اٹھا اور پھر اس سے پہلے کہ جیگر اٹھنے میں کامیاب ہوتا تنویر کی لات اس کی پسلیوں پر پوری قوت سے پڑی اور کئی پسلیاں ٹوٹنے کی آواز کے ساتھ ہی کمرہ جیگر کے ہلق سے نکلنے والی کے سے نیچے گرنے سے گونج اٹھا۔ جیگر ضرب کھا کر درد کی شدت سے پریباک چیخ سے گونج اٹھا۔ جیگر ضرب کھا کر درد کی شدت سے پریباک کی اور وہ جیگر پر آگری جو جیب میں ہاتھ ڈالنے کی

ہوا کیونکہ تورپر نے پہلی کی سی تیزی سے بھک کر اس کی دلوں
ٹانگیں دلوں ہاتھوں میں پکڑیں اور ایک جھلکے سے وہ انہیں اس کے
سر کے پیچے لے گیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ اچھل کر اس کی کمان کی
طرح مڑی ہوئی کمر پر گرا اور زور دار کڑا کے کی آواز کے ساتھ ہی
کمرہ جیگر کے علق سے نکلنے والی اختتامی کربناک چیخ سے گونج اٹھا
اور اس کے ساتھ ہی تورپر اچھل کر ایک طرف ہٹا تو جیگر کی مڑی
ہوئی دلوں ٹانگیں ایک جھلکے سے واپس فرش پر جا گریں۔ اس کے
ساتھ ہی جیگر نے حرکت کرنے کی کوشش کی لیکن اس کے جسم کا نچلا
 حصہ مکمل طور پر بے حس و حرکت ہو گیا تھا۔

تورپر نے ایک لمحے کے لئے اسے دیکھا اور پھر وہ مڑنے ہی لگا
تھا کہ یکخت اچھل کر جیگر کے اوپر جا گرا۔ کسی نے اسے پوری
قوت سے پشت پر ضرب لگا کر دھکیل دیا تھا اور یہ ضرب ہائی کی
طرف سے لگائی گئی تھی۔ تورپر چونکہ جیگر کے ساتھ الجھ گیا تھا اس
لئے اسے معلوم ہی نہ ہو سکا تھا کہ جولیا اور ہائی میں مسلسل اور تیز
رقفار فاٹ ہو رہی ہے۔ ہائی مارشل آرٹ میں خاصی ماہر تھی لیکن
جولیا چونکہ رسیوں میں جکڑی ہوئی کری سمیت نیچے گری تھی اس
لئے اس کے اٹھنے اور اپنے آپ کو رسیوں سے علیحدہ کرنے میں
کچھ وقت لگ گیا تھا۔ گو اس کی کری ٹوٹ جانے کی وجہ سے
رسیاں ڈھیلی پڑ گئی تھیں لیکن اس کے باوجود جولیا کو رسیوں سے
نجات حاصل کرنے میں خاصی وقت ہوئی اور ہائی نے اس کا

بھرپور فائدہ اٹھایا اور فرش سے اٹھ کر اس نے جولیا کی گردن پر
زور سے کھڑی ہتھیلی کا وار کیا تو جولیا چیختی ہوئی اچھل کر نیچے جا
گری لیکن اس طرح گرنے سے جولیا کو یہ فائدہ ہو گیا کہ وہ
رسیوں سے لکسر آزاد ہو گئی۔ لیکن گردن پر پڑنے والی ضرب نے
اس کے ذہن پر تاریک پرده سا ڈال دیا تھا۔ اسی لمحے جولیا کے جسم
میں درد کی اختہائی تیز لہری دوڑتی چلی گئی اور درد کی اس تیز لہر نے
جولیا کے ذہن پر چھا جانے والا سیاہ پرده یکخت غائب کر دیا۔

جولیا گردن پر کھڑی ہتھیلی کے وار کی وجہ سے نہ صرف نیچے گری
تھی بلکہ اس ضرب نے اس کے ذہن کو بھی بے ہوشی کی وادی میں
دھکیل دیا تھا۔ لیکن ہائی کے غصے کی شدت سے پوری قوت سے
جولیا کے پہلو میں لات مار دی جس سے جولیا کی کئی پسلیوں کو
شدید ضرب پہنچی اور یہ اس ضرب کا ہی نتیجہ تھا کہ درد کی تیز لہری
جولیا کے جسم میں دوڑی اور جولیا اٹا ہوش میں آ گئی۔ ہوش میں
آتے ہی جولیا کا جسم کسی سانپ کی طرح سستا اور دوسرے لمحے وہ
کسی کھلتے ہوئے سپر نگ کی طرح اچھل کر کھڑی ہو گئی اور فرش پر
گرا ہوا مشین پشنل اٹھانے کے لئے مرتی ہوئی ہائی کی تیزی سے پلٹی
لیکن دوسرے لمحے وہ بھی بالکل اس طرح چیختی ہوئی فرش پر جا گری
جس طرح پہلے جولیا گری تھی۔ جولیا نے کھڑے ہوتے ہی مرتی
ہوئی ہائی کے پہلو پر اچھل کر لات جمائی تھی اور ہائی ضرب کھا کر
چیخت ہوئی نیچے جا گری۔ نیچے گرتے ہی اس نے بھی جولیا کی طرح

تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن جولیا نے اس سے بھی زیادہ تیزی دکھائی اور اٹھتی ہوئی ہائسکی کے پیٹ پر ضرب لگا کر جیگر پر گرانے کے بعد ہائسکی سائید پر جا کھڑی ہوئی لیکن جیسے ہی اس کے دونوں پیر زمین پر لگ ضرب کھا کر سمعتی ہوئی ہائسکی اڑنے والے سانپ کی طرح جولیا سے ٹکرائی اور جولیا اچھل کر پہلو کے بل گھومتی ہوئی نیچے گری اور یہ وہی لمحہ تھا جب تنویر مڑ رہا تھا کہ ہائسکی نے یلخت گھومتے ہوئے اس کی پشت پر ضرب لگا دی اور تنویر اچھل کر منہ کے بل جیگر کے اوپر جا گرا۔

ہائسکی، تنویر کو ضرب لگا کر تیزی سے جولیا کی طرف مڑی جو فرش پر کری ہوئی تھی لیکن اس سے پہلے کہ ہائسکی اسے عزیز ضرب لگاتی یلخت ریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی ہائسکی چھٹی ہوئی الٹ کر پشت کے بل نیچے گری۔ جولیا جس جگہ نیچے گری تھی وہیں ہائسکی کے ہاتھ سے نکلنے والا مشین پیٹل موجود تھا اور ہائسکی چونکہ تنویر کو ضرب لگانے میں مصروف ہو گئی تھی اس لئے اس کی توجہ جولیا کی طرف سے ہٹ گئی تھی اور وہ یہ نہ دیکھ سکی تھی کہ جولیا نے مشین پیٹل نہ صرف اٹھا لیا ہے بلکہ وہ اس کا رخ بھی اس کی طرف کر چکی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ تنویر کو ضرب لگا کر جیگر پر گرانے کے بعد وہ جولیا کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔ شاید اس کا خیال تھا کہ جیگر اب خود ہی تنویر سے نہ لے گا کیونکہ اسے معلوم ہی نہ تھا کہ تنویر نے جیگر کی ریڑھ کی ہڈی توڑ کر اس کے نیچے جسم کو مکمل طور پر مفلوج

کر دیا ہے اور اب وہ لڑنا تو ایک طرف حرکت کرنے سے بھی مغذور ہو گیا ہے۔ تنویر کو ضرب لگا کر جیگر پر گرانے کے بعد ہائسکی جیسے ہی جولیا کی طرف متوجہ ہوئی جولیا نے فائر کھول دیا اور مشین پیٹل سے نکلنے والی گولیاں بارش کی طرح اس کے جسم پر پڑیں اور ہائسکی چھٹی ہوئی الٹ کر نیچے جا گرمی اور پھر چند لمحے تر پتے کے بعد ساکت ہو گئی اور جولیا اور تنویر دونوں ہی انٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

”اے بھی گولی مار دو“..... تنویر نے جیگر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ اس سے معلوم کرنا ہے کہ اس عمارت کی اندر ولی ساخت کیا ہے اور العباس کو یہاں کہاں رکھا گیا ہے“..... جولیا نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ واقعی“..... تنویر نے اپنات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے فرش پر پڑے ہوئے جیگر کو بازو سے پکڑ کر گھینٹا اور ایک جھٹکے سے اٹھا کر ایک سیدھی پڑی کری پر ڈال دیا جبکہ جولیا ہاتھ میں مشین پیٹل پکڑے دروازے کی طرف بڑھ گئی تاکہ اگر کوئی اچاک آجائے تو اسے کو رکیا جاسکے۔

”سنو جیگر۔ میں نے تمہاری ریڑھ کی ہڈی کا مہرہ اس انداز میں ڈس لوکٹ کیا ہے کہ اب بڑے سے بڑا ذاکر بھی اسے تمہیک نہیں کر سکتا لیکن میں اسے اب بھی ٹھیک کر سکتا ہوں کیونکہ میں نے اس کی ٹریننگ لی ہوئی ہے۔ اب اگر تم اس طرح مغذوری کی حالت میں سک سک کر مرنा چاہتے ہو تو تمہاری مرضی۔ ہم

یہاں سے پڑے جاتے ہیں ورنہ ٹھیک ہونے کے لئے تم ہمیں تفصیل سے اس کمرے سے باہر اور اس عمارت کے اندر کا نقشہ بتا دوں کون کون کہاں موجود ہے۔ سیکورٹی کی کیا صورت حال ہے۔ یہ سب بتاؤ اور خاص طور پر یہ بتاؤ کہ العباس کو کہاں رکھا گیا ہے۔ تنویر نے سرد بیجے میں جیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں اس حالت میں نہیں رہنا چاہتا۔ پلیز مجھے ٹھیک کر دو۔ میں آپ کو سب کچھ بتا دوں گا۔“..... جیگر نے انتہائی منت بھرے بیجے میں کہا۔

”چلو میری۔ ہم خود ہی سب کچھ چیک کر لیں گے۔ اس کے ٹھیک ہونے کی نیت نہیں ہے۔“..... تنویر نے منہ گھما کر دروازے کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

”رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ تم وعدہ کر د کہ مجھے ٹھیک کر دو گے۔“..... جیگر نے یکخت پیچھے ہوئے کہا۔

”میں نے خود آفر کی ہے۔ پھر وعدہ کس بات کا۔ بولو۔ وقت مت ضائع کرو۔ میں صرف تین تک گنوں گا۔ پھر ہم یہاں سے چلے جائیں گے۔ ون۔“..... تنویر نے گلتی شروع کرتے ہوئے کہا تو جیگر نے سب کچھ اس طرح بتانا شروع کر دیا جیسے ٹیپ ریکارڈر آن ہو جاتا ہے۔ پھر باقی ماندہ معلومات تنویر نے سوالات کر کے معلوم کر لیں۔

”اوکے۔ ایک تو میں نے وعدہ نہیں کیا تھا دوسرا تمہارا مہرہ طرف بڑھ گیا جہاں جو لیا شاید اس کے انتظار میں کھڑی تھی۔

”اوکے۔ ایک تو میں نے وعدہ نہیں کیا تھا دوسرا تمہارا مہرہ لٹک پکا ہے۔ اب اس کا کوئی علاج نہیں ہے اس لئے تمہارا زندہ رہنا تم پر ظلم ہے۔“..... تنویر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ جیگر کوئی بات کرتا تھا تنویر کا بازو بیکی کی تیزی سے گھوما اور اس کی کھڑی ہتھی کا بھر پور وار جیگر کی گردن پر پڑا تو ہلکی سی کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی جیگر کے حلق سے اوہوری سی چیخ نکلی۔ اس کا اوپری جسم چند لمحوں کے لئے ترپا اور پھر ساکت ہو گیا۔ اس کی گردن ثوٹ چکی تھی اور وہ ہلاک ہو گیا تھا۔

”ہمیں پہلے العباس صاحب کو ٹھیک کر لینا چاہئے ورنہ وہ انہیں کسی دوسری طرف بھی بھجو سکتے ہیں۔“..... جو لیا نے کہا۔

”سب سے پہلے اس ساڑھوم کا خاتمه کرنا ہے کیونکہ اس کا حکم یہاں چلتا ہے اور جب حکم دینے والا نہ رہے گا تو معاملات دیسے ہی چلیں گے جیسے ہم چاہتے ہیں۔“..... تنویر نے جواب دیا اور کونے میں موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا خیال تھا کہ شاید ان کی جیبوں اور پشت پر موجود اسلج سے بھرا بیگ اس الماری میں رکھا گیا ہے۔ اس کا خیال درست ثابت ہوا تھا۔ الماری میں اس کا اور جو لیا کامشین پسل دونوں موجود تھے اور بیگ بھی جس میں اسلج تھا۔ تنویر نے جو لیا کامشین پسل جیپ میں ڈالا۔ اسلج کا بیگ اس نے اپنی پشت پر لاد کر اپنا کامشین پسل اٹھایا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا جہاں جو لیا شاید اس کے انتظار میں کھڑی تھی۔

ساداٹوم اپنے آفس کی کری پر اپنی مخصوص فطرت کے مطابق اکڑا ہوا بیٹھا تھا۔ سامنے دو آدمی سر جھکائے کھڑے تھے۔ ”بولو۔ کہاں ہیں وہ۔ بولو۔“ ... ساداٹوم نے خاصے غضبناک لمحے میں پیختے ہوئے کہا۔

”جیگر کے آدمی انہیں اٹھا کر لے گئے ہیں چیف۔“ ... ایک آدمی نے لرزتے ہوئے لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ ”یہی تو پوچھ رہا ہوں کہ کہاں لے گئے ہیں۔ جہنم میں لے گئے ہیں یا کہیں اور۔“ ... ساداٹوم نے جھلانے ہوئے لمحے میں کہا۔

”جیگر کے آدمی ان دونوں کو پیشل چیلنج روم میں لے گئے ہیں اور جیگر اور شی یکورٹی چیف میڈم ہاںکی دونوں اندر ان سے معلومات حاصل کر رہے ہیں۔“ ... ایک آدمی نے تفصیلی جواب

دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ پیشل چیلنج روم تو ساؤنڈ پروف ہے۔ اندر سے باہر آوازیں تو نہیں آ سکیں گی لیکن کوئی آدمی باہر سے اندر تو جا سکتا ہے۔ تم جاؤ اور جیگر سے معلوم کر کے آؤ گے کہ یہ دونوں کون ہیں اور ان کا کیا حشر ہوا ہے جنہوں نے گیٹ اڑایا ہے۔ کیا یہ دونوں وہی ہیں جنہوں نے ہماری چار چیک پوسٹوں پر قتل عام کیا ہے یا یہ کوئی اور ہیں۔ جاؤ اور معلوم کر کے ابھی اور فوراً رپورٹ کرو۔“ ساداٹوم نے چیخ چیخ کر ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”حکوم کی تتمیل ہو گی چیف۔“ ... دونوں نے سر جھکاتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں مڑے اور تیزی سے باہر چلے گئے۔

”میں ان دونوں کو عبرتناک سزا دوں گا۔ میں ان کے جسموں کا ایک ایک ٹکڑا چیلوں اور کوؤں کو کھلاوں گا۔“ ... ساداٹوم نے اچانک میز پر زور زور سے لکے مارتے ہوئے کہا۔ اسے کافی ویر پہلے اظلاء علی تھی کہ ساداٹوم آئی لینڈ کی فرنٹ کی دونوں چیک پوسٹیں تباہ کر دی گئی ہیں اور میں گیٹ کو بھوں سے اڑا دیا گیا ہے لیکن ایسا کرنے والے دو افراد جن میں ایک مرد اور ایک عورت شامل ہے کو سیکورٹی کی طرف سے بے ہوش کر کے لے جایا گیا ہے تو وہ قدرے مطمئن ہو گیا کہ سیکورٹی چیف جیگر خود ہی اسے رپورٹ کرے گا لیکن جب تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ گزر گیا اور کوئی رپورٹ نہ آئی تو اس نے سیکورٹی کے یہ دو آدمی بلائے اور ان سے پوچھ گھوکی۔

چپ اسے بتایا گیا کہ دونوں کو پیشل چینگ روم میں لے جایا گیا ہے اور جیگر کے ساتھ ساتھ ہائکی بھی وہاں موجود ہے تو وہ قدرے مطمئن ہو گیا لیکن وہ چونکہ تازہ ترین رپورٹ چاہتا تھا اس لئے اس نے انہیں پیشل روم کے اندر جا کر تازہ ترین رپورٹ لانے کا حکم دے دیا اور اب وہ اس رپورٹ کی انتظار میں تھا۔ اسے ان دونوں افراد پر بے پناہ غصہ آ رہا تھا جنہوں نے نہ صرف چیک پوسٹوں پر قتل عام کیا تھا بلکہ یہاں بھی اس کی دو ایئر چیک پوسٹس بتابہ کر دی تھیں۔ گیٹ کو بھوں سے اڑا دیا تھا۔ اس کا بس انہیں چل رہا تھا کہ وہ ان افراد کے اپنے ہاتھوں سے نکلے کر کے انہیں چیلوں کو دیں کے سامنے پھینک دے۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور وہی دو آدمی جو پہلے یہاں موجود تھے اور رپورٹ لینے گئے تھے اندر داخل ہوئے۔

”جان کی امان دیں آقا“..... دونوں نے روتے ہوئے بھوں میں کہا۔

”جان کی امان دی۔ اب بکو کیا خبر لائے ہو بدیختو“۔ ساؤنوم نے پیختے ہوئے کہا۔

”آقا۔ سیکورٹی چیف جیگر اور میڈم ہائکی دونوں کو ہلاک کر رہے ہوں گیا ہے اور وہ دونوں افراد غائب ہیں“..... ان میں سے ایک نے اس طرح روتے ہوئے کہا جیسے یہ سارا قصور اسی کا ہو۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے“..... ساؤنوم نے

ہدیانی انداز میں پیختے ہوئے کہا۔

”وہاں بھی منظر ہے آقا۔ حالانکہ باس جیگر کے حکم پر ہم دونوں حملہ آوروں کو اٹھا کر پیشل چینگ روم میں لے گئے تھے اور ان کے حکم پر انہیں کریبوں پر بٹھا کر کریبوں کی مدد سے باندھ دیا گیا تھا۔ پھر ہمیں جانے کا حکم دیا گیا اور ہم چلے آئے۔ باس جیگر اور میڈم ہائکی وہاں موجود تھے۔ یہ دونوں حملہ آور چونکہ بندھے ہوئے تھے اس نے ان کی طرف سے کوئی خطرہ نہ تھا لیکن اب ہم نے جا کر دیکھا تو جن کریبوں پر کریبوں سے حملہ آوروں کو باندھا گیا تھا وہ کریباں ٹوٹی پڑی ہیں اور باس جیگر کی لاش ایک کری پر پڑی ہے جبکہ میڈم ہائکی کی لاش فرش پر پڑی ہے۔ وہاں کا ماحول دیکھ کر صاف لگتا ہے کہ وہاں خوفناک لڑائی ہوئی ہے اور لڑائی میں باس جیگر اور میڈم ہائکی دونوں شکست کھا گئے ہیں اور انہیں گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔۔۔ ایک آدمی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے اور حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

”تو اب کہاں غائب ہو گئے ہیں وہ جن بھوت۔ بولو“۔

ساؤنوم نے حلق کے بل پیختے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے آقا کہ وہ دونوں العباس کو ہلاک کر رہے ہوں گے جنہیں آپ نے ڈاکٹروں کے ساتھ پیشل سیل میں رکھا ہوا ہے۔۔۔ ایک آدمی نے جواب دیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تو وہاں پہنچ جائیں گے وہ۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ تو غلط

ہے۔ میری تو توہین ہو جائے گی۔ ساری دنیا کھے گی کہ ساڑھوم نے اپنے جزیرے پر العباس کی حفاظت نہیں کر سکا۔..... ساڑھوم نے پیختہ ہوئے کہا۔

”دلیکن آقا۔ پیشل سیل تو ہر قسم کی مداخلت سے آزاد ہے۔ اسے نہ بم سے اڑایا جاسکتا ہے نہ باہر سے کھولا جاسکتا ہے اور نہ ی اندر سے کھولا جاسکتا ہے۔ اسے تو صرف آپ میکنزم سے کھول سکتے ہیں اس لئے وہ لوگ کیا کر سکتے ہیں۔ خود ہی کہیں نہ کہیں دارے جائیں گے۔..... ایک آدمی نے کہا۔

”نہیں۔ یہ دونوں انسان نہیں ہیں۔ یہ جن بھوت ہیں۔ چاروں پیک پوسٹوں پر کم انتظامات تھے کہ وہ وہاں کامیاب رہے۔ یہے پر کم انتظامات تھے۔ پھر پیشل چینگ روم میں کیا ہوا۔ میں۔ یہ خوفناک لوگ ہیں۔ مجھے فوراً العباس کو یہاں سے دوسرے پیٹ پر منتقل کرنا ہو گا اور ہاں۔ میں خود بھی ساتھ جاؤں گا اس تک جب تک یہ دونوں ہلاک نہیں ہو جاتے۔ اور سنو۔ تم جاؤ۔ پر پیشل ہیلی کا پڑک کو یہاں میرے آفس کے پاہر لینڈ کرو۔ اور سنو۔ تم جا کر العباس کو یہاں لے آؤ۔ میں پیشل سیل کھولتا ہوں۔ اور ہاں۔ میرے بعد یہاں کے انجارج تم ہو۔ میں ریڈ ایریا میں چا رہا ہوں۔ اس کا علم صرف تمہیں ہو گا باشد۔ جاؤ اور حکم کی تعییں کرو۔ اور ہاں سنو۔ پورے جزیرے پر اعلان کراؤ کہ یہ دونوں حملہ آور جہاں بھی ہوں یا جہاں بھی کسی کو لمبیں انہیں دیکھتے ہی

گولیوں سے اڑا دیا جائے۔ سن لیا تم نے باشد۔..... ساڑھوم نے ایک بار پھر پیختہ ہوئے کہا۔

”یہ چیف۔ حکم کی تعییں ہو گی۔..... باشد نے کہا اور سلام کر کے مڑا اور باشد کے پیچے وہ دوسرا آدمی بھی آفس سے باہر چلا گیا۔

شہر و آفاق مصنف جناب مظہر کیم ایم اے
کی عمران سیریز کے ان قارئین کے لئے جو
نیاناول فوری حاصل کرنا چاہتے ہیں ایک نئی سکیم

”گولڈن پیکچر،“

تفصیلات معلوم کرنے کے لئے ابھی کال کیجھے

Mob 0333-6106573

Ph 061-4018666

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ ملٹان
پاک گیٹ

جو لیا اور تنویر اس کمرے سے نکل کر ایک راہداری سے گزرتے ہوئے ایک اور کمرے میں داخل ہوئے۔ یہ کمرہ آفس کے انداز میں سجا یا گیا تھا۔ ایک دیوار کے ساتھ ایک جدید انداز کی کپڑے لٹکانے والی الماری موجود تھی۔ تنویر کمرے میں داخل ہوتے ہی سیدھا اس الماری کی طرف گیا اور اس نے الماری کھول کر اندر موجود ایک ہک کو اپنی طرف کھینچا تو صر کی آواز کے ساتھ ہی الماری دیوار میں کھکھلتی ہوئی ایک سائیڈ پر ہو گئی۔ اب وہاں جہاں پہلے الماری تھی ایک راستہ نظر آ رہا تھا جس کی دوسری طرف راہداری تھی۔ وہ دونوں اس راستے سے گزر کر دوسری طرف موجود نہ ہے۔ وہاں بھی دیوار میں ایک ہک موجود تھا۔ تنویر نے وہ ہک کو کھینچا تو الماری کھکھ کر واپس اپنی جگہ پر آ گئی اور یہ خصوصی راستہ بند ہو گیا۔ یہ راستہ جیگر نے اسے بتایا تھا۔ اس

نے بتایا تھا کہ العباس کو ساؤنوم آئی لینڈ کے پیش میں دس ڈاکٹروں کے ساتھ رکھا گیا ہے جہاں ڈاکٹر العباس کی یادداشت کا علاج کرنے میں مصروف ہیں۔ یہ دس کے دس ڈاکٹر زیہودی ہیں اور یہودیوں کی تنظیم پی کاک نے بھجوائے ہیں۔

جیگر نے بتایا تھا کہ اس پیش میں کونہ باہر سے کھولا جاسکتا ہے اور نہ اندر سے۔ نہ ہی اس پر کوئی بم اثر کرتا ہے لیکن تنویر نے اس کی بات کو تسلیم نہ کیا تھا۔ اس کے پاس دو خاص طاقتور بم موجود تھے اس لئے اسے یقین تھا کہ وہ بم مار کر راستہ کھول دے گا۔ دوسرا فائدہ انہیں یہ ہوا تھا کہ وہ اس راہداری میں آنے کے بعد ساؤنوم کے تمام حربوں سے محفوظ ہو گئے تھے۔ اب جیگر اور ہائسکی کی لاشیں مل جانے کے باوجود کوئی اس راہداری میں نہ آ سکتا تھا۔ وہ بس انہیں باہر راستے میں ڈھونڈتے رہتے۔ یہ راستہ صرف جیگر کو بطور سیکورٹی آفیسر معلوم تھا اور یہ راستہ اس لئے خصوصی طور پر بتایا گیا تھا کہ کسی بھی ایرجنی کی صورت میں سیکورٹی چیف اور اس کا عملہ براہ راست پیش میں نہ پہنچ سکے۔

”یہاں سے اگر ہم العباس صاحب کو نکال بھی لیں۔ تب بھی ہم جزیرے سے باہر کیسے جائیں گے اور یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ یہاں راہداری تھی۔“ وہ دونوں اس راستے سے گزر کر دوسری طرف موجود راہداری میں پہنچ گئے۔ وہاں بھی دیوار میں ایک ہک موجود تھا۔ تنویر نے وہ ہک کو کھینچا تو الماری کھکھ کر واپس اپنی جگہ پر آ گئی اور یہ خصوصی راستہ بند ہو گیا۔ یہ راستہ جیگر نے اسے بتایا تھا۔ اس

قریب پہنچ کر رک گیا۔ جولیا پہلے ہی پہنچے ہٹ کر کھڑی ہو چکی تھی۔ تنور نے دو توں ہاتھوں میں پکڑے ہوئے ہموں کی باری باری دانتوں سے پن کھینچی اور باری باری انتہائی تیز رفتاری سے انہیں ڈارک گلر والی دیوار کے درمیان میں مار دیا۔ دو خوفناک دھماکے ہوئے اور وہاں دھواں سا پھیل گیا لیکن جب دھواں چھٹا تو تنور اور جولیا دیکھ کر حیران رہ گئے کہ دیوار پر صرف دو جگہوں پر معمولی سے نشانات بنے تھے اور دیوار دیسے کی دیسے ہی موجود تھی۔

”یہ تو تم پروف دیوار ہے“..... جولیا نے کہا۔

”ہاں۔ آؤ آگے چلیں۔ یہ تجربہ تو ناکام ہو گیا لیکن کوئی نہ کوئی راستہ ہمارے لئے کھلے گا ضرور“..... تنور نے اپنے مخصوص باعتماد لجھے میں کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ جولیا اس کے پہنچے تھی۔ آگے جا کر راہداری گھوم گئی تھی اور یہاں پہنچتے ہی وہ دونوں پے اختیار اچھل پڑے کیونکہ یہاں عقبی دیوار میں ایک دروازہ موجود تھا جبکہ سامنے والی دیوار میں بھی چھوٹا سا راستہ موجود تھا۔ تنور نے ایک ایک لمحے کے لئے اس راستے سے دوسری طرف جھانا کا تو یہ ایک خاصا بڑا ہال نما کمرہ تھا جس میں ایک طرف ایک پیدا موجود تھا جس کے ساتھ ہی ایک آرام دہ کری رکھی ہوئی تھی۔

”آؤ“..... تنور نے مڑ کر جولیا سے کہا اور اس راستے سے اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پہنچے جولیا بھی اندر آگئی تھی۔ ایک طرف سے کسی کے بولنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ وہ دونوں تیزی سے بم نکلتے ہوئے کہا اور خود بھی پہنچے ہٹ کر عقبی دیوار کے

پر ہر طرف سلسلہ افراد موجود ہیں“..... جولیا نے راہداری میں آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

”جہاں تنور موجود ہو وہاں ایسے خدمات پالنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ ہو جائے گا۔ یہ نہیں ہو گا۔ یہ کیسے ہو گا۔ یہ سب کچھ عمران پر چھوڑ دیا کرو۔ میں ایسے خدمات کا قائل نہیں ہوں۔ انسان کی بہت اور حوصلے سب راستے کھول دیتے ہیں اور تم دیکھتا کہ کیسے بند راستے کھلتے ہیں“..... تنور نے بڑے باعتماد لجھے میں کہا۔

”تمہارا یہی اعتماد مجھے حیران کر دیتا ہے“..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مجھے اللہ تعالیٰ پر مکمل اعتماد ہے۔ ہم حق پر ہیں تو ہماری ضرور مدد کی جائے گی اور کی جاتی ہے۔ آج تک ایسا نہیں ہوا اور نہ ایسا ہو سکتا ہے کہ حق پر چلنے والے کی مدد نہ کی گئی ہواں لئے بے فکر رہو۔ بے معنی اور دوران کا رخداد میں بدلنا ہونے کی ضرورت نہیں ہے“..... تنور نے کہا اور پھر وہ ایک جگہ رک گیا۔ سامنے طویل دیوار میں ایک جگہ علیحدہ گلر کیا گیا تھا۔ باقی دیوار لائٹ گلر کی تھی جبکہ دیوار کا چھوٹا سا حصہ ڈارک گلر کا تھا۔ گلر ایک ہی تھا لیکن لائٹ اور ڈارک گلر کا فرق تھا۔

”پہنچے ہٹ جاؤ“..... تنور نے پشت پر لدے ہوئے تھیلے میں سے بم نکلتے ہوئے کہا اور خود بھی پہنچے ہٹ کر عقبی دیوار کے

سے اس طرف کو بڑھے وہ ماحقہ میٹنگ روم تھا۔ کمرے میں دس افراد ایک میز کے گرد پیٹھے کی کافرنس میں معروف تھے۔
”کون ہوتا“..... اچانک ان میں سے ایک نے حیرت بھرے لبجے میں کہا تو سب گردئیں موڑ کر دروازے کی طرف دیکھنے لگے جہاں تنویر ہاتھ میں مشین پسل لئے کھڑا تھا۔ جولیا اس کی سائیڈ میں تھی۔ اس کے ہاتھ میں بھی مشین پسل موجود تھا۔

”تم کون ہو اور العباس کہاں ہے“..... تنویر نے سخت لبجے میں کہا۔

”ہم ڈاکٹرز ہیں۔ العباس کو ابھی تھوڑی دیر پہلے یہاں سے لے جایا گیا ہے“..... ایک آدمی نے جواب دیا۔ یہ سب افراد ادھیر عمر تھے۔

”کہاں“..... تنویر نے چونک کر پوچھا۔

”ہمیں نہیں معلوم اور شاید تمہاری وجہ سے ہی اسے یہاں سے لے جایا گیا ہے“..... اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سنو۔ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو پچ سچ بتا دو کہ العباس کو کون لے گیا ہے اور کہاں لے جایا گیا ہے ورنہ میں فائر کھول دوں گا“..... تنویر نے کرخت لبجے میں کہا۔

”ہمیں مت مارو۔ ہم تو ڈاکٹرز ہیں۔ ہمیں تو یہاں العباس کی یادداشت ٹھیک کرنے کے لئے بھجوایا گیا ہے۔ ہمیں بتایا گیا تھا کہ ساؤٹوم نے حکم دیا ہے کہ یہاں العباس کو خطرہ ہے اس لئے اسے

کسی اور پوائنٹ پر منتقل کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ جب یہاں خطرہ ختم ہو جائے گا تو پھر اسے واپس لے آیا جائے گا۔ تمہارے آنے سے چند منٹ پہلے اسے لے چایا گیا ہے اور ہم اسی سلسلے میں میٹنگ کر رہے تھے۔ اس ڈاکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم یہودی ہو اور تمہیں یہودی تنظیم پی کاک نے بھجوایا ہے۔“
تنویر نے کہا۔

”ہاں۔ ہاں“..... اسی ڈاکٹر نے جواب دیا ہی تھا کہ تنویر نے مشین پہل کا ٹریگر دیا دیا اور کمرہ فائزنگ اور انسانی چینخوں سے گونج اٹھا۔ تنویر نے اس وقت تک ٹریگر سے انگلی نہ ہٹائی جب تک کہ سب کے سب نیچے گر کر ٹوپنے کے بعد ساکت نہیں ہو گئے۔

”کیا ضروری تھا ان ڈاکٹرز کو مارنا“..... جولیا نے کہا۔

”ہاں۔ اس لئے کہ اگر ہم العباس کو ٹریس نہ کر سکے تو کم از کم یہ لوگ اس کا علاج تو نہ کر سکیں گے“..... تنویر نے واپس مڑتے ہوئے کہا۔

”اور ڈاکٹر بھی تو ہوں گے“..... جولیا نے کہا۔

”ہوں گے لیکن ان دس کا یہاں بھجوانا بتاتا ہے کہ ان کی نظرؤں میں یہی دس ہی ٹاپ ڈاکٹرز تھے“..... تنویر نے جواب دیا۔
”حیرت ہے۔ تم بھی عمران کی طرح دور کی سوچتے ہو۔“ جولیا نے کہا۔

"میں تو سرے سے سوچتا ہی نہیں۔ دور نزدیک تو رہا ایک طرف"..... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا بھی بے اختیار ہنس پڑی۔ بڑے کمرے کے راستے سے نکل کر وہ راہداری کی عقبی دیوار میں موجود دروازے سے دوسری طرف پہنچے تو وہ ایک اور راہداری میں موجود تھے۔ تھوڑا سا آگے بڑھتے ہی اس راہداری کا اختتام ہو گیا اور اب وہاں سامنے ایک کھلا میدان نظر آ رہا تھا جس کے سامنے عمارت کا عقبی حصہ مکمل طور پر بند تھا۔ سوائے اس راہداری کے عقبی طرف بڑی کھڑکیاں تھیں لیکن ان پر فولادی جالیاں نصب تھیں۔ کونے میں باقاعدہ ایک ہیلی پیڈ بنا ہوا تھا جس پر ایک ہیلی کا پڑ لگ رہا تھا لیکن اس کے نیچے گن شپ ہیلی کا پڑوں کی طرح مشین گٹنیں اور میزائل گٹنیں نصب صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ ہیلی کا پڑ کے پاس چار مسلح افراد بڑے چوکنا انداز میں کھڑے تھے لیکن ان کی سایہ تنویر اور جولیا کی طرف تھی جبکہ منه تنویر اور جولیا کے بائیں طرف تھا جہاں ایک بند دروازہ نظر آ رہا تھا۔

"اوٹ میں ہو جاؤ۔ ہم یہاں پھنس بھی سکتے ہیں"..... جولیا نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"لیکن ہم یہاں رک بھی تو نہیں سکتے"..... تنویر نے کہا اور واپس مرکرا بھی وہ ایک کمرے کے بند دروازے کو کھولنے کی

کوشش کر رہا تھا کہ جولیا کی آواز سنائی دی۔

"دروازہ کھل رہا ہے۔ وہ سامنے بند دروازہ"..... جولیا نے جو ایک پلر کی اوٹ لے کر باہر دیکھ رہی تھی تھوڑا سا اونچا بولتے ہوئے کہا تو تنویر تیزی سے راہداری کے اختتام کی طرف آیا اور پھر ایک اور پلر کی اوٹ لے کر کھڑا ہو گیا۔ اس دروازے سے مشین گٹوں سے مسلح چار افراد باہر آئے۔ ان کے پیچے چار اور مسلح افراد تھے۔ ان کے بعد ایک بھینی کی طرح پلا ہوا لیکن کلف کی طرح اکثر اہوا آدمی باہر آیا۔ اس کے پیچے ایک لمبے قد کا آدمی تھا۔

"ارے۔ یہ تو العباس صاحب ہیں۔ اس بھینی کے پیچے۔ یقیناً یہ بھینا ساڑھوں ہے۔ اس جزیرے کا ہیڈ۔ اود۔ اود۔ تو یہ لوگ العباس صاحب کو ہیلی کا پڑ کے ذریعے کھیں اور لے جا رہے ہیں۔ ہم وقت پر پہنچ گئے"..... تنویر نے کہا۔ العباس کے پیچے چار اور مسلح افراد بھی دروازے سے باہر آئے تھے۔ اب وہاں مسلح افراد کی تعداد سولہ ہو گئی تھی۔ چار پہلے سے ہیلی کا پڑ کے پاس موجود تھے جبکہ بارہ مسلح افراد ساڑھوں اور العباس صاحب کے ساتھ موجود تھے۔

"یہ تو خاصی تعداد ہے۔ ہم انہیں کیسے بیک وقت مار سکتے ہیں"۔ جولیا نے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"انہیں اکٹھا ہونے دو۔ پھر یہ آسمانی سے مارے جائیں گے"۔ تنویر نے جواب دیا۔

مسئولی سی غفلت سے مشن ناکام ہو سکتا ہے۔۔۔ تنویر نے کہا لیکن اس پار جولیا نے کوئی جواب نہ دیا اور ہونٹ بھینچ کر خاموش رہی۔ تھوڑی دیر بعد ساؤثوم کا قافلہ العباس سمیت ہیلی کاپٹر کے پاس پہنچ گیا۔ ساؤثوم وہاں رک گیا اور وہاں پہلے سے موجود مسلح افراد کو پچھے احکامات دیتا رہا جبکہ العباس صاحب اور باقی مسلح افراد ان کے گرد گھیرا ڈالے کھڑے تھے۔ تنویر نے ہونٹ بھینچنے ہوئے تھے۔ اسے معلوم تھا کہ یہ انتہائی قیمتی لمحات ہیں۔ اس کا مشن کامیاب بھی ہو سکتا تھا اور ناکام بھی لیکن وہ العباس کی وجہ سے خاموش تھا کیونکہ کاپٹر سے نکل جائے گا اور ہم دیکھتے رہ جائیں گے۔۔۔ جولیا نے بے چین سے لبجھ میں کہا۔

”میں انتظار کر رہا ہوں کہ العباس صاحب ان لوگوں سے علیحدہ ہو جائیں تو فائز کھولا جائے درستہ وہ خود بھی ہماری فائزگ کی زد میں آ سکتے ہیں۔۔۔ تنویر نے جواب دیا۔ اس دوران دروازے سے نکلنے والا قافلہ مسلسل ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ تنویر نے اپنی پشت پر موجود تھیلے میں سے راکٹ میزائل گن نکال کر ہاتھ میں پکڑ لی جبکہ مشین پٹل اس نے جیب میں ڈال لیا تھا۔ البتہ جولیا کے ہاتھ میں بدستور مشین پٹل موجود تھا۔

”جب تک میں فائز نہ کروں تم نے فائز نہیں کرنا۔۔۔ تنویر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”بار بار کہنے کی ضرورت نہیں۔ جب لیڈر تم ہو تو سب کچھ تم ہی کرو گے۔۔۔ جولیا نے جھلانے ہوئے لبجھ میں کہا۔

”اسی وقت لڑائی کی بجائے مشن کی طرف توجہ دو۔ ہماری

”کیوں نہ ان پر بے ہوش کر دینے والی گیس فائز کر دی جائے۔۔۔ جولیا نے کہا۔

”شہیں۔ ہماری پہلی کوشش بھی ناکام رہی تھی کیونکہ جنگر نے بتایا تھا کہ یہاں مسلسل ایسی ریز فائز ہوتی رہتی ہیں جو بے ہوش کر دینے والی گیس کو غیر موثر کر دیتی ہیں۔۔۔ تنویر نے جواب دیا۔

”تو پھر کچھ کرو ورنہ یہ ساؤثوم العباس صاحب کو لے کر ہیلی کاپٹر سے نکل جائے گا اور ہم دیکھتے رہ جائیں گے۔۔۔ جولیا نے بے چین سے لبجھ میں کہا۔

”میں انتظار کر رہا ہوں کہ العباس صاحب ان لوگوں سے علیحدہ ہو جائیں تو فائز کھولا جائے درستہ وہ خود بھی ہماری فائزگ کی زد میں آ سکتے ہیں۔۔۔ تنویر نے جواب دیا۔ اس دوران دروازے سے نکلنے والا قافلہ مسلسل ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ تنویر نے اپنی پشت پر موجود تھیلے میں سے راکٹ میزائل گن نکال کر ہاتھ میں پکڑ لی جبکہ مشین پٹل اس نے جیب میں ڈال لیا تھا۔ البتہ جولیا کے

ہاتھ میں بدستور مشین پٹل موجود تھا۔

”جب تک میں فائز نہ کروں تم نے فائز نہیں کرنا۔۔۔ تنویر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”بار بار کہنے کی ضرورت نہیں۔ جب لیڈر تم ہو تو سب کچھ تم ہی کرو گے۔۔۔ جولیا نے جھلانے ہوئے لبجھ میں کہا۔

”اسی وقت لڑائی کی بجائے مشن کی طرف توجہ دو۔ ہماری

وہاں تجھی بڑا کر دی تھی اور جب تک سوری اور جولیا ہیلی کا پڑتال
پہنچ مسلح افراد تو سب ختم ہو چکے تھے لیکن ہیلی کا پڑ فضا میں اٹھ
چکا تھا اور ابھی سوری اور جولیا ہیلی کا پڑ سے کچھ فاصلے پر تھے اس
لئے سوری کا دل بیٹھ گیا کہ ہیلی کا پڑ نکل جائے گا اور اس کا مشن
ناکام ہو جائے گا۔

نذریم
Muhammad Nadeem
Uploading

ساڈھوم، العباس کو جزیرے سے نکال کر دوسرے خصوصی پاؤٹ
ریڈ اریا میں لے جانے کا فیصلہ کر چکا تھا اور جب اسے اطلاع ملی
تھی کہ سیکورٹی چیف جیگر اور پی کاک کی سپر ایجنٹ ہائکی دونوں کو
پاکیشی ایجنٹوں نے ہلاک کر دیا ہے اور خود غائب ہیں تو اس نے
اپنے خاص آدمی بانڈ کو حکم دیا کہ العباس کو پیش میل سے نکل کر
اس کے آفس میں لے آئے اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا
خصوصی ہیلی کا پڑ بھی تیار رکھنے کا حکم دے دیا۔ پھر جب العباس کو
اس کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے اسے بیٹھنے کا کہا اور خود اس
نے مسلح افراد کو حاضر ہونے کا حکم دیا جبکہ ہیلی کا پڑ کی حفاظت کے
لئے پائلٹ کے علاوہ چار مسلح افراد پیلے سے ہی ہیلی کا پڑ کے پاس
 موجود تھے۔ بارہ مسلح افراد کو پلا کر ساڈھوم نے العباس کو ساتھ پہنچ
کا کہا۔

”ہم کہاں جا رہے ہیں“..... العباس سے نہ رہا گیا تو وہ بول پڑا۔

”خاموش رہو۔ تمہیں بولنے کی اجازت نہیں ہے۔ تمہاری خاطر میرے جزیرے پر اور چیک پوسٹس پر جاہی آئی ہے“..... ساؤثوم نے پیختہ ہوئے کہا۔

”میری خاطر۔ کیا مطلب۔ میرا کسی سے کیا تعلق۔ میرا تو یہاں علاج ہو رہا ہے“..... العباس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تو تمہیں معلوم نہیں ہے کہ تمہاری کیا اہمیت ہے اور تمہیں کیوں پاکیشیا سے انغو اکر کے یہاں لایا گیا ہے اور تم یہ بھی نہیں جانتے کہ تمہیں واپس لے جانے کے لئے پاکیشیائی اسجٹ یہاں موجود ہیں“..... ساؤثوم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ مجھ کچھ یاد نہیں۔ مجھے تو بس اتنا یاد ہے کہ دس ڈاکٹرز میرا علاج کر رہے ہیں“..... العباس نے جواب دیا۔

”اوکے۔ تم اپ مزید بات مت کرو ورنہ میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے گولی مار دوں گا۔ چلو میرے ساتھ“..... ساؤثوم نے کہا اور پھر اس نے اپنے مسلح افراد کو سمجھایا کہ کس طرح وہ ان کے آگے اور پیچھے چلتے ہوئے ہیلی کاپڑے تک جائیں گے۔ چنانچہ وہ افس سے نکل کر ایک راہداری سے گزرتے ہوئے اس کے آخر میں موجود دروازے تک پہنچ گئے۔ دروازہ کھولا گیا اور وہ سب باری پاری باہر میدان میں آگئے۔ سامنے ہی ہیلی پیڈ پر ایک ٹرانسپورٹ

ہیلی کاپڑ موجود تھا لیکن اس کے نیچے گن شپ ہیلی کاپڑ کی طرح مشین گھنیں اور میرا ان گھنیں نصب تھیں۔ پائلٹ ہیلی کاپڑ کے اندر موجود تھا کیونکہ یہ بھی ساؤثوم کا ہی حکم تھا۔ وہ ہمیشہ پائلٹ کو اپنی سیٹ پر بیٹھے رہنے کا کہتا تھا کیونکہ اس کا نفیاٹی خوف تھا کہ پائلٹ کی خالی سیٹ کا مطلب حادثہ کا یقینی ہونا ہوتا ہے اس لئے اس وقت بھی پائلٹ اپنی سیٹ پر موجود تھا جبکہ چار مسلح افراد کی دوٹولیاں چل رہی تھیں۔ ان کا رخ ہیلی کاپڑ کی طرف تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہیلی کاپڑ کے قریب پہنچ کر رک گئے۔ تمام مسلح افراد ساؤثوم اور العباس کے گرد اکٹھے ہو گئے۔

”ستو۔ جب تک میرا ہیلی کاپڑ جزیرے کی حدود سے باہر نہیں چلا جاتا تم نے یہاں سے نہیں ہٹانا اور سنو۔ میرے جانے کے بعد تم نے پوری عمارت میں پھیل جانا ہے اور حملہ آوروں کا ہر صورت میں خاتمہ کرتا ہے ورنہ پھر تم سب کا خاتمہ یقینی ہو جائے گا۔ سنا تم نے“..... ساؤثوم نے سب سے مخاطب ہو کر کہا۔

”آقا کے حکم کی تعییل ہو گی“..... سب نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

”چلو العباس۔ لیکن پہلے میں ہیلی کاپڑ میں سوار ہوں گا۔ پھر تم نے سوار ہونا ہے“..... ساؤثوم نے اس بار العباس سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ اکٹے ہوئے انداز میں آگے بڑھنے لگا۔ چند لمحوں بعد ساؤثوم باہر موجود شہنشہ پر چڑھ کر ہیلی کاپڑ میں سوار ہو

گیا۔ اس کے پیچھے العباس بھی ہیلی کاپٹر میں سوار ہوا تو کھلاک کی آواز کے ساتھ ہی دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی پاکٹ نے جو پہلے سے اپنی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا انہیں شارٹ کر دیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ حملہ۔ جناب حملہ ہو رہا ہے۔“ یکنخت پاکٹ نے پیشہ ہوئے کہا۔

”کیا حملہ۔ کیا کہہ رہے ہو۔“ عقیٰ سیٹ پر اکٹے پیشہ ساؤثوم نے یکنخت اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے پاکٹ کی طرف بڑھا۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ تو راکٹ فائر کر رہے ہیں۔ یہ وہی جوڑا ہے۔ انہیں ہلاک ہونا چاہئے۔“ ساؤثوم نے سکرین کے ذریعے باہر دیکھتے ہوئے کہا۔

”میں یہاں سے نکل نہ جاؤں جناب۔ ابھی وہ بہت دور ہیں۔“ پاکٹ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کو اوپر اٹھا لیا۔

”دنیں۔ یہ صرف دو ہیں۔ ہم انہیں آسمانی سے ہٹ کر سکتے دروازہ کھولو۔ جلدی۔“ ساؤثوم نے دروازے کے اوپر بننے والے خانے میں سے مشین گن اٹھاتے ہوئے چیخ کر کہا تو پاکٹ نے نہ صرف ہیلی کاپٹر کو واپس پیچے اتار دیا بلکہ اس نے دروازہ کھولنے والا پیش بھی پریس کر دیا تو کھلاک کی آواز کے ساتھ ہی

دروازہ کھل گیا اور ساؤثوم مشین گن سمیت اچھل کر پیچے اترنا اور تیزی سے ہیلی کاپٹر کی سائیڈ سے ہوتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ وہ ہیلی کاپٹر کی اوٹ میں تھا۔ پھر وہ ہیلی کاپٹر کے الگے حصے کے قریب ہو گیا اور اس نے ذرا سا سر آگے نکال کر سامنے کی طرف دیکھا تو ایک مرد اور ایک عورت جن کے ہاتھوں میں اسلحہ تھا تیزی سے روڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر کی طرف ہی آ رہے تھے لیکن ابھی ہیلی کاپٹر اور ان کے درمیان خاصاً فاصلہ تھا اور وہ دونوں چونکہ اکٹھے بھاگ رہے تھے اس لئے دونوں ہی مشین گن کی زد میں تھے۔

ساؤثوم نے تیزی سے مشین گن سیدھی کی اور پھر اس کا رخ بھاگ کر آنے والوں کی طرف کر کے اس نے سر ہیلی کاپٹر کی اوٹ سے باہر نکلا۔ ہی تھا کہ اس کے کافوں میں ہیلی کاپٹر کے اندر سے کسی کے پیشے کی آواز پڑی۔ یہ چیخ اس قدر کر بناک تھی کہ ساؤثوم بے اختیار ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے گردن موڑ کر کھلے ہوئے دروازے کی طرف دیکھا۔ چند ٹھوں کے لئے اسے سمجھ نہ آئی کہ یہ چیخ ہیلی کاپٹر کے اندر سے آئی ہے یا کہیں اور سے۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن میں بھاگ کر آنے والے حملہ آور آئے اور وہ سب کچھ بھول کر تیزی سے آگے بڑھا اور پھر اس نے اپنا سر پاہر نکال کر ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ ریٹریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی بھاگ کر آنے والے دونوں حملہ آور جوزگ زیگ کے انداز میں دوڑ رہے تھے ان میں

سے ایک اچھل کر نیچے گرا ہی تھا کہ ساڈنوم نے ایک بار پھر ٹریگر دیا دیا۔ اس بار وہ عورت جو پہلے حملے میں نیچے گئی تھی اچھل کر نیچے گری ہی تھی کہ ساڈنوم وکٹری کا نعرہ پلند کرتے ہوئے تیزی سے آگے دوڑا لیکن دوسرے لمحے فرش پر پڑے ہوئے دونوں افراد نہ صرف اس دوران انٹھ کر کھڑے ہو چکے تھے بلکہ ان کے ہاتھوں میں موجود اسلحہ بھی ابھی تک ان کے ہاتھوں میں تھا اور پھر راکٹ میزائل فائر ہوا اور پلک جھکنے میں ساڈنوم کے جسم سے نکلا کر پھٹا اور ساڈنوم کا ٹھینے کی طرح پلا ہوا جسم لاکھوں ٹکڑوں میں تبدیل ہو کر وہیں ہیلی کاپٹر کی سائیڈوں میں بکھر گیا۔

راکٹ میزائل نے اسے ذریع میں تبدیل کر دیا تھا۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر کے دروازے سے العباس نے چھلانگ لگائی۔ اس کے ہاتھ میں بھی مشین گن تھی لیکن اس نے نال کی طرف سے پکڑا ہوا تھا لیکن شینڈ پر اترتے ہی وہ اس طرح رک گیا جیسے بھلی سے چلتے والا کھلونا بھلی آف ہوتے ہی یکلخت رک جاتا ہے۔ وہ حیرت سے نیچے ساڈنوم کے بکھرے ہوئے اعضا اور ایک طرف پڑی ہوئی اس کی کھوپڑی کو ایسی نظر دیں سے دیکھ رہا تھا جیسے اسے اپنے آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

تویر اور جولیا نے ہیلی کاپٹر کو اوپر اٹھتا دیکھ کر اپنی رفتار اور تیزی کر دی لیکن پھر وہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ہیلی کاپٹر مزید اوپر اٹھنے کی بجائے واپس نیچے آ کر ہیلی پیڈ پر اتر کر رک گیا۔ چونکہ میدان کا رقبہ خاصا وسیع تھا اس لئے وہ ابھی تک تقریباً میدان کے درمیان میں پہنچے تھے لیکن انہوں نے دوڑنا بند نہیں کیا۔ البتہ ان کے ہاتھوں میں موجود اسلحہ خاموش تھا کیونکہ مسلح افراد تمام کے تمام ختم ہو چکے تھے۔ وہ دونوں زگ زیگ کے انداز میں دوڑ رہے تھے۔

”اگر ہم پر فارنگ کی گئی تو ہم نے انہیں ڈاچ دینا ہے۔“ - تویر نے دوڑتے ہوئے اپنے ساتھ دوڑتی ہوئی جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مجھے معلوم ہے۔ اس طرح ہی حملہ آور سامنے آ سکتا ہے۔“ - جولیا نے جواب دیا۔ اس قدر فاصلہ طے کرنے اور مسلسل دوڑنے

ساؤٹوم لاکھوں نکلوں میں تقسیم ہو گیا اور یہ نکلے ہیلی کاپٹر کی سائید میں بکھر گئے۔ ہر طرف اس کے جسم کی یوٹیاں پڑی نظر آ رہی تھیں اور ہر طرف خون اس طرح پھیل گیا تھا جیسے وہاں خون کی بارش ہوئی ہو۔ تنور اور جولیا اسی طرح دوڑتے ہوئے وہاں پہنچ گئے تو انہوں نے ہیلی کاپٹر کے دروازے کے باہر شینڈ پر العباس صاحب کو کھڑے دیکھا۔ وہ اس طرح اوہر اوہر دیکھ رہے تھے جیسے انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

”اندر چلیں العباس صاحب۔ اندر چلیں۔ ہم آپ کے دوست ہیں“..... تنور نے چیخ کر کہا تو العباس سر ہلاتا ہوا اچھل کر دوبارہ ہیلی کاپٹر میں داخل ہو گیا تو تنور نے جولیا کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور پھر پھیلے ہوئے خون پر پھیر رکھ کر وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا پھر پھسلنے لگا لیکن تنور نے اچھل کر دوسرا پھر شینڈ پر رکھا اور بھلی کی سی تیزی سے ہیلی کاپٹر میں داخل ہو گیا۔ وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ پائلٹ اپنی سیٹ کے ساتھ ہی فرش پر بے ہوش پڑا تھا۔

”اسے میں نے بے ہوش کیا ہے۔ اس مشین گن میں میگزین موجود راکٹ میزاں کن کا رخ اس کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا اور ساؤٹوم جو انہیں زندہ اور دوڑتے دیکھ کر ایک لمحے کے لئے رک گیا تھا اپنے آپ کو راکٹ میزاں سے نہ پچا سکا اور راکٹ میزاں اس کے جسم سے نکلا کر ایک خوفناک دھماکے سے پھٹ گیا۔ چھلانگ لگا کر دروازے کے اندر آ گئی تھی۔

کے باوجود اس کی آواز نارمل تھی اور شد ہی وہ ہاپ رہے تھے اور پھر انہیں ہیلی کاپٹر کے سائید سے مشین گن کی نال اپنی طرف اٹھی نظر آئی۔

”ہوشیار“..... تنور نے کہا اور اس کے ساتھ ہی مشین گن کی نال سے شعلے نکلے جو سیدھے تنور اور جولیا کی طرف لپکے تھے اور پھر تنور نے یکخت چیخ ماری اور زمین پر گر کر اس طرح تڑپنے لگا ہیسے ہٹ ہو گیا ہو۔ بھاگنے کے دوران گرنے کی وجہ سے وہ مسلسل لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔ اسی لمحے مشین گن کی نال سے ایک بار پھر شعلے نکلے اور اس بار شعلوں کا رخ دوڑتی ہوئی جولیا کی طرف تھا اور پھر جولیا نے بھی وہی کارروائی کی جو چند لمحے پہلے تنور کر چکا تھا اور مشین گن کی نال تیزی سے پیچھے غائب ہو گئی تو تنور اور جولیا دونوں بھلی کی سی تیزی سے اٹھے اور ایک بار پھر دوڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھنے لگے۔ اسی لمحے انہیں دکڑی کا زور دار نعرہ سنائی دیا اور اس کے ساتھ ہی ساؤٹوم ہاتھ میں مشین گن پکڑے دوڑتا ہوا ہیلی کاپٹر کی اوٹ سے باہر آیا ہی تھا کہ تنور نے ہاتھ میں موجود راکٹ میزاں کن کا رخ اس کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا اور ساؤٹوم جو انہیں زندہ اور دوڑتے دیکھ کر ایک لمحے کے لئے رک گیا تھا اپنے آپ کو راکٹ میزاں سے نہ پچا سکا اور راکٹ میزاں اس کے جسم سے نکلا کر ایک خوفناک دھماکے سے پھٹ گیا۔ اس کے ساتھ ہی بھینے کی طرح پلے ہوئے جسم کا مالک

”ہٹ جاؤ دروازے سے“..... تنویر نے جولیا سے کہا اور آگے بڑھ کر بے ہوش پڑے پاکلٹ کو بازو سے پکڑ کر تیزی سے گھسیٹا اور دروازے کی طرف لے گیا اور جیسے ہی جولیا دروازے سے سائیڈ پر ہوئی تنویر نے زور دار جھلکے سے بے ہوش پاکلٹ کو باہر اچھال دیا۔ ”نکل چلو بیہاں سے۔ کسی بھی وقت معاملات بگڑ سکتے ہیں“..... جولیا نے تیز لمحے میں کہا تو تنویر کوئی جواب دیے بغیر تیزی سے پاکلٹ سیٹ پر بیٹھا۔ اس نے ایک ہن دیا تو دروازہ کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی بند ہو گیا۔ انہیں پہلے سے شارٹ نہیں۔ اس نے پنکھوں کی رفتار تیز کی اور درسرے لمحے ہیلی کاپٹر ایک بھلکے سے فضا میں اٹھتا چلا گیا۔

”تم دونوں کا تعلق پاکیشیا سے ہے“..... العباس صاحب نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔ جولیا ان کے ساتھ عقبی سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی۔

”جی ہاں۔ ہم دونوں کا تعلق پاکیشیا سے ہے اور ہم آپ کو واپس لے جانے کے لئے بیہاں آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بے حد کرم کیا ہے کہ ہم اپنے مشن میں کامیاب جا رہے ہیں“..... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے اپنی ایز کرافٹ گن پلنے کی آواز سنائی دی تو تنویر نے اس بڑے ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر کو تیزی سے اس طرح چکر دیا جیسے وہ ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر کی بجائے گن شپ ہیلی کاپٹر ہو۔ فائرنگ عقبی طرف موجود ایک چان سے کی

گئی تھی۔ ہیلی کاپٹر کو چکر دینے سے گن فائر تو ہیلی کاپٹر کو ہٹ کئے بغیر سایڈ سے نکل گیا لیکن دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر کے نیچے نصب میزائل گن سے کیے بعد دیگرے دو میزائل فائر ہوئے اور مچان پر قائم چیک پوسٹ کے پر نیچے اڑ گئے۔ اسی لمحے تنویر نے ایک بار پھر انتہائی حرمت انگلیز انداز میں ہیلی کاپٹر کو چکر دیا۔ اس پار اس پر فائرنگ عمارت کی چھٹ سے کی گئی تھی لیکن تنویر واقعی بے پناہ مہارت سے ہیلی کاپٹر کو فائروں سے اپ تک بچائے ہوئے تھا۔ چھٹ سے ہونے والے فائر سے ہیلی کاپٹر واقعی بال بال بچا تھا لیکن تنویر نے ہیلی کاپٹر کو گھماتے ہوئے ایک بار پھر میزائل فائر کھول دیا اور اس پار چھٹ پر موجود سیٹ اپ میزائل فائرنگ کی زد میں آ گیا اور خوفناک دھماکوں سے نشا گونج آئی۔ اب ایک چیک پوسٹ باقی تھی لیکن وہ چونکہ جزیرے کے دوسرے کونے پر تھی اس لئے نہ ہیلی کاپٹر اس کی ریٹریٹ میں تھا اور نہ ہی ہیلی کاپٹر کی میزائل گن کی ریٹریٹ میں وہ مچان تھی۔

”اب نکل چلو تنویر“..... جولیا نے تنویر کو ہیلی کاپٹر کا ریٹریٹ دیکھ کر چھٹتے ہوئے کہا۔

”ان کو زندہ چھوڑ کر کیسے جا سکتا ہوں۔ ہم نے اوہر سے ہی گزرنا ہے۔ پورٹو جانے کے لئے“..... تنویر نے کہا اور ہیلی کاپٹر کا ریٹریٹ کر اس نے اسے انتہائی تیز رفتاری سے اڑانا شروع کر دیا۔ ہیلی کاپٹر لمحہ بہ لمحہ بلندی حاصل کرتا جا رہا تھا۔ اس کا ریٹریٹ

جزیرے کی آخری ائر چیک پوسٹ کی طرف تھا کہ اچانک ائر چیک پوسٹ سے شعلہ بلند ہوا تو تنور نے بڑے ماہراستہ انداز میں ہیلی کاپٹر کو ایک جھکٹے سے اوپر کرنے کی کوشش کی تاکہ ائر چیک پوسٹ سے فارز ہونے والا میراں ہیلی کاپٹر سے نہ ٹکرائے لیکن پونکہ یہ گن شپ ہیلی کاپٹر نہ تھا بلکہ ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر تھا اس لئے یہ فوری طور پر اس قدر اوپر نہ اٹھ سکا جتنا تنور چاہتا تھا اس لئے میراں آ کر براہ راست ہیلی کاپٹر سے ٹکرایا لیکن اس نے ہیلی کاپٹر کے عقیقی پونکے کو شدید نقصان پہنچایا اور ایک زور دار جھکٹے سے اس کا رخ بدل گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ دوسرا میراں فارز کیا جاتا تھا نور نے ہیلی کاپٹر کے نیچے نصب میراں گن سے چیک پوسٹ پر فارز کر دیا اور پلک جھکنے میں لیکے بعد دیگرے دو میراں چیک پوسٹ سے ٹکرائے اور خوفناک دھماکوں کے ساتھ ہی چیک پوسٹ کے ٹکڑے نصا میں بکھر گئے لیکن ہیلی کاپٹر گو چیک پوسٹ کے اوپر سے کراس کر گیا تھا لیکن اب اس کی بلندی لمحہ بے لمحہ کم ہوتی جا رہی تھی۔ نور نے چیک پوسٹ تباہ ہوتے ہی مختلف بٹن دبائے تو ہیلی کاپٹر کے نیچے موجود ہیوی مشین گن اور ہیوی میراں گن دونوں علیحدہ ہو کر نیچے گرتی چلی گئیں۔ اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر کی تیزی سے کم ہوتی ہوئی بلندی میں قدرے کی آگئی لیکن بہر حال لمحہ بے لمحہ وہ نیچے ہی جا رہا تھا اور اس وقت ہیلی کاپٹر جزیرے کی حدود سے نکل کر سمندر پر پرواز کر رہا تھا۔

”ہیلی کاپٹر تو ہٹ ہو گیا ہے۔ اب کیا ہو گا“..... جولیا نے کہا۔ ”میں کوشش کر رہا ہوں کہ ہم کسی چیک پوسٹ کے قریب پہنچ جائیں لیکن ہیلی کاپٹر کی حالت بتا رہی ہے کہ وہ سمندر میں گر جانے گا“..... تنور نے جواب دیا۔

”ہمارے پاس تھیرا کی کامن صوص لباس ہے اور نہ ہی لاکف جیکٹس اور پھر العباس صاحب بھی ساتھ ہیں۔ یہ تو بڑا مسئلہ بن گیا“..... جولیا نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”مجھے تو تیرنا بھی نہیں آتا“..... خاموش بیٹھے ہوئے العباس نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں العباس صاحب۔ آپ پاکیشیا کی عزت ہیں۔ ہم اپنی جانیں دے کر بھی آپ کو زندہ بچالیں گے بلکہ آپ کو آپ کے وطن پہنچا دیا جائے گا“..... تنور نے بڑے باعتماد لمحے میں کہا۔ موجودہ حالات میں اس کا لمحہ جولیا کے بھی حرمت کے ٹکڑے نصا میں بکھر گئے لیکن ہیلی کاپٹر گو چیک پوسٹ کے اوپر سے کراس کر گیا تھا لیکن اب اس کی بلندی لمحہ بے لمحہ کم ہوتی جا رہی تھی۔ اسے نظر آ رہا تھا کہ وہ دونوں تو شاید مسلسل تیر کر کسی ایسی جگہ پہنچ جائیں جہاں سے امدادری سکے لیکن العباس صاحب جو تیرنا ہی نہیں جانتے انہیں کسی صورت بھی نہ بچایا جا سکے گا لیکن ظاہر ہے وہ یہ بات العباس کے سامنے نہ کر سکتی تھی اس لئے وہ صرف ہونٹ بھیچ کر خاموش ہو گئی تھی۔ ہیلی کاپٹر اب سمندر کے کافی قریب پہنچ پکا تھا۔ پونکہ کو اس انداز میں نقصان پہنچا تھا کہ ہیلی کاپٹر کسی اپنٹ

اوھر اوھر دیکھا تو اسی لمحے تنویر نے سر باہر نکالا۔ اس کے چند لمحوں بعد العباس صاحب نے بھی سر باہر نکالا۔ ان کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں اور چہرہ بری طرح متغیر ہوا تھا لیکن بہر حال وہ زندہ تھے۔

تنویر نے کھینچ کر انہیں اپنی پشت پر لا دلیا۔
”میرے لگے میں بانہیں ڈال دیں“..... تنویر نے کہا تو العباس صاحب نے تنویر کے لگے میں بانہیں ڈال دیں۔ اب وہ اس کی پشت سے چھٹے ہوئے تھے۔

”اب ہم کہاں جائیں گے۔ کب تک اس انداز میں رہیں گے“..... جولیا نے قریب جا کر کہا۔
”فکر مت کرو۔ ہم جلد ہی چیک پوسٹ نمبر فور تک پہنچ جائیں گے۔ میں نے ہیلی کاپڑے سے اس کی بجھوکشی دیکھ لی تھی۔ بہر حال اب آگے تو بڑھنا ہے“..... تنویر نے کہا تو جولیا نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے وہ تنویر کی مجبوری کو اچھی طرح سمجھتی ہو۔

کی طرح نیچے نہ گرا تھا بلکہ وہ چلانگ کے انداز میں نیچے گرتا چلا جا رہا تھا اور اب سمندر کے کافی قریب نیچے چکا تھا۔

”ہمیں باہر نکلنا ہے ورنہ ہیلی کاپڑ پانی میں ڈوب جائے گا اور ہم اندر پھنس جائیں گے“..... تنویر نے چھینچ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی دروازہ کھل گیا۔

”لیکن مجھے تو تحریک نہیں آتا“..... العباس نے انتہائی ہراساں لمحے میں کہا۔

”فلکر مت کریں۔ زندگی کی خواہش اور موت کا خوف خود بخود آپ کو تیرنا سکھا دے گا۔ آپ میرے ساتھ ہیں“..... تنویر نے پیٹ سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے العباس کا بازو پکڑا اور دسرے لمحے العباس سمیت باہر چھلانگ لگا دی۔ ان کے پیچھے جولیا نے بھی باہر چھلانگ لگی دی اور وہ تینوں تیر کی طرح سمندر کی سطح کی طرف بڑھتے چلے گئے جبکہ ہیلی کاپڑ ان سے کچھ فاصلے پر مسلسل سمندر کی سطح کی طرف جا رہا تھا اور پھر ان سے چند لمحے پہلے ہیلی کاپڑ ایک زور دار دھماکے سے سمندر میں جا گرا اور اس سے چند لمحوں بعد تنویر اور العباس اور ان کے بعد جولیا بھی سمندر میں جا گری۔ جولیا کا جسم پہلے تو پانی کے اندر اترتا چلا گیا لیکن جلد ہی مزید نیچے چانے سے رک گیا بلکہ پانی نے جولیا کو واپس سطح کی طرف اچھال دیا۔ جولیا کا سر پانی سے باہر نکلا تو اس نے بے اختیار ایک لمبا سانس لیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے

روشن اپنی بوٹ کو پوری رفتار سے چلاتا ہوا چیک پوسٹ نمبر فور کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ یہ اس کا دوسرا چکر تھا۔ جب وہ ایک مرد اور ایک عورت کو ڈبل یوٹ پر سوار کر کے زسلوں والے خطہ ناک راستے پر لے کر چلا تھا تو اس جوڑے نے حیرت انگیز طور پر چاروں چیک پوسٹوں پر آپریشن کر کے وہاں کے سارے مسلح افراد کا خاتمه کر دیا تھا۔ اس کے بعد ساڑھوم چیزیے پر انہیں پہنچا کر روشن والپس چلا گیا تھا اور چونکہ اسے معلوم تھا کہ چاروں چیک پوسٹوں کا عملہ مارا چاچکا ہے اس لئے وہ والپسی کے وقت ایک چیک پوسٹ پر سے ایک اور ڈبل یوٹ کو اپنی یوٹ کے ساتھ ٹوچین کر کے پورٹو کی بندرگاہ پر لے گیا تھا کیونکہ وہ اس ڈبل یوٹ کا کلر تبدیل کر کے اسے فروخت کر دینا چاہتا تھا کیونکہ ڈبل یوٹ عام یوٹ سے زیادہ قیمتی ہوتی ہے لیکن اس کی آنکھوں میں

نئی سپیڈ بوٹس بھی موجود تھیں جو ان چیک پوسٹ کے سامنے موجود تھیں لیکن چیک پوسٹ پر ان کی حفاظت کرنے والا کوئی آدمی موجود نہ تھا اور روشن اس موقع سے بھرپور فائندہ اٹھانا چاہتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ یہ جوڑا جزیرے پر ضرور کوئی نہ کوئی گل کھلانے گا کیونکہ جس طرح انہوں نے چاروں چیک پوسٹوں پر کام کیا تھا اس سے وہ ان کی کارکردگی کا قائل ہو گیا تھا اس لئے وہ جلد از جلد جس قدر بھی ہو سکے بلوں یہاں سے لے جانا چاہتا تھا تاکہ ان کا کلر تبدیل کر کے فروخت کر کے بھاری دولت کما سکے۔ یہ اس کا دوسرا چکر تھا۔ پہلے والپس جاتے ہوئے وہ ایک ڈبل یوٹ ساتھ لے گیا تھا اور اب وہ دوسرے چکر میں ایک بڑی سپیڈ بوٹ ساتھ لے جانا چاہتا تھا اور یہ بڑی اور انتہائی قیمتی سپیڈ یوٹ چوٹھی چیک پوسٹ پر موجود تھی اور اس وقت اس کی سپیڈ بوٹ کا رخ چوٹھی چیک پوسٹ کی طرف ہی تھا۔

روشن اطمینان سے یوٹ کو دوڑتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا کہ اسے دور سے ایک ہیلی کا پٹر سمندر میں گرتا ہوا دکھائی دیا تو وہ یہ اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اسے معلوم تھا کہ ہیلی کا پٹر اپنے وزن کی وجہ سے سمندر کی تہہ میں اتر جائے گا اور اس میں موجود افراد ہلاک ہو جائیں گے لیکن ہیلی کا پٹر میں لازماً قیمتی سامان ہو گا جو وہ آسانی سے ہیلی کا پٹر میں سے نکال سکتا تھا اور ساتھ لے جا سکتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ہیلی کا پٹر کا دروازہ جو بند ہو گا لیکن اسے یہ بھی معلوم

تھا کہ جب ہیلی کا پڑا پنے وزن کی وجہ سے پانی کی تہہ میں بیٹھے گا تو اس کے بند دروازے پر لاکھوں ٹن وزنی پانی کا دباو پڑے گا جس کی وجہ سے دروازہ ٹوٹ پھوٹ جائے گا اس لئے وہ بڑی آسمانی سے اندر داخل ہو کر ہیلی کا پڑ میں موجود قیمتی سامان نکال لے گا۔ اسے معلوم تھا کہ ہیلی کا پڑ میں عام سامان سے ہٹ کر یہی مشیری موجود ہوتی ہے جو آسمانی سے نکالی جاسکتی ہے اور جس کی بلیک بارکیٹ میں بڑی قیمت مل جاتی ہے اس لئے اس نے پیڈ یوٹ کی نہ صرف سپینڈ کم کر دی بلکہ اس کی نظریں سمندر پر اور پیچے آتے ہوئے ہیلی کا پڑ پر جمی ہوئی تھیں اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے ہیلی کا پڑ ایک دھاکے سے پانی کی سطح پر گرا اور پھر پانی کے اندر غائب ہوتا چلا گیا۔ اب وہاں صرف سمندر اور اٹھتی ہوئی بہریں تھیں۔

روشنے نے اس جگہ کو ذہن میں رکھا اور پھر تیزی سے اس جگہ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کی زندگی چونکہ سمندر میں ہی گزری تھی اس لئے اسے معلوم تھا کہ اسے اس جگہ جہاں ہیلی کا پڑ گرا ہے وہاں پہنچنے میں بیس چھپیں مت لگ جائیں گے اور پھر وہی ہوا۔ تقریباً بیس مت بعد وہ اس جگہ پہنچ گیا۔ اس نے بوٹ کو ہند کر کے اس کا لٹکر سمندر میں پھینک دیا تاکہ بوٹ لمبڑوں کے ساتھ دور نہ نکل جائے اور پھر وہ تیزی سے نچلے کیben کی طرف بڑھ گیا جہاں تیراکی کا ایسا لباس موجود تھا جو لاکھوں ٹن پانی کا وزن برداشت کر سکتا تھا۔ لباس نکال کر روشنے نے پہنا اور پھر گلپس اور زپیں لگا کر وہ سیڑھیاں چڑھ کر واپس اوپر چلا گیا۔ اس نے سر پر ہیلمٹ چڑھا کر اسے سیلہ کر دیا۔ یہ چونکہ جدید ترین لباس تھا اس لئے اس کو سینے کے بعد علیحدہ سے آکسیجن سلنڈر کی ضرورت نہ رہتی تھی بلکہ اس میں ایسا جدید آلہ نصب تھا کہ وہ سمندر کے پانی میں ہی آکسیجن کشید کر کے پھیپھڑوں تک پہنچانا رہتا تھا اس لئے وہ اس بارے میں مطمئن تھا۔ پوری طرح لباس کے پارے میں ٹسلی کر کے اس نے سمندر میں چھلانگ لگا دی اور پھر تیر کی طرح سیدھا پیچے تھہ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ یہاں گھرائی اس لئے بھی زیادہ نہ تھی کہ یہ جگہ جزویے کے قریب تھی لیکن اس کے باوجود گھرائی یہاں موجود تھی۔ اس نے ہیلمٹ کے اوپر لگی ہوئی ٹارچ روشن کر لی اور مسلسل گھرائی میں اترتا چلا گیا اور پھر اسے تھہ میں پڑا ہوا ہیلی اپٹر کا ڈھانچہ نظر آنے لگ گیا۔ ہیلی کا پڑ کو دیکھ کر اس کی رفتار خود بخود تیز ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہیلی کا پڑ پر پہنچ گیا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ہیلی کا پڑ کا دروازہ پانی کے دیاوے کی وجہ سے ٹوٹا نہیں تھا بلکہ باقاعدہ کھلا ہوا تھا۔ وہ اندر داخل ہوا اور تیزی سے مشیری کی طرف بڑھا لیکن دوسرے لمحے وہ ایک جھٹکے سے رک گیا کیونکہ ٹارچ کی تیز روشنی میں پاکٹ والی جگہ کی سائیڈ پر ایک بڑی سی تصویر مع فریم موجود تھی۔ فریم کا شیشہ ٹوٹ پکا تھا اور فریم پر نیلوں چڑھا ہوا تھا لیکن ٹارچ کی تیز روشنی میں تصویر واضح طور پر

اسے نظر آ رہی تھی اور یہ تصویر ساڑھوم جزیرے کے چیف ساڑھوم کی تھی جس کا نام ہی دہشت زدہ کر دیتا تھا۔

تصویر دیکھتے ہی روشن تیزی سے پلٹا۔ اس کا دل دھک دھک کر رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ ہیلی کاپڑ ساڑھوم کا خصوصی ہیلی کاپڑ ہے اور کسی وجہ سے یہ سمندر میں گر گیا ہے اس لئے لازماً اس کی تلاش میں ساڑھوم کے آدمی آئیں گے۔ گوہیلی کاپڑ میں نہ ہی کوئی زندہ آدمی موجود تھا اور نہ ہی کوئی لاش نظر آ رہی تھی حتیٰ کہ پائلٹ کی لاش بھی موجود نہ تھی اس لئے وہ سمجھ گیا کہ ہیلی کاپڑ گرتے وقت کسی عجیبی خرابی کی وجہ سے اس کا دروازہ خود بخود کھل گیا اور پائلٹ سمیت اگر کچھ اور لوگ اندر ہوں گے تو وہ سمندر میں جا گرے ہیں اور سمندر کی لہریں ان کی لاشیں نجانے کہاں سے کہاں لے گئی ہوں گی۔ وہ آیا تو بہت شوق سے تھا لیکن اب اس کی جان پر بنی ہوئی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اگر ساڑھوم کو یہ معلوم ہو گیا کہ اس نے اس کے ہیلی کاپڑ میں گھس کر چوری کرنے کا سوچا ہے تو وہ اس کی لاش کو ٹکڑوں میں تبدیل کر دے گا اور صرف وہی نہیں اس کا پورا خاندان ہلاک کر دیا جائے گا اس لئے اب وہ جلد از جلد یہاں سے دور چلا جانا چاہتا تھا کیونکہ ہیلی کاپڑ کی تلاش میں ساڑھوم کی ٹیکم کسی بھی وقت یہاں آ سکتی تھی اور اگر وہ یہاں موجود ہوا تو اس کا حشر عبرتاک ہو گا۔

یہی سوچتا ہوا روشنی کی طرف بڑھ گیا اور پھر سطح پر پہنچ کر اس

نے سر باہر نکالا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے گھوم گیا۔ اس نے تیزی سے ہیلمٹ کو کھول کر سر سے اٹا را تو اس کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں اور اس کا چہرہ شدید ترین حیرت کی وجہ سے مُسخ سا ہو رہا تھا کیونکہ وہاں سپیڈ بوت موجود ہی نہ تھی حالانکہ اسے وہاں وہ لٹکر انداز کر کے گیا تھا جس کی وجہ سے بوت وہاں سے کسی صورت بھی بہت نہ سکتی تھی جب تک لٹکر اٹھاٹے لیا جاتا۔ وہ پا گلوں کے سے انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ اس کے ذہن میں دھماکے سے ہو رہے تھے۔ اسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ بوت کہاں گئی، کون لے گیا۔ وہ گھوم گھوم کر چاروں طرف اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے ابھی کسی طرف سے بوت اس کے پاس آ جائے گی لیکن دور دور تک بوت کا وجود نہ تھا۔ اس کا ذہن اس پیوں کو سمجھنے کی تھی نہ پا رہا تھا اور پھر اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ بے ہوش ہو رہا ہو۔ اس کے ذہن پر سیاہ دھبے جمع ہو رہے ہوں اور اسے اپنی موت سامنے نظر آنے لگ گئی ہو لیکن وہ اب تکمیل طور پر بے بس ہو چکا تھا۔

جو لیا، تنویر اور العباس تینوں لہروں میں اوپر نیچے ہوتے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ العباس صاحب، تنویر کی پشت سے چھٹنے ہوئے تھے اور انہوں نے تنویر کی گردن میں بازو دال رکھے تھے۔ اس طرح وہ ڈوبنے سے فجع گئے تھے۔ البتہ تنویر پر دباو بڑھ گیا تھا لیکن تنویر اپنی مخصوص قدرت کی وجہ سے ایسی باتوں کی پرواہ نہ کیا کرتا تھا۔ اس وقت بھی اسے ایسا ہی محسوس ہوا تھا جیسے اس نے العباس جیسے بھاری بھر کم آدمی کو نہیں بلکہ کسی نیچے کو پشت پر لادر کھا ہو کیونکہ العباس صاحب اس کامشن تھے اور اسے خوشی اس بات کی تھی کہ وہ اپنے مشن میں کامیاب رہا ہے۔

”بوٹ“..... اچانک جو لیا کے چھٹنے کی آواز سنائی دی تو تنویر اور العباس دونوں چونک پڑے اور پھر وہ بھی ادھر دیکھنے لگے جدھر جو لیا دیکھ رہی تھی اور پھر انہیں کافی دور ایک بوٹ جاتی ہوئی دکھائی

”یہ کہاں جا رہی ہے؟“..... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
”یہ جزیرے پر جا رہی ہو گی اور کہاں جا سکتی ہے؟“..... جو لیا
نے کہا۔

”ارے۔ اس کا رخ تو اس طرف ہے جدھر سے ہم آئے ہیں۔“
tnovir نے چونک کر کہا۔

”اس کی رفتار بھی آہستہ ہو رہی ہے؟“..... جو لیا نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد انہوں نے بوٹ کو واقعی رکھتے ہوئے دیکھ لیا۔

”یہ سمندر کے اندر کیوں رک گئی ہے؟“..... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ اس طرح کھلے سمندر میں کسی بوٹ کا رک جانا عجیب بات تھی۔ یہ مچھلیاں پکڑنے والی بوٹ بھی نہیں تھی کہ یہاں مچھلیاں پکڑنے کے لئے رکی ہو۔

”ہمارے لئے یہ اللہ تعالیٰ کا تحفہ ہے۔ ہمیں فوراً دہاں پہنچنا چاہیے“..... العباس نے سرست بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ لیکن ہمارے دہاں پہنچنے تک وہ بوٹ آگے نہ بڑھ جائے اس لئے جو لیا تم تیزی سے تیرتی ہوئی اس تک جاؤ اور اس پر قبضہ کر لو کیونکہ میں العباس صاحب کے ساتھ ہونے کی وجہ سے تیز رفتاری سے نہیں تیر سکتا۔“..... تنویر نے کہا تو جو لیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور تیزی سے بوٹ کی طرف بڑھنے لگی جبکہ تنویر بھی العباس کو اٹھائے بوٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ جو لیا جب بوٹ کے

قریب پہنچی تو اس نے دیکھا کہ بوٹ باقاعدہ لنگر انداز کی گئی تھی لیکن اس میں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ پہ خاصی جدید سپیڈ بوٹ تھی۔ جولیا بوٹ پر سوار ہو گئی اور اس نے نیچے کیعنی میں جا کر چیکنگ کی تو وہاں بھی کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

”یہ کون ہو سکتا ہے اور کیوں اس نے یہاں بوٹ روکی ہے اور خود وہ کہاں چلا گیا ہے؟“..... جولیا نے حیرت بھرے انداز میں بڑھاتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد تنویر اور العباس صاحب بھی وہاں پہنچ گئے۔ جولیا کی مدد سے العباس صاحب بھی بوٹ میں سوار ہو گئے اور پھر تنویر بھی بوٹ پر سوار ہو گیا۔

”بے حد شکر یہ مشرُ۔ جو بھی آپ کا نام ہے؟“..... العباس نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”موجودہ میک آپ میں تو میرا نام مارشل ہے لیکن اصل نام تنویر ہے؟“..... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اور آپ کا اصل اور موجودہ میک آپ میں کیا نام ہے؟“..... العباس نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میرا نام جولیانا فشن واٹر ہے اور موجودہ میک آپ کا کیا ذکر یہ تو کسی بھی وقت تبدیل ہو سکتا ہے؟“..... جولیا نے کہا۔

”تو کیا آپ سوئیں رہا ہیں؟“..... العباس نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ لیکن یہ باتیں بعد میں کریں گے۔ فی الحال ہم نے

بوٹ کو سنبھالنا ہے،“..... جولیا نے کہا اور پھر وہ تنویر کی طرف مڑ گئی جو لنگر اٹھانے میں مصروف تھا۔ تھوڑی دیر بعد لنگر اٹھا کر اور اسے واپس بوٹ کے اندر اس کی مخصوص جگہ پر پہنچا کر تنویر کیپن سیٹ پر بیٹھ گیا۔

”یہاں نقشہ ہو گا۔ یہ تو دیکھو کہ ہم کہاں ہیں اس وقت اور پورٹو کڈھر ہے؟“..... جولیا نے کہا۔

”تم فکر مت کرو۔ میں اپنی ذمہ داری سمجھتا ہوں۔ مجھے بچوں کی طرح ٹریٹ مت کیا کرو؟“..... تھوڑی نے قدرے سخت لمحے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھکے سے بوٹ کو آگے بڑھا کر ایک لمبے سرکل میں گھما یا اور تیزی سے واپس اس طرف کو بڑھنے لگا جوہر سے بوٹ آتی ہوئی نظر آئی تھی۔

”رک جاؤ تنویر۔ بوٹ کو روک لو؟“..... یکخت خاموش بیٹھی جولیا نے چیخ کر کہا۔

”کیوں۔ کیا ہوا ہے تمہیں؟“..... تھوڑی نے چونک کر اور حیرت بھرے لمحے میں کہا۔ العباس بھی حیرت سے جولیا کی طرف دیکھنے لگے۔

”تم بوٹ روکو۔ میں بتاتی ہوں۔ اب ہم وہاں سے کافی فاصلے پر ہیں اس لئے کوئی فوری خطرہ نہیں ہے؟“..... جولیا نے تیز اور سخت لمحے میں کہا۔

”پہلے بتاؤ کہ کیوں روکوں۔ ہم جتنی جلدی یہاں سے نکل سکیں

انتظار کیا جائے لیکن یہاں سمندر میں بوٹ چھوڑ کر وہ کہاں گئے
ہوں گے۔..... العباس نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ بوٹ میں ایک ہی آدمی تھا جو یقیناً کسی وجہ
سے بوٹ کو لنگر انداز کر کے خود سمندر میں اترتا ہے اور اب جب وہ
واپس سطح پر آئے گا تو بوٹ نہ ہونے کی وجہ سے وہ کسی صورت تیر
کر کسی قریبی جزیرے تک نہیں پہنچ سکے گا اس لئے لازماً وہ ہلاک
ہو جائے گا اور میں ایسا نہیں چاہتی۔ کسی انسان کو اس طرح ہلاکت
کے لئے چھوڑ دینا انسانیت نہیں ہے بلکہ انسانیت کش عمل ہے۔
جو لیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اٹھ کر کیپن سیٹ کے
روش سے معاملات کسی وقت بھی انتہائی خراب ہو سکتے ہیں۔“ تھویر
ہونٹ سمجھیے اور منہ بگاڑ کے خاموش ایک کری پر بیٹھ گیا۔ جولیا نے
شاید زندگی میں پہلی بار اسے اس انداز میں دھمکی دی تھی اور اس
لہر کی دوڑا دی تھی۔ اگر العباس وہاں موجود نہ ہوتے تو شاید وہ کوئی
ایسا اقدام کر بیٹھتا جس کے بارے میں وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا۔

”ہاں۔ وہ ایک آدمی ہے۔ اس نے تیرا کی کامنچوں لباس پہنا
ہوا ہے۔..... اچانک جولیا نے چیخ کر کہا۔ وہ دور میں سے مسلسل
انسان کو اس طرح موت کے منہ میں جھونک کر چلی جاؤں۔ جو
تباہی ساڑٹوم میں ہو چکی ہے اس کے بعد ہمارے پیچے کوئی نہیں
ہوئے کہ میں لٹکایا اور کیپن سیٹ پر بیٹھ کر اس نے بوٹ کو
ٹھاٹ کیا اور ایک جھٹکے سے آگے پڑھا دیا۔ العباس نے تھویر کی

اشنا ہی بہتر ہے۔..... تھویر نے بوٹ کی رفتار کو مزید تیز کرتے ہوئے
کہا۔

”میں کہہ نہیں رہی حکم دے رہی ہوں کہ رک جاؤ اور سنو۔ میں
ڈپٹی چیف ہوں۔ اگر تم نے میری حکم عدالتی کی تو میں تمہیں سروں
سے برطرف کر سکتی ہوں۔ روکو بوٹ۔..... جولیا نے حلق کے میں
پیختے ہوئے کہا اور تھویر کا چہرہ یکخت بگڑ سا گیا۔ ایسے لگتا تھا جیسے وہ
بڑی مشکل سے اپنا غصہ برداشت کر رہا ہو۔ اس کے ساتھ ہی اس
نے بوٹ کا انجھ بند کر دیا اور کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”تم نے اب دھمکیاں دینا شروع کر دی ہیں۔ تمہاری اس
لے غصے کی شدت سے لفظ چبا چبا کر بولتے ہوئے کہا۔

”میڈم۔ آخر آپ نے کیوں بوٹ روکائی ہے۔ ہم اس وقت
شدید رسمک میں ہیں۔ ہمیں جلد از جلد یہاں سے نکل جانا چاہئے۔“
العباس نے قدرے حرمت بھرے لبھے میں جولیا سے مخاطب ہو کر
کہا۔

”میں سب سمجھتی ہوں لیکن میں یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ کسی
انسان کو اس طرح موت کے منہ میں جھونک کر چلی جاؤں۔ جو
تباہی ساڑٹوم میں ہو چکی ہے اس کے بعد ہمارے پیچے کوئی نہیں
آئے گا۔..... جولیا نے جواب دیا۔

”آپ کا مطلب ہے کہ جو لوگ اس بوٹ پر آئے ہیں ان کا

طرف دیکھا لیکن تنویر خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ بوٹ نے آدھا راستہ ہی طے کیا ہو گا کہ جولیا نے اس آدمی کو بڑے ڈھیلے انداز میں پانی میں گرتے ہوئے دیکھا تو وہ سمجھ گئی کہ بوٹ کے غائب ہونے کے بعد سے وہ بے ہوش ہو چکا ہے اور اگر فوری طور پر اس تک نہ پہنچا گیا تو وہ ہلاک بھی ہو سکتا ہے۔ اس نے بوٹ کی رفتار مزید تیز کر دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ پانی پر کسی لاش کی طرح لیٹے ہوئے اس آدمی تک پہنچ گئے۔

”اسے اوپر کھینچو تنویر“..... جولیا نے تیز لمحے میں کہا۔

”سوری۔ یہ کام تم خود کرو۔ میرا اب سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں ہے“..... تنویر نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا تو جولیا نے سیٹ چھوڑی اور پھر تھوڑی سی جدوجہد کے بعد وہ اس بے ہوش آدمی کو بوٹ میں کھینچ لانے میں کامیاب ہو گئی۔

”یہ تو روشو ہے“..... جولیا نے کہا۔

”روشو۔ وہ کہاں سے آ گیا“..... تنویر نے چونک کر کہا اور انھوں نے روشو کی طرف بڑھ گیا جو انھی میگ بوٹ کے فرش پر بے ہوش پڑا تھا۔

”ہا۔ یہ روشو ہی ہے۔ وہی روشو۔ جو ہمیں جزیرے تک پہنچا گیا تھا“..... تنویر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”یہ زندہ نہ گیا ہے۔ ہی ہماری کامیابی ہے۔ اب تم بوٹ چلاو اور جس قدر جلد ہو سکے یہاں سے نکل چلو“..... جولیا نے سکراتے ہوئے کہا۔

”سوری۔ تم خود چلاو۔ پورٹو میں، میں تم سے علیحدہ ہو جاؤں گا“..... تنویر کا غصہ بدستور موجود تھا۔ شاید العباس کے سامنے اس کی انا مجروح ہوئی تھی۔

”کیا تم میری بھی بات بھی نہیں مانو گے۔ وہ تو تمہیں ایک انسانی جان بچانے کے لئے مجھے اس انداز میں کہنا پڑا تھا“..... جولیا نے سکراتے ہوئے کہا تو تنویر کا گھبرا ہوا چہرہ آہستہ آہستہ نارمل ہونے لگ گیا۔

”آئندہ مجھے اس انداز میں حکم نہ دینا ورنہ تم میرے ہاتھوں ماری بھی جا سکتی ہو۔ اس بار بھی نجات نہیں نے کس طرح برداشت کیا ہے“..... تنویر نے کہا اور جا کر کیشن سیٹ پر بیٹھ گیا۔

”آئندہ کی آئندہ دیکھی جائے گی۔ کیوں العباس صاحب“..... جولیا نے العباس صاحب کے ساتھ پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”تم نے جس طرح ایک انسان کو بچانے کے لئے کام کیا ہے مجھے بے حد پسند آیا ہے۔ تم واقعی بڑے دل کی مالکہ ہو۔“ العباس نے کہا۔

”شکریہ العباس صاحب۔ لڑائی یا مقابلے کی بات اور ہوتی ہے لیکن اس طرح کسی انسان کو دانتہ مرنے کے لئے چھوڑ دینا انسانیت کے خلاف ہے“..... جولیا نے کہا اور العباس کے ساتھ تنویر نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا اور جولیا اس کے اس انداز پر بے اختیار نہیں پڑی۔

”عمران صاحب۔ جولیا نے اس بار تنویر کی کارکردگی پر اپنی رپورٹ میں دل کھوں کر تعریف کی ہے۔ آپ پڑھیں گے تو یقیناً جیلیس ہو جائیں گے۔“..... بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ عمران ابھی چند لمحے پہلے ہی داش مژل پہنچا تھا۔

”اچھا۔ جبکہ تنویر کا خیال دوسرا ہے۔“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

”دوسرا کیا؟“..... بلیک زیرو نے چوتھے ہوئے پوچھا۔

”یہی کہ جولیا نے یقیناً اس کے خلاف لکھا ہو گا۔“..... عمران نے کہا۔

”تو کیا اس نے آپ سے شکایت کی ہے؟“..... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”اس نے مجھ سے شکایت نہیں کی بلکہ مجھے مبارک باد دی ہے۔“

کہ اب میں اکیلا ہی مجھوں رہ گیا ہوں۔“..... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو کے چہرے پر مزید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”مبارک باد اور اکیلا مجھوں۔ یہ آپ کیا پہلیاں بھجو رہے ہیں عمران صاحب۔“..... بلیک زیرو نے قدرے جھلانے ہوئے لمحے میں کہا۔

”اس مشن پر تنویر نے واقعی اپنے مخصوص انداز میں کام کیا ہے اور چونکہ مجھے پہلے سے معلوم تھا کہ یہ مشن تنویر کے ڈائریکٹ ایکشن کے تحت ہی کور کیا جا سکتا ہے اس لئے میں نے اسے جولیا کے ساتھ بھیج دیا تھا لیکن مشن کے آخر میں جولیا نے اسے اس انداز میں ڈانت دیا اور وہ بھی العباس صاحب کے سامنے کے بقول تنویر اب اسے جولیا سے کوئی رنجپی نہیں رہی اور ظاہر ہے کہ مقابل کا میدان چھوڑ جانا باعث مبارک باد ہی ہوتا ہے۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی نج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”ایکسٹو۔“..... عمران نے مخصوص لمحے میں کہا۔

”سلطان بول رہا ہوں۔“..... عمران اپنے فلیٹ پر نہیں ہے۔ کیا یہاں ہے۔“..... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

”عمران کا داش مژل سے کیا تعلق؟“..... عمران نے اس بار اپنے مخصوص لمحے میں کہا۔

”عمران بیٹھے۔ تارکی حکومت اور خاص طور پر العباس صاحب

نے جولیا اور خاص طور پر تسویر کی بے حد تعریف کی ہے۔ سیا تم نے ان دونوں کو بھیجا تھا۔ خود ساتھ نہیں گئے تھے۔..... سرسلطان نے حیرت بھرے لبجے میں کہا۔

”یہ مشن تھا ہی تسویر کا۔ وہ ڈائریکٹ ایکشن کا قائل ہے اور ایسے مشن میں ڈائریکٹ ایکشن ہی کامیابی دلاتا ہے۔ باقی رہا میں تو میں نے ٹیم کے ساتھ پی کاک کا اصل اور مرکزی ہیڈ کوارٹر شریں کیا ہے۔ اب جب بھی پی کاک نے دوبارہ کوئی حرکت کی تو پھر اس کے ہیڈ کوارٹر کا خاتمه کر دیا جائے گا۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جب معلوم کر لیا ہے تو ختم بھی کر دو۔ پھر انتظار کس بات کا۔“..... سرسلطان نے کہا۔

”نہیں سرسلطان۔ دنیا میں ہزاروں لاکھوں تنظیمیں موجود ہوں گی اور لاکھوں ہیڈ کوارٹر ہوں گے۔ ہم خدائی فوجدار نہیں کہ ہر ایک سے لڑتے پھریں۔ ہاں۔ اگر انہوں نے پاکیشیا کے خلاف کوئی حرکت کی تو پھر ان کا وجود ختم کر دینے کا جواز بن جائے گا۔“

عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ بہر حال تم بہتر سمجھ سکتے ہو۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”عمران صاحب۔ سرسلطان کہہ تو ٹھیک رہے تھے۔ مسلمانوں

کی دشمن یہودی تنظیم کا وجود ہی مسلمانوں کے لئے خطرے کا باعث رہتا ہے۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”چھوڑو۔ وہ جلد ہی کوئی حرکت کریں گے۔ یہ طے ہے اس لئے فی الحال تو تم میرے چیک کی فکر کرو۔“..... عمران نے کہا۔ ”چیک اور آپ کا۔ وہ کس کام کا۔“..... بلیک زیرو نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ یہ اتنا بڑا مشن مکمل ہوا ہے۔ سرسلطان مجھے لوگ جس کی تعریف کر رہے ہیں اور تم پوچھ رہے ہو کہ کس کام کا۔“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہ مشن تو تسویر اور جولیا کا ہے آپ کا نہیں اس لئے تو کہہ رہا تھا کہ آپ پی کاک کا ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیں تاکہ آپ کا چیک بنایا جا سکے لیکن آپ لفت ہی نہیں کرا رہے۔“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”اب تو کرنا ہی پڑے گا یہ کام درستہ آغا سلیمان پاشا نے مجھے پی کاک بنایا ہے۔“..... عمران نے رو دینے والے لبجے میں کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور یادگار ناول

مکمل ناول

مصنف

کا سپر ریز

مظہر کلیم ایم۔

☆ کا سپر ریز..... ایسی ایجاد، جو دنیا کو قدرتی انداز میں بناہ و بر باد کر سکتی تھیں۔

☆ کا سپر ریز..... ایسی ریز، جو دنیا کو بتاہی و بر بادی سے بچا بھی سکتی تھیں۔

☆ کا سپر ریز..... ایسی ریز، جس پر پا کیشیا کے سامنے دن کام کر رہے تھے۔

☆ فان لینڈ..... ایک یورپی ملک۔ جس کے ایجنت کا سپر ریز کا فارمولہ حاصل کرنے پا کیشیا پہنچ گئے۔ لیکن.....؟

☆ کا سڑیا..... ایک یورپی ملک جس کا سپر ایجنت آئٹھن بھی کا سپر ریز کا فارمولہ حاصل کرنے پا کیشیا پہنچ گیا۔ پھر.....؟

☆ مر جینا..... فان لینڈ کی ایسی سپر ایجنت، جس کی کار کروگی کے مقابل عمران اور پا کیشیا سکرٹ سروس بھی مات کھا گئی۔ کیوں.....؟

☆ صالح..... جس کا مر جینا جیسی سپر ایجنت سے بھر پور گراوہ ہوا اور دونوں کے درمیان انتہائی خطرناک مارشل آرٹ فائٹ ہوئی۔ انجام کیا ہوا۔ جیزت انگلیز انجام۔

کیا عمران اور اس کے ساتھی کا سپر ریز کا فارمولہ حاصل کر سکے یا اس بار واقعی نکست ان کا مقدر بنی؟ ☆ انتہائی دلچسپ اور منفرد انداز میں لکھا گیا ایک یادگار ناول ☆

کتب میکوائیہ کا پتہ
Mob 0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

ارسان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ ملتاں پاک گیٹ

E-Mail Address arsalan.publications@gmail.com

ندیم

Uploaded By Muhammad Nadeem